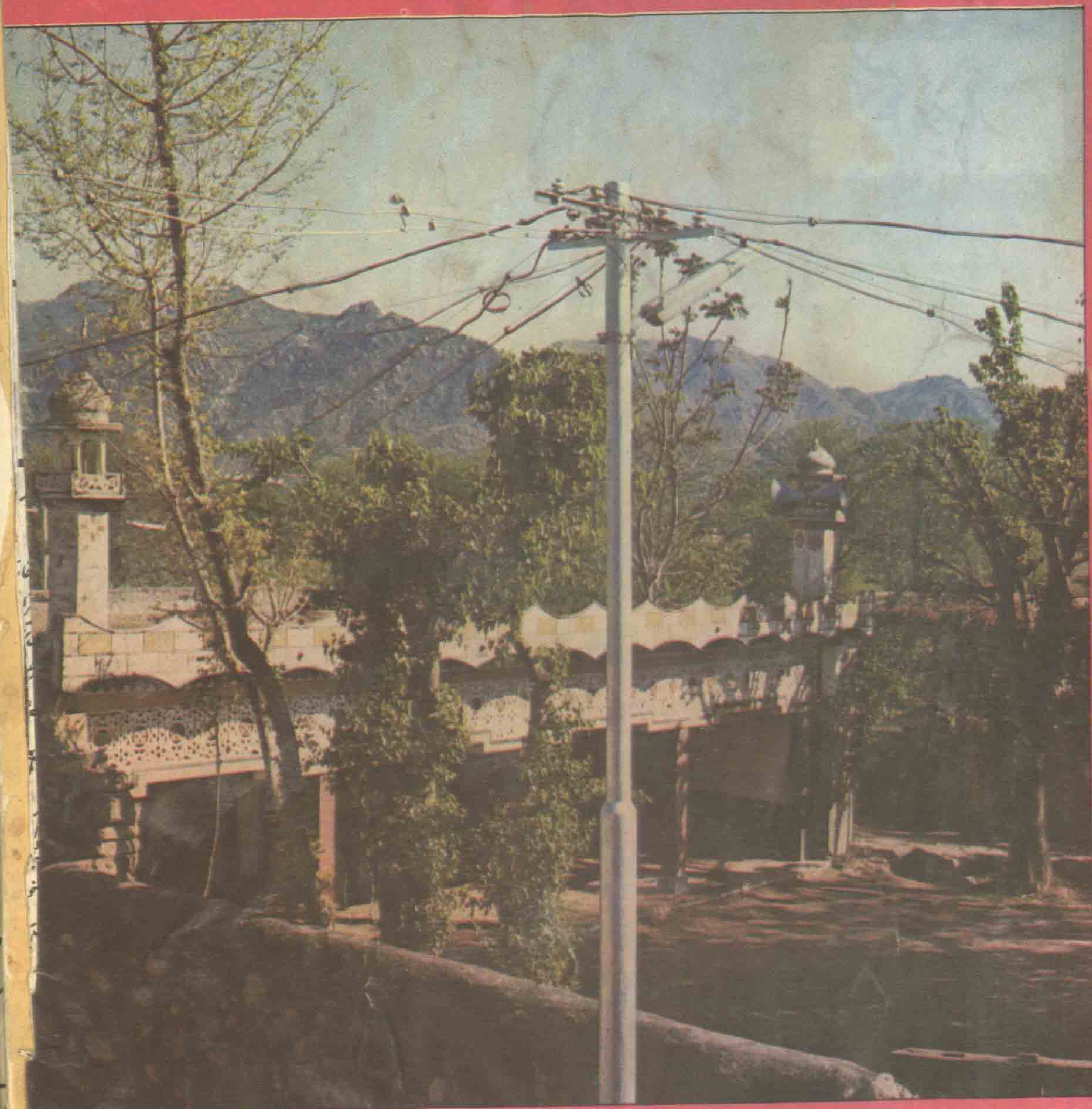


سوات میں

بجلی

کی ترسیل

ملک کے دور دراز علاقوں میں بجلی کی فراہمی کے لئے بہت سے منصوبے تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔
گذشتہ چند برسوں کے دوران ملک کے بہت سے دورافتادہ دیہات بجلی کی نعمت سے مالا مال ہونے کے بعد منور ہوئے۔

سوات کے ایک دور دراز علاقے میں بجلی کی فراہمی کے انتظامات کی ایک جھلک

مکتوباتِ سعیدیہ

از حضرت شیخ محمد سعید ابن امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب



حکیم عبدالمجید احمد سیفی مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ حکیم سیفی ⊙ بیڈن روڈ ⊙ لاہور

بار اول، تعداد ایک ہزار

باعانت محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

نعم البدل: ۳۵ روپے

مکتوباتِ سعیدیہ

از حضرت شیخ محمد سعید ابن امام ربّانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ



مرتب

حکیم عبدالمجید احمد سیفی مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ حکیم سیفی ○ بیڈن روڈ ○ لاہور

باعانت محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

بار اول، تعداد ایک ہزار

نعم البدل: ۳۵ روپے





ورکرز ایجوکیشن سنٹر کے

آجر اور آجیر کے تنازعا

فہرست مکتوبات

نوٹ: مطالعہ کنندگان عرض میکند کہ دریں مطبوعہ اگر سہو یا خطائے ملاحظہ کنند از اں مطلع فرمایند تا در طبع ثانی درست کردہ شود ۔ والسلام

حکیم محمد ذوالقرنین ناشر یکم ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

عرض ناشر

استاذ محترم مرحوم حکیم عبدالمجید احمد صاحب سیفی رحمۃ اللہ علیہ نے بسلسلہ اشاعت مطبوعات اکابر نقشبندیہ مکتوبات سعیدیہ کی کتابت بلاک کی طباعت کیلئے کرائی تھی اور ارادہ جرمنی جاکر طبع کرانے کا تھا لیکن قضائے مبرم نے مہلت نہ دی۔ داعی اجل کو لبیک کہا اور یہ کام پس ماندگان کے لئے چھوڑ گئے مگر اس فقیر کے پس ماندگان کے پاس بھی سرمایہ بجز توکل کچھ نہ تھا۔ تاجران متمول نے اس کی طباعت کو اپنی تجارت کے لئے نفع بخش نہ سمجھا اس لئے کچھ عرصہ تک مسودات کتابت شدہ جوں کے توں پڑے رہے۔ خوش قسمتی سے محکمہ اوقاف مغربی پاکستان نے صوفیائے کرام اور اہل اللہ کے آثار باقیہ کے تحفظ کی خاطر پبلشروں کو قرض حسنہ دینے کی اسکیم بنائی اور چیف ایڈمنسٹریٹر صاحب اوقاف مغربی پاکستان جناب شیخ محمد اکرام صاحب نے کتابت کے حسن وجمال اور صاحب کلام کے علو مرتبہ و کمال کو دیکھ کر اس کی طباعت واشاعت کے لئے محکمہ سے قرض حسنہ دینا منظور فرمایا۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔ امید ہے کہ محکمہ اوقاف کی جانب سے یہ سلسلہ قائم رہے گا اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کا قیمتی علمی سرمایہ ناقدردان زمانہ کی دستبرد سے صرف محفوظ ہی نہیں رہے گا بلکہ دیدہ زیب شکل وصورت میں جلوہ گر ہو کر اہل نظر کی چشمہائے بصیرت کے لئے کحل الجواہر کا کام دیتا رہے گا۔ حقائق ومعارف اور طریقت وحقیقت کے یہ جواہر پارے اب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اہل نظر کی نگاہوں کو نور بخشنے کیلئے آمادہ ہیں فیضیاب ہوں اور حضرت مصنف و ناشر ومعاون حضرات کو دعا دیں۔ والسلام

حکیم ذوالقرنین برادر نسبتی
حکیم عبدالمجید احمد صاحب سیفی مرحوم
9/18 بیڈن روڈ۔ لاہور

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

حضرات اولیائے کرام کے کلام کا مطالعہ رُوح کی تسکین اور امراض باطنی سے شفا پانے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ مطالعہ بے اختیار پڑھنے والوں کے دلوں کو یادِ الٰہی کی طرف لے جاتا ہے جس سے اطمینان کی دولت ہاتھ آتی ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ فرمان خداوندی ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ○

اسی مقصد کے لئے حضرات اکابر رحمہم اللہ کے مکاتیب و رسائل مرتب کئے جاتے ہیں۔ خانوادۂ مجددی رضی اللہ عنہم کے رسائل و مکاتیب سنت نبوی کے اتباع اور بدعات مروجہ سے اجتناب کی توفیق دلانے میں بفضلِ خداوندی اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ اہلِ عقیدت اور طلب صادق رکھنے والے حضرات متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مشاہدہ ہے کہ ان رسائل و مکاتیب کے مطالعہ نے عامیوں کو اولیا اور اولیاء کو اکمل اولیاء بنا دیا ہے البتہ کسی شیخ کامل و مکمل سے تحصیل نسبت شرط ہے۔

حضرت خواجہ محمد سعید رحمہ اللہ تعالٰے کے مکاتیب شریفہ بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم اور مفید کڑی ہے۔ آپ حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرّہ کے فرزند دوم ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان[1] ۱۰۰۵ھ ہجری میں ہوئی جب کہ حضرت امام ربّانی کی عمرِ مُبارک ۳۴ سال تھی۔

ایام طفولیت سے ہی آپ طلبِ صادق کا ذوق رکھتے ہیں خود حضرت امام ربّانی[2] فرماتے ہیں کہ :۔

فرزند محمد سعید چہار و پنج ساله بود که وے رارنجوری پیش آمد۔ در غلبات آں ضعف از وے پُرسیده شُد که "چه می خواہی؟

فرزند محمد سعید ابھی چار پانچ سال کے بچے ہی تھے کہ بیمار پڑ گئے۔ بیماری کے غلبۂ ضعف کی حالت میں ان سے دریافت کیا گیا "کیا چاہتے ہو"

[1] زبدۃ المقامات ص ۳۰۹ [2] زبدۃ المقامات ص ۳۰۹ و مکتوبات معصومیہ مکتوب ۳۰ ج ۳

بے اختیار گفت حضرت خواجہ را می خواہم۔ من ایں حرف او را بحضرت خواجہ قدس سرہٗ عرض کردم۔ فرمودند۔ محمد سعید شما رندی وحریفی نمود و غائبانہ ازما نسبت در ربود

انہوں نے بے اختیار کہا "میں حضرت خواجہؒ کو چاہتا ہوں، میں نے ان کی اس بات کا ذکر اپنے حضرت خواجہ سے کیا تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمہارا محمد سعید بڑا چالاک و ہوشیار نکلا، غائبانہ ہم سے نسبت چھین لے گیا۔

ہوش سنبھالا تو علومِ ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور سترہ سال کی عمر میں اپنے والدِ بزرگوارؒ کی طرح فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالٰے نے مکتوب ۳۰ ج ۳ میں بتفصیل آپ کے مناقب ذکر فرمائے ہیں ملاحظہ ہوں :۔

تحریر[1] فرماتے ہیں کہ بچپن ہی سے قبول و کرامت کے آثار اور ولایت و شرافت خاندانی کے اطوار آپ کی پیشانی سے نمودار تھے۔ اس کے بعد طلبِ حضرت خواجہؒ کا مذکورہ بالا واقعہ نقل فرمایا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ظاہری و باطنی کمالات اپنے والدِ بزرگوار حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاصل کئے سترہ سال کی عُمر میں ظاہری علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کو درجہ کمال تک پہنچا لیا اور والدِ بزرگوار کی مانند کمال دینداری، تقویٰ، متابعت سنتِ نبوی اور عزیمت پر عمل پیرا ہونے کے فضائل سے مالا مال ہو گئے۔ نرم گفتاری، تواضع کامل، پوری توجہ سے واردین و صادرین کی دیکھ بھال، جود و کرم اور بے نفسی آپ کا شیوۂ خاص ہے۔

قرآن مجید کی تجوید، عالی سند کے ساتھ فرمائی۔ فنِ حدیث میں بھی جید سند اور مرتبۂ عالی رکھتے ہیں اور فقہ میں بلند دسترس کے مالک ہیں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو جب کسی مسئلہ فقہیہ کی تحقیق درکار ہوتی تو اکثر و بیشتر آپ کو ہی اس خدمت پر مامور فرماتے

[1] ترجمہ مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ۳۰ ج ۳

اور آپ سے اس کا بیان شافی طلب فرمایا کرتے تھے ۔ اور جب وہ مشکل مسائل کا حل فرماتے اور ان کی پیچیدگیوں سے عہدہ برآ ہوتے تو حضرت امام ربانی بے حد مسرور ہوتے اور ان کے حق میں دُعا فرمایا کرتے تھے ۔

آپ حضرت امام ربانی کی حیاتِ طیبہ میں ہی کمال و تکمیل کے مراتب پر پہنچ گئے تھے خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے اور طالبین کی تربیت کا کام والدِ بزرگوار کے زیر سایہ ہی شروع فرمایا ۔ عقل معاد کے کمال کے ساتھ عقل معاش بھی کامل و مکمل رکھتے تھے چنانچہ حضرت امام ربانیؒ اکثر معاملات میں آپ سے صلاح و مشورہ لیا کرتے تھے باطنی امور میں بھی آپ حضرت کے رازدار تھے ۔ جو راز کی باتیں حضرت امام ربانی فرمایا کرتے تھے بہت کم کوئی دوسرا شخص ان میں شریک ہوتا تھا ۔

آپ کو حضرت امام ربانی کی جانب سے دقیق اسرارِ طریقت اور مخصوص معاملاتِ حقیقت کی بشارتیں حاصل تھیں ۔ لوگ امراضِ ظاہری میں ان کی توجّہ سے شفا حاصل کرتے اور امراض باطنی میں ان کے تصرّفِ باطنی سے جمعیت و اطمینان قلبی سے بہرور ہوتے تھے ۔

مختصر یہ کہ آپ، قطب المحققین وارث المرسلینؑ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے قول "ما فضلیاتیم" کا کامل مصداق تھے ۔

یہ ایک نقل اور مشہور واقعہ ان کی بزرگئ شان کے سلسلہ میں کافی ہے کہ ایک بار آپ معاملہ میں دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مع صحابۂ کرامؓ ایک مقام پر جمع ہیں اور یہ بھی (خواجہ محمد سعیدؒ) حضرت مجدد صاحبؒ کے چند اہل ارادت کے ساتھ حاضر ہیں ۔ اسی اثنا میں صحابۂ کرامؓ ایک کاغذ منگاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرضی لکھیں چنانچہ اس مضمون کا ایک خط لکھا گیا کہ "یہ لوگ (خواجہ محمد سعید مع رفقاء) اور ہم عنایات خداوندی میں ہم درجہ ہیں حالانکہ ہم نے (فروغ دین اور جہاد فی سبیل اللہ میں) بے انتہا سخت محنتیں اُٹھائیں اور جاں فشانیاں کیں جو ان لوگوں نے نہیں کیں تو پھر برابری کی کیا وجہ ہے ؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں قرآن مجید کی یہ آیت تحریر فرمادی :-

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ — یہ فضلِ خداوندی ہے جسے چاہے دے
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ — اور اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے ۔

حقائق و معارف کا بیان ، اسرار و دقائق کی شرح اور ذات و صفات کی باریکیاں جس عالی زبان اور شافی بیان کے ساتھ اپنے مکتوبات شریفہ میں تحریر فرمائی ہیں ان کمالات کی شرح اور کرامات کی تفصیل سے زبان کو روک لینا اور آپ کے ملفوظات و مکتوبات پر محمول کر دینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ انہیں دیکھ کر خود اہلِ دل ان کا پتہ چلائیں اور ظاہری الفاظ سے باطنی معانی کی طرف قدم بڑھائیں کسی نے کیا خوب کہا ہے

ع قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا — یعنی

ع مری بہار کو دیکھو مرے گلستان میں

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے ان چند مختصر مگر تفصیلات سے پُر اور حاوی الفاظ میں جو حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ کا تعارف کرایا ہے اس کے بعد ضرورت باقی نہیں رہتی کہ آپ کے مقامات ارجمند اور مقالات بلند کا تعارف کرانے کے لئے مزید تذکرہ نویسوں کے کلام کی طرف رجوع کیا جائے ۔

ایک اور خط میں جو جلد سوم کا مکتوب اول ہے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اپنے اس جلیل القدر برادر معظم سے والہانہ محبت اور احترام و عقیدت کا اظہار فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں :-

ملاطفۂ گرامی کہ از کمال کرم و مہربانی مصحوب ملا طاہر نامزد این مسکین بے تسکین فرمودہ بودند لورود آں مستسعد گردید ۔ ازراہ تلطف و مخلص پروری مقدمات شوق آمیز و فقرہائے عشق انگیز اندراج یافتہ بود مطالعۂ آں آتش مشتاقان را مضاعف ساخت

گرامی نامہ جو بنابت کرم و مہربانی ملا طاہر کے بدست اس مسکین بے تسکین نام مرسل ہوا تھا اس کے ورود کی سعادت نصیب ہوئی ازراہِ کرم و مخلص پروری اشتیاق آمیز باتیں اور توسن عشق کو مہمیز کرنے والے فقرے جو اسی نامۂ گرامی میں مندرج تھے ۔ ان کے

وشعلہ شوق ایشان را سر بلند گردانید۔

ع

آب آتش را مدد شد ہمچو نفط

عاشق مسکین را نہ تاب عتاب و نہ طاقت عنایت؛ نہ برداشت قہر و نہ یارائے مہر

ع کہ وصل از ہجر باشد جاں ستاں تر۔۔۔ اظہار انتظار آمدن این مسکین فرمودہ اند ع از دولت یک اشارہ از ما بسر دویدن

سعادت نفقیر است کہ در خدمت برسد و از برکات صحبت کثیر البہجت مستفید و مستسعد گردد

مطالعہ نے آتش اشتیاق کو دوچند کر دیا، شعلہ شوق وطلب کو سر بلند بنا دیا۔ ع اس آگ پہ پانی نے بھی ہے تیل ہی چھڑکا۔

بیچارے عاشق کو نہ عتاب کی تاب نہ عنایت کی برداشت نہ قہر کا تحمل نہ مہر کا یارا۔ ع جدائی سے بھی وصل یار بڑھ کر جاں ستاں ہے آپ اس مسکین کی حاضری کے انتظار کا اظہار فرما رہے ہیں

ع ہو دوست کا اشارہ تو میں سر کے بل چلوں۔

فقیر کی خوش نصیبی ہو گی کہ حاضر خدمت ہو کر مسرت بخش صحبت کی برکات سے بہرہ ور اور سعادت یاب ہو۔

مکتوبات سعیدیہ

آپ کے مکتوبات کا یہ مجموعہ ایک سو مکتوبات پر حاوی ہے جن میں سے اکثر فارسی زبان میں اور بعض خالص عربی میں ہیں۔ عالی مضامین کو سوا اور سلیس زبان میں ایسے کیف اور انداز بیان سے ادا فرمایا ہے کہ ناظرین سخن فہم پر کیفیت وجد طاری کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

پہلے دو مکتوب اپنے والد بزرگوار و پیر حقیقت شعار حضرت امام ربانیؒ کی خدمت میں تحریر فرمائے ہیں جن میں اپنے ابتدائے عہد سیر و سلوک کے حالات ارجمند اور عروجات بلند مندرج ہیں۔

مکتوب اول میں فرماتے ہیں:۔

در مقام شاہ آباد مشغول بود۔ روح را از بدن تمام جدا دید۔ ظاہر گردید کہ این از مقام حیرت است پیشوائے این مقام حضرت شیخ عراقی قدس سرہٗ اند۔ دید کہ ظہور شیخ شد و آن نسبت غلبہ کرد۔ چندانکہ غلبہ می کرد بدن متألم می شد

مقام شاہ آباد میں شغل مراقبہ میں تھا کہ روح کو بدن سے بالکل الگ دیکھا اور معلوم ہوا یہ مقام حیرت سے متعلق ہے اور اس مقام کے پیشوا شیخ عراقی قدس سرہٗ ہیں پھر دیکھا کہ شیخ عراقی نمودار ہوئے اور اس نسبت کا غلبہ ہوا جس قدر زیادہ غلبہ ہوتا تھا بدن

و درین میان ظہور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ شد و تسکین او نمود۔ روز دیگر حضرت ایشان ظاہر شدند و بیشتر تسکین شد۔

کو تکلیف ہوتی تھی اسی اثناء میں حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ جلوہ فگن ہوئے اور کچھ تسکین کی صورت نکلی دوسرے روز آنحضرت جلوہ آرا ہوئے اور تسکین اور زیادہ حاصل ہوئی۔

دیگر مکتوب الیہم

جن حضرات گرامی درجات کے نام آپ نے مکتوبات تحریر فرمائے ان میں سے چند بزرگوں کے نام نامی یہ ہیں۔

(۱) سید شمس الدینؒ (۲) مرزا حسام الدین احمدؒ (۳) شیخ عبد الصمد اٹکیؒ (۴) مولانا محمد فرخ جامع مکاتیب (۵) مولانا محمد ہاشم کشمیؒ (۶) شیخ بدیع الدین نواسۂ خود۔ (۶) میر محمد نعمانؒ ( ) شیخ محمد خلیل اللہؒ پسر خود۔ شیخ عبد الاحدؒ پسر خود۔ خواجہ عبد اللہ معروف بخواجہ خورد فرزند حضرت خواجہ باقی باللہؒ۔ شیخ حمید بنگالیؒ۔ مولانا محمد صدیق کشمیؒ۔ شیخ محمد امیہ ابہیم مدرس مدرسہ مدینہ منورہ۔ اورنگزیب عالمگیر بادشاہ ہندوستان وغیرہم۔

اپنے فرزند شیخ محمد خلیل اللہؒ کے نام تفسیر آیت شریفہ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ عروج و وصول کے وقت بتکلف مقام فوق کی طرف پہونچنے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے کیونکہ اس کام میں تکلف نہیں چلتا جو شرف بھی حاصل ہو گیا ہے اس پر راضی اور شاکر رہنا چاہیئے نیز یہ آیت، کنہ ذات باری تعالے میں غور و خوض کرنے سے زجر و منع کرتی ہے کیونکہ وہاں کسی کے علم کی رسائی نہیں۔

زبان

مکتوبات کی عام زبان فارسی ہے نہایت سلیس اور بے حد شستہ بطرز نگارش عام فہم، ہر قسم کے اغلاق و پیچیدگیوں سے پاک صاف۔ آیات و احادیث سے مزین بعض جگہ عربی زبان میں کلام شروع فرما دیا ہے۔ عربی بھی نہایت بلند پایہ اور فصیح و بلیغ ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی صاحب زبان بول رہا ہے۔ آخیر میں چند مکاتیب تو خالص عربی زبان میں ہیں۔

مکتوب ۹۷ جو شیخ محمد برادر خالہ زاد کے نام ہے اس میں حضرت امام ابو حنیفہ کے مشہور قول سُبحانَكَ عَرَفْنَاكَ حق معرفتک وماعبدناکَ حق عبادتکَ پر سیر حاصل کلام کیا ہے اور معترضین کے اعتراضات کے کافی وشافی جوابات دیئے ہیں۔ یہ مکتوب ایک مستقل رسالہ کی حیثیت رکھتا ہے جس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے بارے میں کوئی گوشہ ایسا باقی نہیں رہا جس پر محققانہ بحث نہ کی گئی ہو۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ نے اس موضوع پر تحقیق کا حق ادا فرما دیا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا الجزاء

جامع مکاتیب

مکاتیب سعیدیہ کے جامع حضرت مولانا محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سال جمع مذکور نہیں۔

وفات

حالات خواجگان نقشبندیہ میں مذکور ہے کہ :۔

اورنگزیب عالمگیر بادشاہ ہندوستان اس خاندان سے نہایت خصوصیت رکھتا ہے۔ اس نے حضرت خواجہ کو بالتجاد الحاج استفاضہ کرنے کے لئے دہلی بُلایا۔ بادشاہ کے اخلاص کے پیش نظر آپ تشریف لے گئے اور کافی عرصہ قیام فرمایا دہلی میں ہی آپ علیل ہوگئے۔ شاہی اطبا نے علاج کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ حضرت کو منکشف ہوچکا تھا کہ اب وقت آخر قریب ہے۔ بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند شریف کے قصد سے روانہ ہوئے لیکن اثنائے سفر میں ہی جب موضع سنبھالکہ میں پہنچے تو ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۰۷۰ھ میں رفیق اعلیٰ سے داصل ہوگئے۔ جنازہ سرہند شریف لایا گیا اور حضرت امام ربّانی کے پہلو میں مدفون ہوئے ٭ رحمہ اللہ ورحمۃ واسعۃ

ناچیز محبوب الٰہی عفی عنہٗ
یکم ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

عریضۂ اوّل۔ بخدمت حضرت مجدد الف ثانی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پیر بزرگوار و والد ماجدِ خود۔ در احوالِ خویش۔ (ایں عریضہ وعریضۂ مابعد در حداثت سن پیش از ظہورِ کمالاتِ علیہ نوشتہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ حضرت سلامت! دل را ہیچ متوجہ بجائے نمے یابد، بلکہ دل را نمے یابد۔ اکثر حیران می باشد اگر قرآن مے شنود چوں سائر مردم نشستہ مے ماند۔ در مقام شاہ آباد مشغول بود روح را از بدن تمام جدا دید، ظاہر گردید کہ ایں از مقام حیرت است۔ پیشواءِ ایں مقام حضرت شیخ عراقی قُدِّسَ سِرُّہٗ بود، دید کہ ظہور شیخ شد و آں نسبت غلبہ کرد، چندانکہ غلبہ مے کرد بدن متالّم مے شد و دریں میان ظہور حضرت خواجۂ بزرگ قُدِّسَ سِرُّہٗ شد و تسکین رو نمود۔ روز دیگر حضرتِ ایشاں ظاہر شدند و بیشتر تسکین شد۔ والسلام

عریضہ دوم نیز بخدمت حضرت مجدد الف ثانی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پیر بزرگوار و والدِ ماجدِ خود۔ در احوالِ خویش متعلق بہ فنا و عدم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ احقر العبید محمد سعید عفی عنہ بموقف عرض حضرت اشرف مے رساند کہ از اندوہِ مفارقتِ صوری چہ عرض نماید، گاہ وحشت مستولی مے شود کہ مترصّد بہلاکت و مرض شدید مے گردد۔ واز خرابئ احوال چہ معروض دارد، باوجود تعلقاتِ شتّٰی کہ دامن گیر شدہ تمنّاء آں دارد کہ دیوانہ وار از جمیع علائق گسستہ و ہمہ را سوختہ عزلتے اختیار نماید کہ جز لبِ گور ایں کس را نہ بیند۔ در حلقۂ پیشیں نشستہ بودم و حافظ قرآن مے خواند و اخوی محمد معصوم ہم حاضر بود، ظاہر شد کہ چنانکہ ظرفے را خالی ساختہ باشند باز پُر سازند بندہ

راپرساختہ گرفتند بنوعے کہ کیفیت آں رانمی داند کہ چگونہ بعرض رساند۔ ودریافت کہ تخلیۂ اوّل تخلیہ ازتوہّم وجوداست، کہ خودراکہ عدم مطلق وشرمحض بودہ وجودوخیرمحض مے انگاشت، آں توہّم زائل شد۔ عدم بصرافتِ خودعدم بود بازپرساختن ایں این است کہ بجاۓ عدم کہ حقیقت ایں شخص بود، ثبوت راداشتند۔ امادرنظرخوب حقیقت بودن ثبوت نمے ایستد، بلکہ عدم مطلق وشرِمحض حقیقت خوددرنظراست وثبوت متجدد وہم منظورگویاشیٔ خالی راپُرکردہ، وگراں بارئ آں واضح است۔ فرداۓ آں روزدیدم کہ آئینہ بدست دارم دراں مے نماید کہ رُوۓ من داغہاۓ مختفی داردکہ درنظرمردم نمے درآید، دیدم کہ آئینہ درکمال صفانیست دانستم کہ زنگ گرفتہ صورت داغدارظاہرشد۔ ازاں دل تنگ شدم۔ آئینہ دیگرگرفتم دیدم کہ داغہاۓ زشت بیشترظاہرشد، بسیارپریشاں شدم۔ آئینہ دیگرگرفتم درکمال راستی وصفااوّل بارمصفّٰی ظاہرشد ثانی الحال تمام داغداردیدم، درآں وقت تعبیرنمودم کہ مرآت شئے مغایرشےءست۔ پس چوں اوّل معاملہ درمیان عدم ووجودمختلط بودآئینہ نیزمشابہ آں بود، ووقتے کہ معاملہ بعدم صرف کشید آئینہ خالی ازعدم پیداشد۔ وبروزدیگرآں عقدہ حل شدکہ نوشتہ بودخوب درنظرحقیقت بودن ثبوت بدل عدم نمے ایستد۔ ظاہرشدکہ نہایت اطلاق اَنَا تابقاۓ عدم است کہ تلبیس باطل است، چوں عدم باصل خودپیونددانَا منقطع مے شود۔ ایں جاحقیقت بے اطلاق اَنَا بہ ثبوت مبدل میگردد واینجاانقطاع علم حضورواضح مے شود، چہ وجودہمیشہ خودحاضراست۔ بصدقۂ آنحضرت امیدواراست کہ بہ تفصیل ایں حقائق بہرہ ورگردد۔ والسّلام

مکتوب ۳ سوم۔ بنام سیدشمس الدین۔ درمفہوم عَرَفْتُ رَبِّیْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ۔ چہ ہرضد باضددیگرجہت جامعہ داردکہ مشہودعارف ہماں جہت است، وجہت فارقہ اعتبارے بیش نیست چراکہ یک حقیقت است کہ درمراتب تعینات ساری ست، وآں حضرت وجوداست کہ نزداکثرصوفیۂ متاخرین عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ عین ذاتِ واجب است تعالیٰ وَتَقَدَّسَ۔ ونزدحضرت قطب العرفاءحضرتِ ایشانِ ماقُدِّسَ سِرُّہٗ اول ظلے ست ازظلال ایں مرتبہ مقدسہ وپیشین مظہرے ازمظاہرذات منزّہ ومرآت اتم وفیض اعمّ، ونخستین انتزاعے

ازاں مطلق علی الاطلاق۔ والسّلام

مکتوب ۴ چہارم بنام میرمنصور۔ دردُعاۓ زہدوطلبِ خیریت مکتوب الیہ۔

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حضرت واہب العطایابکمندِ جذباتِ خویش ماراازماراہائی بخشیدہ بحقیقت محبت خویش رہنمائی فرماید، تااختلاف تعلقات وتحول اطوارحجاب جناب مقدس محبوب مطلق نگردد، وعُسرویُسروفقروغناوضیق ورخاوعنایت وعناءجزآئینۂ دارجمال وجلال اونباشند۔ شایدکہ لمعہ ازلمعاتِ آں مطلع انواربرقلالِ بشریّت تافتہ وآفتابِ ہویّت ازپس غمام ظلال طالع شدہ ونام ونشان ایں جمادِ بےحس رابرباددادہ، بوجودے کہ عدم درقفاۓ اونباشدوحیاتے کہ ممات دنبال اونبودونورے کہ ظلمت راوراۓ آں جاۓگاہ نیست مکرم سازد، وَھُوَالَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَاقَنَطُوْاوَیَنْشُرُرَحْمَتَہٗ ط وَھُوَالْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ۔ امابعدمسجون فراق مرہون اشتیاق مشہودخاطرعاطرمے گرداندکہ احوال دُورافتادہ مقرون بعافیت است، ہموارہ نگران اخبارسلامت واستقامت ایشان است۔ مدتےست کہ برقم احوال شریفہ یادآوری نفرمودہ اندچشم انتظاردرراہ است، وطغیانِ شوق ازحیطۂ قلم بیرون است۔ وچوں ایں نشأۂ نشاۓ فراق است دولت بقاءراازحضرت کریم بدارالبقاءمسئلت مے نماید۔ توفیق اعمال موجبۂ ترقیات نصیب وقت بود۔ والسّلام

مکتوب ۵ پنجم۔ بنام میرزاحسام الدین احمد۔ درنارسائی مطلوب۔

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ عرض نیازازیں مسکینِ آوارہ بآں عالیجناب مقبول باد ایں گرفتارظاہروباطن امیدوارودریوزہ گررحم وعنایت است تاازیں تعلقات شتّٰی کہ سدِّراہِ مطلبِ آشتی ست، خلاصی یافتہ بکلّیہ جویانِ مقصدِاعلےٰ گردد ہرچندچیزے بدست نیاید، کہ متلوّث دنائسِ علائق وتقیدات راباجمالِ حضرت بسیط علی الاطلاق کدام راہ مناسب است۔ نصیب مہموم ہجراں ازمعرفت جزجہل نیست، وازقُرب جزبُعدوازوصل جزفصل وازذات جُزگفتاروازنام جُزنشان نہ ے

درافگندہ دف ایں آوازازدوست ۔۔۔ کزوبردست دف کوباں بودپوست

بارے باایں ہمہ دُوری ومہجوری وخرابی وروسیاہی اگرگرفتارباشدگرفتاراوباشد، واگرمشتاق

باشد شوق او داشتہ باشد ے

اگر ندہی بکف دامانِ یارم گرفتارئ کس دیگر ندارم

کتابِ خسیس راچہ یارا کہ دم از محبتِ سلطانِ عالی شان زند، جُز آنکہ نالۂ حرمان و ماتمِ خسرانِ خود داشتہ باشد۔ زیادہ بریں چہ اظہار تاسف و تلہف نماید و مشوش خاطر عاطر گردد۔ والسلام

مکتوب ششم ۶ ۔ بنام شیخ عبدالصمد اٹکی ۔ در توجیہ الفاظ گستاخانۂ مرید متعلق پیر خود و در وصل عریان و فناء ارادہ و در آنکہ خوارق از لوازم ولایت و مراتبِ ولایت نیست و در فضیلتِ طریقۂ نقشبندیہ و در ذکر بعضے خوارقِ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی، خصوصاً علٰی سِرِّہِ الْاَسْنٰی وَنُوْرِہِ الْاَبْھٰی، صَاحِبِ الْبَرْزَخِیَّۃِ الْکُبْرٰی وَالْمَقَامَاتِ الْعُلٰی، اَلَّذِیْ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی، ثُمَّ عَلٰی مَنْ فَازَ مِنْہُ بِالْحَظِّ الْاَوْفٰی وَنَالَ السَّعَادَۃَ الْقُصْوٰی وَ بَلَغَ الْغَایَۃَ الَّتِیْ یَغْبِطُہٗ فِیْہِ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ، حَتّٰی صَارَ اٰیَۃً مِّنَ الْاٰیَاتِ الْکُبْرٰی الدَّالَّۃِ عَلٰی کَمَالِ نَبِیِّہِ الْاَعْلٰی، حَیْثُ یَکَادُ یُشْتَبَہُ مَکَانُ طَبِیْعَتِہٖ بِحَالِ مَنْ یُّوْحٰی۔ اما بعد ذرۂ احقر مشہود ضمیر انور مے گرداند، پیامے کہ بزبان محمد اشرف بایں فقیر فرمودہ بودند رسیدہ۔ کاغذے کہ متضمن مکتوب حضرت قبلہ گاہی والدی قطب الاقطابی قُدِّسَ سِرُّہٗ کہ در جواب سوال آں مشفق نوشتہ بودند، باشبہاتے کہ آں ملاذ تعلیق نمودہ بود نیز بنظر در آمدہ۔ مقرر ایں طائفۂ علیاست کہ صَرْفُ الْوَقْتِ فِی الْاَھَمِّ اَوْلٰی ہرگز خاطر بر آں نمے آمد کہ قدرے از زماں را صرف حل عبارتِ شخصے نماید کہ از آں فائدہ بایں کس عاید نباشد، ہر چند خواجہ الحاح میکرد تعویق بیشتر مے باشد۔ تا آنکہ برادر شیخ محمد رشید کثرت شوق ایشاں را در بسط سخن دریں باب ظاہر ساخت، و یاران دیگر از آں دیار آمدند نیز اظہار کردند، بضرورت اِدْخَالًا لِلسُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ وَرَفْعًا لِسُوْءِ الظَّنِّ بِالْاَکَابِرِ شروعے دریں کار نمود۔ و چندانکہ تفحص کاغذ مرسول ایشاں میکرد تا باندازۂ آں بنویسد نیافت، آنچہ مجملاً بیاد ماندہ بر آں بناء سخن کرد۔ مخدوما! محصول سوالے کہ نمودہ بودند ایں است، مریدے بہ پیر خود گفت اگر در وقت خاص من کہ با حق سُبْحَانَہٗ باشد تو درمیان آئی سر از تن جدا کنم، پیر ایں سخن بپسندید و در کنار گرفت۔ و مآل جواب حضرت قبلہ گاہی عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالرِّضْوَانُ

بدو مقدمہ عائد است۔ اوّل آنکہ مے تواند مرید بجائے رسد کہ محتاج توسط پیر نباشد چناں کہ در وصل عُریاں۔ دوم آنکہ ایں قسم عبارت کہ از آں مرید ظہور آمدہ است از راہِ سکر است، اہلِ استقامت از آں احتراز نمایند و براہ ادب پویند۔ ہر دو مقدمہ حق است و محل ایں شکوک و شبہات نیست۔ و عبارتے کہ وراءِ آں مذکور است در کمال وضوح جائے ریب و مظان عیب نہ، جُز آنکہ کثرت نقل و تطویل عبارت کہ دریں عہد داخل تحقیق و تدقیق شدہ است ندارد۔ حضرت امیر کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ فرمودہ اند۔ لَنْ یَّلِجَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ مَنْ لَّمْ یُوْلَدْ مَرَّتَیْنِ مراد ازیں دو ولادت چنانچہ مقرر است ولادت صوری و ولادت معنوی ست۔ و چنانکہ مولود صوری در حال رضاع محتاج حضانۂ اُم است کہ واسطۂ ظہور فیض حضرتِ فیاض است بر مزاج طفل در حال فطام محتاج آں نیست، ہمچناں مولود معنوی در ابتداءِ سلوک کہ حکم رضیع دارد در وصول انوار تربیت از حضرت ربوبیت جَلَّ وَعَلَا مفتقر مرآت باطن پیر است و بدوام انابت و افتقار بسدۂ ارشاد او گرفتار۔ و ایں عجز از راہِ منقصت اوست و عدم مناسبت بجناب مقدس حضرت الوہیت عَظُمَتْ قُدْرَتُہٗ وَعَمَّتْ رَأْفَتُہٗ۔ و چوں آناً فاناً بحُسنِ تربیتِ شیخ مقتدا از عجز طفولیت مے بر آید از راہِ کمال محبت بہ شیخ خود کہ فنا فی الشیخ لازم آں ست و بقاء بکمالاتِ او ثمرۂ آں، حکم مرآتیت کہ باطن شیخ داشت خود پیدا میکند و استعداد اخذ حقائق از اصل بے توسط ہم مے رساند۔ دریں وقت پیر از عتبہ بر آمدہ حکم مُعِدّ پیدا میکند و متکفل تربیت جزعیات بے غایت حضرت صمدیت چیز دیگر نیست ے

اَسْقَیْتَنِیْ کَاْسًا وَّسَکَّرْتَنِیْ فَمِنْکَ سُکْرِیْ لَا مِنَ الْکَاْسِ

حضرت غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی در کتاب فتوح الغیب ایں معنے را مشروح ساختہ اند چنانچہ فرمودہ، قَدْ یَکُوْنُ لِلْمُرِیْدِ سِرٌّ لَّا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ شَیْخُہٗ، وَلِلشَّیْخِ سِرٌّ لَّا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ مُرِیْدُہُ الَّذِیْ قَدْ دَنَا سَیْرُہٗ اِلٰی عَتَبَۃِ بَابِ حَالَۃِ شَیْخِہٖ۔ فَاِذَا بَلَغَ الْمُرِیْدُ حَالَۃَ شَیْخِہٖ اُفْرِدَ عَنِ الشَّیْخِ وَقُطِعَ عَنْہُ فَیَتَوَلَّاہُ الْحَقُّ فَیَقْطَعُہٗ عَنِ الْخَلْقِ جُمْلَۃً، فَیَکُوْنُ الشَّیْخُ کَالظِّئْرِ وَالدَّایَۃِ۔ لَا رِضَاعَ بَعْدَ الْحَوْلَیْنِ لَا خَلْقَ بَعْدَ زَوَالِ الْھَوٰی۔ وَلَا اِرَادَۃَ الشَّیْخِ یَحْتَاجُ اِلَیْہِ مَادَامَ ثَمَّہٗ ھَوًی وَّاِرَادَۃٌ لِکَسْرِھِمَا وَاَمَّا بَعْدَ

زوالِهما فلا، لِاَنَّهٗ لاکدورة ولانقصان۔ فَاِذا وصلت اِلَی الحقّ علیٰ مابیّنّاه فکُن اٰمِنًا اَبَدًا مِمَّن سِواهُ، فلاترٰی لِغَیرِهٖ وُجُودًا اَلبَتَّۃَ لافی الضَّرر، ولافی النَّفعِ ولا فِی العطآءِ ولافی المنعِ ولافِی الخوفِ ولافِی الرَّجآءِ بل هُوَعزَّوجلَّ اَهلُ التَّقوٰی وَاَهلُ المغفرۃِ، فکُن اَبَدًا ناظرًا اِلٰی فِعلِهٖ مُترقّبًا لِاَمرِهٖ مُشتغلًا بِطاعتِهٖ مُبایِنًا مِن جمیعِ خلقِهٖ دُنیا واُخرٰی۔ وابوعبدالله تردغندی قُدِّسَ سِرُّهٗ که از اکابر اولیاءست واز مشائخ طبقات، فرموده است طُوبٰی لِمَن لَم یَکُن لَهٗ وسیلۃٌ اِلَیهِ غیرُهٗ چنانکه در نفحات محکی ست۔ ومولانا عبدالغفور لاری علیه الرحمة در شرح ایں سخن فرموده است که ایں معنے در آخر کار وجود گیرد، وبالجمله بمضمون ایں مقدمه عقل ونقل وفراست صحیحه حاکم است۔ ودر نفحات مذکور است در ذکر سید الطائفه جنید قُدِّسَ سِرُّهٗ همه نسبت بوے درست کنند چوں خرّاز ورُویم ونوری وشبلی وغیرهم۔ ودر ذکر نوری گفته تیز وقت تر از جنید بود، ودر ذکر خرّاز گفته شیخ الاسلام گفت که وے خویشتن را بشاگردیِ جنید فراے نمودے، امّا یار خدا جنید بود، جنید گفته لَوطَالَبَنَا اللهُ بِحَقِیقَۃِ مَاعَلَیهِ الخَرَّازُ لَهَلَکنَا۔ وحکایت شفاعتِ غوث اعظم شیخ حماد را که پیر ایشاں است در محضر جمیع اولیاء بعد التماس شیخ مذکور در قبر خود وقبول شدنِ آں در تکمله وغیر آں دیده باشند۔ حضرت خواجهٔ احرار قُدِّسَ سِرُّهٗ مرید مولانا یعقوب چرخی ست عَلَیهِ الرَّحمَۃُ، وحضرت مولوی جامی در منقبت خواجه بایں عبارت فرموده است، امانت دار او یعقوب چرخی ست عَلَیهِ الرَّحمَۃُ۔ وآنچه خواجه بهاء الدین نقشبند قُدِّسَ سِرُّهٗ در باب ایشاں فرموده است معروف است۔ پیر انصار رَوَّحَ اللهُ رُوحَهٗ فرمود که من مرید خرقانیم امّا اگر خرقانی دریں وقت مے بود، باوجود پیریش مریدی من مے کرد۔ وقصهٔ ترقیِ مریداں از پیراں دریں قوم حکم خبر متواتر دارد، اگر در همه وقت محتاجِ مرآت باطن پیر باشد وپیر دائمًا واسطهٔ وصول برکات بر مرید بود ایں همه آثار غلط افتد، قَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ رُبَّ حَامِلِ فِقهٍ اِلٰی مَن هُوَ اَفقَهُ مِنهُ کَمَا فِی المِشکوٰۃِ۔ ودر فتوحات مکیه در بیان حال قطبے از اقطاب اثنے عشر محمدیین گفته که اخذِ فیوض از حضرتِ حق سُبحَانَهٗ بے واسطه مے نماید۔ معلوم شریف است که مدار کار ولایت بر دو رکن است فنا فِی اللهِ وبقا بِاللهِ، وتا حضرت احد بوصف قهاری بر دل سالک متجلّی نشود ونام

ونشان از غیر وغیریت بر باطن نگذارد ونارُ اللهِ المُوقَدَۃُ الَّتِی تَطَّلِعُ عَلَی الاَفئِدَۃِ آفاق وانفس را سوخته برباد ندهد، بُوئے از عطرِ بقا بمشامِ جان او رسیدن محال است ونام معرفت گزاف۔ هرگاه محبتِ ذاتیه بمثابهٔ استیلاء یابد که حضور صفات را مجال نگذارد وگوید ؎

ذاتِ من نیست جُز محبتِ ذات ذات بر من زده است راهِ صفات

نسیان جمال پیر چرا محال باشد۔ حضرت خواجهٔ احرار قُدِّسَ سِرُّهٗ فرموده اند زمان غیبت از ما دونِ حق سُبحَانَهٗ بحقیقت زمانِ وصول وشهود وجود است اِلٰی قَولِهٖ دریں مقام اگر ترقی واقع شود شعورش از ذوقِ تجلیاتِ اسماء نیز منقطع شود، اشارهٔ آں بزرگ بایں فرموده آں است که سالک می تواند که متصف شود باوصافِ حق سُبحَانَهٗ، فَهُوَبَعدُ غَیرُ وَاصِلٍ مقصود شهود ذات است بے مزاحمت شعور بوجود کثرتے، مرتبهٔ اتصاف باوصاف مرتبه تجلیات صفات است۔ مقر راهلِ ظاهر وباطن است که مؤثر حقیقی در جمیع اشیاء اوست تعَالٰی وَتَقَدَّسَ، وهادی ومضلّ از صفاتِ کامله او سُبحَانَهٗ بے مشارکت احدے، وآنچه بدیگرے نسبت دارد حکم مجاز دارد۔ چُنانکه عین القضاة مے فرماید اے عزیز! کارے که بغیر منسوب بینی بجز از خدا آں مجازی میداں نه حقیقی، فاعل حقیقی خدا را داں۔ راه نمودنِ مصطفٰے عَلَیهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مجازی میداں، یُضِلُّ مَن یَّشَآءُ وَیَهدِی مَن یَّشَآءُ حقیقت میداں۔ گیرم که خلق را اضلال ابلیس میکند، ابلیس را بایں صفت که آفرید؟ اِن هِیَ اِلَّا فِتنَتُکَ ؎

همه جورِ من از بلغاریاں است که مادام همے باید کشیدن
گنه بلغاریاں را نیز هم نیست بگویم گر تو بتوانی شنیدن
خدایا ایں بلا وفتنه از تست ولیکن کس نمے آرد چخیدن
همے آرند ترکاں راز بلغار بهرِ پردهٔ مردم دریدن
لب ودندانِ آں خوبانِ چوں ماه بدیں خوبی نبایستے آفریدن
که از دستِ لب ودندانِ آنها بدنداں لب همے باید گزیدن

پس اگر براهلِ حقیقت کار وا شود وجمیع اشیاء منتسب بفاعل حقیقی گردد ومجاز از نظرم ترتفع شود که اَلمَجَازُ یُنتَفٰی، چرا محل اشتباه بود۔ معلوم شریف بوده باشد که ظهور معنے رفع توسط شیخ بچند مقام مناسبت دارد۔ اولًا در اوانِ سلوک هرچند واسطه از مبدأ فیاض بر باطن مُسترشد توجه وعنایت مُرشد است،

اما چوں سالک بہگی جہت متوجہ جناب قدس است و دیدۂ بصیرت او بوحدت حقیقت مکتحل شدہ قبلۂ توجہ او جز احدیت صمدیت نہ، در سکر حال واسطہ را از میان مرتفع مے سازد و منظور نظر جز واحد ندارد، چنانکہ اسباب صوریہ را برابر مسبب مستہلک دارد با آنکہ فی نفس الامر کائن است۔ در عشق چنیں بو العجبیہا باشد ؎

نَسِیْتُ الْیَوْمَ مِنْ عِشْقِیْ صَلٰوتِیْ
فَلَا اَدْرِیْ غَدَائِیْ مِنْ عَشَائِیْ
فَذِکْرُکَ سَیِّدِیْ اَکْلِیْ وَشُرْبِیْ
وَوَجْھُکَ اِنْ نَظَرْتُ شِفَاءُ دَائِیْ

قَالَ شَیْخُ شُیُوْخِ الْعَالَمِ فِی الْعَوَارِفِ، فَالصُّوْفِیُّ فِی الْاِبْتِدَاءِ یُفْنِی الْخَلْقَ وَیَرَی الْاَشْیَاءَ مِنَ اللهِ تَعَالٰی حَیْثُ طَالَعَ نَاصِیَۃَ التَّوْحِیْدِ وَخَرَقَ الْحِجَابَ الَّذِیْ مَنَعَ الْخَلْقَ عَنْ صِرْفِ التَّوْحِیْدِ، فَلَا یُثْبِتُ الْخَلْقَ مَنْعًا وَّلَا عَطَاءً وَّیَحْجُبُہُ الْحَقُّ عَنْہُ الخ۔ وثانیاً آنکہ از توسط بمبادیٔ کمال رسیدہ است، و فی نفس الامر باطن پیر گاہ واسطۂ وصول فیوض است و گاہ بے قابلیت اقتباس از اصل نیز پیدا کردہ است، دریں حالت گاہ گاہ بایں ترانہ ترنم مینماید۔ وثالثاً در کمال مطلق بجہت تمام مناسبت بحضرت فیاض واز کشاکش احتیاج واسطہ خلاص یافتہ واز مضیق توسط انابت برآمدہ، عَلٰی مَا عَرَفْتَ مِنْ عِبَارَۃِ الْفُتُوْحَاتِ وَغَیْرِھَا۔ برادرم شیخ محمد نقل کرد کہ ایشاں مے فرمایند کہ سرور عالم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نیز محتاج توسط جبریل عَلَیْہِ السَّلَامُ بودہ، تعجب رو نمود، مگر قصۂ جامعیت حقیقت جامعہ آں محبوب ربّ العزۃ جَلَّ وَعَلَا گوش زد ایشاں نشدہ است۔ و آنکہ حقیقت محمدیہ جامع جمیع اسماء ذاتیہ و اضافیہ وحاوی مراتب وجوب و امکان و ہر چہ در عرصۂ ظہور درآمدہ واز اوج اطلاق بحضیض تقید رسیدہ ہمہ حکم جز دارد ازاں کل۔ ومبادیٔ تعینات انبیاء و ملائکہ اسمے ست از اسماء واجبی جَلَّ سُلْطَانُہٗ واعتبارے ست در مرتبۂ واحدیت کہ مندرج است در اجمال حضرت وحدت پس آں حقیقت اتم در ظہور ناسوتی از ہر چہ اقتباس نماید فی الحقیقت از خود مے نماید، وجملہ را واسطہ حسب معنیٰ ذات پر انوار او ؎

اِنِّیْ وَاِنْ کُنْتُ ابْنَ اٰدَمَ صُوْرَۃً
فَقَلْبِیْ فِی الْمَعْنٰی شَاھِدٌ بِاُبُوَّتِیْ

با آنکہ قیاس حقیقت بر صورت قیاس مع الفارق است، خاصہ صورت انسانی کہ حکیم مطلق از روۓ مصلحت خویش پائین ترین مراتب ساخت و دریں نشاء سفلی در بعض احکام صوریہ با علام ملک

مربوط گردانید۔ ازیں لازم نمے آید کہ در سرّ محبت درمیان محب و محبوب دیگرے را مدخلے باشد، لِیْ مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَّا یَسَعُنِیْ فِیْہِ نَبِیٌّ وَّلَا مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ شنیدہ باشند، وقصۂ کوتہی عروج امین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ از سرور عالمیان عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوتِ وَاَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ در شب معراج وکریمۂ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی خواندہ باشند۔ ہر گاہ بعض اولیاء امت را آں حالت باشد کہ اقتباس انوار ازاں جا نمایند کہ ملک نماید، از نبیِّ امت چہ نویسد، چنانکہ قدوۃ المحققین در فصوص در فص شیث عَلَیْہِ السَّلَامُ در بیان حال خاتم الولایت مے فرماید فَاِنَّہٗ اٰخِذٌ مِّنَ الْمَعْدِنِ الَّذِیْ یَاْخُذُ مِنْہُ الْمَلَکُ الَّذِیْ یُوْحٰی بِہٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ۔ ونیز برادر شیخ محمد نقل کرد کہ ایشاں انکار وصل عریاں مے نمایند، سبب انکار ظاہر نشد۔ اما بر مذہب حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قُدِّسَ سِرُّہٗ چناں است کہ در بارۂ محمدی المشرب فرمودہ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عَیْنُکَ عَیْنَ الْاَعْیَانِ الثَّابِتَۃِ کُلِّھَا اشارت بحال او کردہ است، زیرا کہ چوں اتحاد وبقاء بعین الاعیان پیدا کرد پیراہن شیون کہ منتہیٰ مراتب آں مرتبہ جامعہ است کہ باں تحقیق پیدا کردہ است چاک شد۔ پس پردہ درمیان او وذات معرّٰے از نسب واعتبارات نخواہد ماند ووصل عریاں مستسعد خواہد شد۔ ہر چند بریں مذہب ازاں مرتبۂ بے کیفی نصیبے وحصولے نخواہد یافت کہ وَیُحَذِّرُکُمُ اللهُ نَفْسَہٗ ط اشارت است بداں، اما بر مذہب دیگراں واضح است محتاج بیان نیست۔ زیرا کہ ماوراء ایں شیون جائگاہ داشتہ اند چنانکہ شیخ ابو الحسن بستی دریں رباعی مغلق اشارتے باں نمودہ است ؎

دیدیم نہاں گیتی واصل دو جہاں
واز علت و عار بر گذشتیم آساں
آں نور سیہ ز لا نقطہ برتر داں
زاں نیز گذشتیم نہ ایں ماند و نہ آں

حضرت مولوی رومی مے فرماید ؎

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من
مے نخسپم با صنم با پیرہن
من شوم عریاں ز تن او از خیال
تا خرامم در نہایات الوصال

ونیز برادر شیخ محمد نقل کردہ است کہ ایشاں برآنکہ حضرت شیخی ووالدی نوشتہ اند کہ آں مرید از راہ دیوانگی گفتہ است اعتراض دارند، ماناکہ از دیوانگی خبط دماغ فہمیدہ، نمے دانند کہ ایں دیوانگی از راہ دیگر است کہ ہنر ایں طائفہ است، جُنُوْنِیْ مِنْ حَبِیْبٍ ذِیْ فُنُوْنٍ عارفے میفرماید ؎

مُحِبُّ اللّٰهِ فِي الدُّنْيَا سَقِيْمٌ ... تَطَاوَلَ سُقْمُهٗ فَدَوَاهُ دَاهُ
سَقَاهُ مِنْ مَحَبَّتِهٖ بِكَأْسٍ ... فَأَرْوَاهُ الْمُهَيْمِنُ إِذْ سَقَاهُ
فَهَامَ بِحُبِّهٖ وَسَمَا إِلَيْهِ ... فَلَيْسَ يُرِيْدُ مَحْبُوْبًا سِوَاهُ
كَذَاكَ مَنِ ادَّعٰى شَوْقًا إِلَيْهِ ... يَهِيْمُ بِحُبِّهٖ حَتّٰى يَرَاهُ

دیگرے گفتہ ؎

لِكُلٍّ مِّنَ الْعُشَّاقِ فَنٌّ مِّنَ الْهَوٰى ... وَفِيَّ جُنُوْنٌ وَّالْجُنُوْنُ فُنُوْنٌ

ولِغَیْرِہٖ ؎

قَالُوْا جُنِنْتَ بِمَنْ تَهْوٰى فَقُلْتُ لَهُمْ ... مَا لَذَّةُ الْعَيْشِ إِلَّا لِلْمَجَانِيْنِ

محصل ایں دیوانگی سکر حال است کہ از سمات ایں طائفہ علیہ است - واختلاف مشائخ در ترجیح سکر و صحو معروف است - وچوں حضرت شیخی ووالدی قُدِّسَ سِرُّہٗ موافق محققان ترجیح صحو رادہند، فرمودہ کہ اصحاب صحو چنیں نگویند ودر جمیع احوال وافعال وحرکات وسکنات تابع حکم الٰہی باشند کہ شریعت مطہرہ وطریقت منورہ بآں ناطق است - قَالَ الشَّيْخُ الْأَجَلُّ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلِيُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ، وَإِنْ كُنْتَ مِنَ الْوَاصِلِيْنَ إِلَيْهِ تَعَالٰى مِمَّنْ أَدْرَكَتْهُمُ الْعِنَايَةُ وَشَمِلَتْهُمُ الرِّعَايَةُ وَجَذَبَتْهُمُ الْمَحَبَّةُ وَنَالَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَالْكَرَمُ فَأَحْسِنِ الْأَدَبَ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا أَنْتَ فِيْهِ - وگرنہ ایں قسم عبارات از آداب طریقت دور مے بود چرا شیخ مجد الدین قُدِّسَ سِرُّہٗ بہ عتاب شیخ خود حضرت شیخ نجم الدین الکبریٰ استاد خود گرفتار مے شد - چنانکہ در نفحات مذکور است کہ روزے مجد الدین با جمعے از درویشان نشستہ بود سکرے بروے غالب شد، گفت ما بیضۂ بط بودیم بر کنارۂ دریا شیخ ما شیخ نجم الدین مرغے بود بال تربیت بر سر ما فرود آورد ما از بیضہ بیروں آمدیم، ما چوں بچہ بودیم در دریا رفتیم وشیخ ما بر کنارہ بماند - شیخ نجم الدین بنور کرامت آں را دانست، بر زبان ایشاں گذشت در دریا میرد الیٰ اٰخر القصۃ - دیگر مجملے از مسودۂ ایشاں بیاد ماندہ، کہ چوں رابطۂ صورت پیر ہموارہ راہبر سالک است وترقی بے امداد آں متصور نہ، ارتفاع توسط پیر چہ گنجایش دارد، معلوم شریف بودہ باشد کہ محتاج رابطہ مبتدی ست منتہی ازاں فارغ است، چرا کہ رابطہ فرع ارادہ است وچوں ارادہ برخاست رابطہ برخاست، چنانکہ از عبارت شیخ عبد القادر جیلانی

معلوم شد - ودر جائے دیگر ازاں کتاب فرمودہ است لَا تَكْشِفِ الْبُرْقُعَ وَالْقِنَاعَ عَنْ وَّجْهِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنَ الْخَلْقِ وَتُوَلِّيَهُمْ قَلْبَكَ فِيْ جَمِيْعِ الْأَحْوَالِ وَيَزُوْلَ هَوَاكَ ثُمَّ تَزُوْلَ إِرَادَتُكَ وَمُنَاكَ فَتَفْنٰى عَنِ الْأَكْوَانِ دُنْيَا وَأُخْرٰى فَتَصِيْرُ كَإِنَاءٍ مُنْثَلِمٍ لَا يَبْقٰى فِيْكَ إِرَادَةٌ غَيْرُ إِرَادَةِ رَبِّكَ تَعَالٰى، فَتَمْتَلِئُ بِرَبِّكَ، فَلَا يَكُوْنُ لِغَيْرِ رَبِّكَ فِيْ قَلْبِكَ مَكَانٌ وَّلَا مَدْخَلٌ، وَجُعِلْتَ بَوَّابَ قَلْبِكَ، وَأُعْطِيْتَ سَيْفَ التَّوْحِيْدِ وَالْعَظَمَةِ وَالْجَبَرُوْتِ، فَكُلُّ مَنْ رَأَيْتَهٗ دَنٰى مِنْ سَاحَةِ صَدْرِكَ إِلٰى بَابِ قَلْبِكَ، أَنْدَرْتَ رَأْسَهٗ مِنْ كَاهِلِهٖ - باید دانست فناء ارادہ شرط ایں راہ است، تا ارادہ درمیان است از حقیقت معرفت محروم است ہر ارادہ کہ باشد - ایں باتفاق جمیع مشائخ ثابت است - بدیہی ست کہ تا ارادہ برجاست تعمل را کہ طریقت عبارت ازاں است جائگاہ است واز حقیقت حرمان است، وچوں بحقیقت رسید دستگیری محض فضل وموہبت است - خواجۂ بزرگ قُدِّسَ سِرُّہٗ فرمودہ است کہ ما فضلیانیم - در عوارف مذکور است قَالَ بَعْضُهُمُ التَّصَوُّفُ أَوَّلُهٗ عِلْمٌ وَّأَوْسَطُهٗ عَمَلٌ وَّاٰخِرُهٗ مَوْهَبَةٌ - مقرر است کہ مرتبۂ مشیخت وراء مرتبۂ ارادت است وترقی ارادت بمشیخت ممکن بل واقع - پس ہر کہ منتسب بہ پیرے بود ہمیشہ در بند ارادت باشد وبمشیخت نرسد ومحتاج رابطہ صورت پیر بود، جز پیر اول در ہمہ آفریدہا پیر دیگر نباشد وآں مشخص باطل است - واگر تفصیل ایں مطالب را خواہند باب مشیخت عوارف را کہ از امہات کتب ایں علم است مطالعہ فرمایند، خصوصاً آنجا کہ فرمودہ است وَالسِّرُّ فِيْ وُصُوْلِ السَّالِكِ إِلٰى مَرْتَبَةِ الْمَشْيَخَةِ أَنَّ السَّالِكَ مَأْمُوْرٌ بِسِيَاسَةِ النَّفْسِ، لَا يَزَالُ يُسَالِكُ النَّفْسَ بِصِدْقِ الْمُعَامَلَةِ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ نَفْسُهٗ، وَبِطُمَأْنِيْنَتِهَا يَنْتَزِعُ عَنْهَا الْبُرُوْدَةُ وَالْيُبُوْسَةُ وَلَانَتْ بِحَرَارَةِ رُوْحٍ - إِلٰى أَنْ قَالَ - فَيَقُوْمُ نُفُوْسُ الْمُرِيْدِيْنَ الطَّالِبِيْنَ وَالصَّادِقِيْنَ عِنْدَهٗ مَقَامَ نَفْسِهٖ بِوُجُوْدِ الْجِنْسِيَّةِ وَبِوُجُوْدِ التَّأْلِيْفِ - وَبِمَا هَيَّأَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مِنْ حَيْثُ التَّأْلِيْفِ بَيْنَ الصَّاحِبِ وَالْمَصْحُوْبِ يَصِيْرُ الْمُرِيْدُ جُزْءَ الشَّيْخِ وَتَصِيْرُ هٰذِهِ الْوِلَادَةُ أَنِفًا وِلَادَةً مَّعْنَوِيَّةً - مخدوما! از فحواء عبارات ایشاں کہ در ضمن آں مسودات اندراج یافتہ بود ظاہر مے شد کہ اختصار عبارت والدی قبلہ گاہی در حل ایں سوال از راہ عجز است چنانکہ بعض یاراں کہ از مجلس شریف آمدند نیز موافق ظاہر ساختند، عجیب نمود - چیزے

کہ اطفال طریقت آں را مشکل نہ انگارند و صرف ہمت را در حال آں عار پندارند، بر اکابر چرا ایں چنیں ظنے مے نمایند۔ مگر تحقیقات حضرت والدی و نازکیہا کہ در کشفِ حقائق الٰہی نمودہ اند اکابر علماء و مشائخ شیفتۂ آں شدہ اند، بنظرِ شریف نیامدہ است۔ و آں دقائق کہ در بیان حضرات خمس و توحید وجود و شہود و مکاشفہ و ایقان و ایمانِ غیب و عیان و بیانِ اطوار سنیہ و ظہور انوار مختلفہ و تجلیات متکیفہ و غیر متکیفہ و جمع بین التشبیہ والتنزیہ و محض تنزیہ و خفایاء اطلاق و مجالی تعینات و تجلّی برقی و دائمی و سکر و صحو و علوم و رؤیۃ و معیت و اقربیت و محبّت و خُلّت و تحقیق صنوفِ ولایات از صغریٰ و کبریٰ و علیا و مقامِ نبوت و رسالت و صدیقیت و قربت و حقیقتِ کعبہ و حقیقتِ قرآنی و حقیقتِ صلٰوۃ و مافوق ذالک و غرائبِ علم و عین الیقین و حق الیقین کہ در قفاءِ آں پاءِ فکر و کشف و عقل مے لغزد جز عنایتِ صرف و فضلِ محض ہادی و رہبرِ آنہا نیست، بنظرِ آں مشفق نہ در آمدہ۔ و آں مقالاتِ مقررہ کہ بنانِ بیان از تصویر آں عاجز است مثلِ حروفِ تہجی بر مبتدیاں آسان کردہ بر معرضِ تحریر آوردہ، ظاہراً گوش زدِ عزیزاں نہ گشتہ۔ امید کہ مجلسیاں را موعظہ فرمایند تا دُردکشانِ تلخنوشِ بادۂ محبّت را جز بحُسنِ ظنّ یاد نکنند، و فیضِ واہب العطایا را منحوتِ خیال و محبوسِ وہمِ خود نسازند تا ہر جا کہ مجالِ فکرِ شاں نباشد بانکار پیش نیایند ؎

فریادِ حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصۂ عجیب و حدیثِ غریب ہست

لا اقل ایں قدر تامّل نمایند کہ غیبت ہر مسلمے محرّم و اشدّ من الزنا است، چہ جائے علماء کہ اہانت و توہینِ ایشاں موجبِ کفر است، چُنانکہ معروف است چہ جائے اہلِ وراثت ؎

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلۂ را

از دلِ سالکِ رہ جاذبہ صحبتِ شاں
می برد وسوسہ خلوت و فکرِ چلۂ را

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور
حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلۂ را

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلۂ را

دیگر برادر شیخ محمد اظہار نمود کہ آنجناب می فرماید در باب حضرت قبلہ گاہی قُدِّسَ سِرُّہٗ کہ اگر ایں ہم کمالات میداشتند چرا جفا کنندگانِ ایشاں بجزا نہ رسیدہ اند، مخدوما! ایں قسم سخناں از امثالِ شما عزیزاں غریب است۔ مگر حدیثِ نبوی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلَوٰاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ مَا اُوْذِیَ

نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ و قصّۂ جنگِ اُحد و شہید شدن دندان مبارک و فرمودن اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ و تفاصیل جفاء قریش و سالہا بسیار بر آب و تاب خود ماندن اینہا بسمعِ شریف نرسیدہ است، و مقتول شدن حضرت زکریا و یحییٰ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ بصفت معروفہ و سلامت ماندن قاتلاں نہ شنیدہ باشند۔ مظلومی حضرت عثمان و شہید شدن ایشاں بصنوف جفاء و غلبۂ مصریاں و باز بہ نکبتے گرفتار نا شدن آنہا معلوم شریف نہ شدہ، و ائمۂ اثنی عشر اہل بیت کہ اقطاب عالم بودہ اند و آفتاب ہدایت چہ جفاہا از خوارج و خلق نہ کشیدہ اند و چہ اقسام مذلّت اہلِ بیتِ آں سرور را عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کہ نہ رسیدہ۔ و چہ اندوہ و جفاء بر امامین مکرمین ابو حنیفہ و احمد حنبل رَحِمَھُمُ اللّٰہُ کہ نگذشتہ اند۔ و ہفتاد مجتہد را در مسئلۂ خلق قرآن معتزلہ کہ بقتل نرسانیدند، و حسین منصور و عین القضاۃ و ابن عطاء را چساں ہلاک کردند، و شیخ نجم الدین کبریٰ را بالکھائے از مسلماناں شہید کردند، ہرگز شنیدید کہ در دنیا باں جماعت آفتے رسید۔ حقیقت مکر و استدراج کہ با مخالفاں مے کنند مگر لائح نگشتہ، مانا فرقۂ اولیاء را جلّاد تصور نمودہ اند کہ ہر کہ قصد ضر ایشاں نماید او را خراب سازند۔ نشنیدہ اند کہ عارف را ہمت نیست، ہرگاہ در جمیع حرکات و سکنات محکوم حکم الٰہی باشند معاملۂ ایشاں از تخمین بر آمدہ۔ و چوں ایں طائفۂ علیّہ بمحبّتِ ذاتیہ مشرف گشتہ اند افعال متکثرہ کہ از محال مختلفہ بظہور مے آید موافق یا مخالف مظہر یک فعل میدانند و دریچۂ ظہور فعل محبوب، چُنانکہ بفعل محبُوب مانند بمظاہر و مرایاءِ آں محظوظ، پس فی الحقیقت از مصادرِ آں زیر بارِ منت اند کہ اسبابِ صوریۂ ظہور فعل محبُوب اند، در بارۂ ایشاں قصد مضارّت چہ صورت دارد۔ پوشیدہ نیست کہ ایں قسم تصرفات از جملہ خارقِ عادات است کہ سترِ آں بر اَوْلِیَآءَ اللّٰہ واجب است مگر باذنِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا و بنیت صحیحہ، پس اداء واجب را داخل عیب شمردن از انصاف بعید است۔ با آنکہ ظہور خوارق از اولیاء شرط ولایت نیست، عزیزے باشد کہ بمنتہاء کمال رسیدہ و صاحبِ خارق نباشد، پس اعتراض چہ گنجایش دارد و انکار چہ مجال؟ قَالَ الْعَارِفُ الْجَامِیُّ عَنْ بَعْضِ کُبَرَاءِ الْمُحَقِّقِیْنَ، اَمَّا الْخَاصَّۃُ فَالْکَرَامَۃُ عِنْدَ ھُمُ الْعِنَایَۃُ الْاِلٰھِیَّۃُ الَّتِیْ وَھَبَتْھَا التَّوْفِیْقَ وَالْقُوَّۃَ حَتّٰی اَخْرَجُوْا عَنْ عَوَآئِدِ اَنْفُسِھِمْ، فَتِلْکَ الْکَرَامَۃُ عِنْدَنَا۔ وَاَمَّا ھٰذِہِ الَّتِیْ تُسَمّٰی فِی الْقَوْمِ کَرَامَۃً فَالرِّجَالُ اتَّقَوْا مِنْ مُلَاحَظَتِھَا لِمُشَارَکَۃِ

اَلْمُسْتَدْرِجِ الْمَمْکُوْرِبِہٖ فِیْھَا وَلِکَوْنِھَا مُعَارِضَۃً، وَخَافُوْا اَنْ تَکُوْنَ حَظَّ عَمَلِھِمْ لِاَنَّ الْحُظُوْظَ مَحَلُّھَا الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ، فَاِذَا عُجِّلَ مِنْھَا بِالشَّیْئِ عَرَفْنَا اَنْ یَّکُوْنَ حَظَّ عَمَلِنَا۔ وَقَالَ اَیْضًا اَجَلُّ الْکَرَامَاتِ وَاَعْظَمُھَا التَّلَذُّذُ بِالطَّاعَاتِ فِی الْخَلَوَاتِ وَالْجَلَوَاتِ اِلخ۔ قَالَ شَیْخُ شُیُوْخِ الطَّرِیْقَۃِ فِی الْعَوَارِفِ، اِنَّ اللّٰہَ قَدْ یَفْتَحُ عَلٰی بَعْضِ الصَّادِقِیْنَ مِنْ ذَالِکَ اَیِ الْکَرَامَۃِ بَابًا، وَالْحِکْمَۃُ فِیْہِ اَنْ یَّزْدَادَ یَقِیْنًا فَیَقْوٰی عَزْمُہٗ عَلَی الزُّھْدِ۔ وَقَدْ یَکُوْنُ بَعْضُ عِبَادِہٖ یُکَاشَفُ بِہٖ بِصِرْفِ الْیَقِیْنِ وَیُرْفَعُ عَنْ قَلْبِہِ الْحِجَابُ، وَمَنْ کُوْشِفَ بِصِرْفِ الْیَقِیْنِ اُغْنِیَ بِذَالِکَ عَنْ رُؤْیَۃِ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ، فَکَانَ ھٰذَا الثَّانِیْ اَتَمَّ اِسْتِعْدَادًا وَّاَھْلِیَّۃً مِّنَ الْاَوَّلِ۔ اِنْتَھٰی۔ اگر تفاوتِ مراتبِ اولیاء در قرب بکثرت کرامات بودے اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وائمۂ عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ بیشتر محل کرامات بودے، وحال آنکہ کرامت ازیں بزرگواراں بطریقِ ندرت منقول است۔ عجب تر آنکہ منقبت و دلیلِ کمال بخاطر شریف رہبر منقصت شدہ است، چہ تحمل جفا وایذاء از وسعت دعاء وکمال صبر و رضا خبر میدہد۔ بسمع شریف رسیدہ باشد کہ در اوائل چوں طریق جلال بر حضرت قبلہ گاہی قُدِّسَ سِرُّہٗ غالب بود بعضے از حکام شہر گستاخی نمودند، ہفتہ نگذشتہ بود کہ خانماں ایشاں برباد شد و بہ غنیمے گرفتار شدند کہ قبیلۂ آنہا بقتل رسید و آں را ہمہ اہلِ شہر مشاہدہ نمودند واعتراف کردند وغیر آں چنداں امورِ غریبہ وخوارق عجیبہ بظہور آمدہ کہ اگر تفصیل نماید دفترے باید۔ چندیں ازاں تعداد مے نماید۔ ملا محمد سوداگر بود دریں شہر باصفہاں بہ نیتِ تجارت رفتہ بود، روزے بہ سببے از قافلہ جُدا افتاد وقتِ شام رسیدہ آمد، قافلہ از نظر غائب شد، جز مُردن چارہ نداشت۔ برلب آبے وضو ساخت، مایوس از حیات بنشست، دراں ولا حضرتِ ایشاں براسپ تیز سوار دید کہ رسیدہ آمدہ اند و ردیف خود ساختہ بجانبِ قافلہ تاختند، چُوں قافلہ نزدیک رسید از اسپ فرود آوردہ ورفتند۔ وسید جمال کہ از سادات سوانہ است میگوید کہ در سفرے در بیشہ افتادم دیدم کہ شیرے برمن قادر شد، ترسیدم و سراسیمہ گشتم، دیدم کہ حضرتِ ایشاں حاضر شدند وشیر را ازمن دفع کردند۔ دیگر بندہ محمد سعید چوں کدخدا شد روزے چند برو گذشتہ بود کہ حضرت قبلہ گاہی فرمودند کہ درخانہ تو پسرے آید بغایت صاحبِ جمال اما تا بمکتب نشاندن نزید، ہمچناں

شد۔ فرزند مقبول متولد شد و دو سالہ درگذشت۔ وقبل ارتحال آنحضرت درخانۂ فقیر پسرے متولد شد و والدۂ او در ملازمتِ ایشاں او را برد، اضطراب نمود کہ بشارت در بابِ او فرمایند، فرمودند کہ بمکتب نشستنِ او بنظرِ من درآمد، بحمدِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ آں فرزند ہست۔ قبل ارتحال فرمودند کہ مرا مابین چہل و پنجاہ روز باید گذشت، حساب میکردیم ہمچناں شد۔ دیگر ہیچ واقعہ نباشد برما آمدنی کہ مارا حضرتِ ایشاں ازاں آگاہ نکردہ باشند وعاقبت کار او معلوم نساختہ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ۔ ہمچنیں بر مخلصاں آثار کرامت لائح است اما ازاینکہ معلوم شریف نباشد انکار چرا نمایند۔ وقطع نظر از ہمہ ایں دقائق اسرار وغوامض حقائق کہ در رسائل ایشاں مشروح است مگر خرق عادت نیست؟ ایں تصرفات کہ در بواطن سالکانِ مستعد مے فرمودند وآثار جذبات آں لامع میگشت مگر خارق نہ انصاف درکار است۔ وَالسَّلَامُ، مخدوما! بعد از فراغ از پیشیں مسودہ رقیمہ جات ایشاں یافتہ شد باز عبورے افتاد۔ درضمن مطالعہ ظاہر شد کہ نوشتہ اند چوں حضرت حق سُبْحَانَہٗ از صورتِ معیّنہ مقدس است و نورے ست نامتناہی پس تصوّر نور ممکن نباشد، امّا چُوں آدم صورتِ ذات است بخلاف علم کہ مظہرِ صفات است پس دیدنِ آدم دیدنِ ذات باشد، خصوصاً انسان کامل کہ مرشد عبارت ازاں است۔ معلوم شریف بودہ باشد کہ ذاتِ واجبی جَلَّ وَعَلَا از تصور ما کوتہ نظراں مبرّا است ؎

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چین ۔۔۔ کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

اثباتِ تصورِ آں پسندیدہ نیست۔ وآنکہ انسان را مظہرِ ذات نوشتہ اند نیز مخالفِ قوم است، چہ مقرر است، اَلْعَالَمُ اَعْرَاضٌ مُّجْتَمِعَۃٌ فِیْ عَیْنٍ وَّاحِدٍ۔ ذات بوصف صرافتِ اطلاق از مظہر پاک است وتعیّناتِ خمس ہمہ متعلق بہ شیون وصفات، وَالْفَرْقُ مِنْ حَیْثُ الْاِجْمَالِ وَالتَّفْصِیْلِ وَمَرْتَبَۃِ الْوُجُوْبِ وَالْاِمْکَانِ کَمَا تَقَرَّرَ فِی الْفُصُوْصِ وَشُرُوْحِہٖ۔ کمال را در حضورِ ذات و در مرآتِ انسان منحصر دانستن بسے مستبعد، چہ آں داخلِ تجلّی صوری ست وآرامیدن است بمظاہر امکانیہ کہ در غایت نقص است ؎

صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر ۔۔۔ کو با جمالِ جاناں پنہاں چہ کار دارد

وایں مشاہدہ داخلِ سیرِ آفاقی ست کہ آں را سیرِ مستطیل گفتہ اند، وفوقِ آں سیرِ مستدیر است۔

حضرت خواجۂ احرار قُدِّس سِرُّہٗ فرمودہ اند کہ سیرِ مستطیل بُعد در بُعد است وآں جُستن مطلوب است در بیرون از خود، وسیرِ مستدیر قُرب در قُرب است، وآں گشتن است گردِ دلِ خویش۔ حضرت خواجۂ بزرگ قُدِّس سِرُّہٗ فرمودہ است اَهْلُ اللّٰه بعد فنا وبقا ہرچہ مے بینند درخود مے بینند وحیرتِ ایشاں درخود است، وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ پس ظاہر شد کہ آنچہ در مراتبِ سیر مشاہدہ نمایند چوں داخلِ سیرِ مستطیل است بابتدا تعلق دارد، وبانتہا آں تعلق دارد کہ درخود باشد ہرچند نِهَايَةُ النِّهَايَةِ غیرِ آں بود، كَمَا لَا يَخْفٰى۔ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب ہفتم۔ بنام مولانا محمد فرخ جامع ایں مکاتیب۔ در تاویل کریمۂ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وبعض آیاتِ دیگر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ هُوَ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ۔ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ اَيْ اِذَا اسْتَوَى الْغَفْلَةُ عَلٰى ظَاهِرِكَ فَلْيَكُنْ بَاطِنُكَ دَائِمًا مَعَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ حَاضِرًا۔ وَذٰلِكَ اِنَّمَا يُتَصَوَّرُ اِذَا اُفْنِيَ الذَّاكِرُ فِي الْمَذْكُوْرِ بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى مِنْهُ عَيْنٌ وَّلَا اَثَرٌ، وَبَقِيَ بِبَقَائِهٖ وَحَيَّ بِحَيٰوتِهٖ وَعَلِمَ بِعِلْمِهٖ، فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ عِلْمُهٗ بِالْمَذْكُوْرِ حُضُوْرِيًّا دَائِمِيًّا غَيْرَ مُسْتَتِرٍ، اِذِ الْحُضُوْرِيُّ يُنَافِي الْاِسْتِتَارَ اللَّازِمَ لِلْحُصُوْلِ الْاِرْتِسَامِيِّ۔ وَمَا لَمْ تَتَحَقَّقْ هٰذِهِ الْحَالَةُ لَمْ تَحْصُلْ حَقِيْقَةُ الذِّكْرِ، لِاَنَّ الشَّخْصَ مَادَامَ فِيْ قَفَسِ نَفْسِهٖ مُسْتَحْضِرًا لَّهَا مَشْغُوْفًا بِحُبِّهَا وَهَالِكًا فِيْ عِشْقِهَا لَيْسَ ذِكْرُهٗ بِشَيْءٍ اِلَّا عَائِدًا اِلَيْهَا، فَهُوَ ذَاكِرٌ وَّعَائِدٌ لَّهَا مُشْرِكٌ فِي الْمَعْنٰى، وَاِنْ كَانَ مُوَحِّدًا فِي الصُّوْرَةِ۔ فَمَنْ سَبَقَتْ لَهُ الْحُسْنٰى وَاَدْرَكَتْهُ السَّعَادَةُ الْاَزَلِيَّةُ وَعَلِمَ بِالذَّوْقِ اَنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ، وَاَرْشَدَهٗ مُطَالَعَةُ ذُلِّهٖ وَافْتِقَارِهِ الذَّاتِيِّ اِلٰى اَنْ لَّا يَجْعَلَ مَدَّاحِيَّةَ الْمُسْتَهْلِكِ فِيْ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ تَبَرَّاَ مِنْهُ، قَائِلًا اِنِّيْ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ، وَيَتَوَجَّهُ بِشَرَاشِرِهٖ اِلَى الْوُجُوْدِ الْمُطْلَقِ بَلْ اِلٰى مَا هُوَ الْوُجُوْدُ ظِلٌّ مِّنْ ظِلَالِهٖ وَاعْتِبَارٌ مِّنْ اِعْتِبَارِهٖ قَائِلًا اٰيَةَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَقَبْلَ هٰذَا كَانَ لِلنَّفْسِ الْمُعَادِيَةِ، ثُمَّ بِمُقْتَضٰى وَمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً، وَمَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

كَمَا تَخَلّٰى مِنَ الرَّذَائِلِ الرَّدِيَّةِ يَتَحَلّٰى بِاَنْوَارِ الْقِدَمِ السَّرْمَدِيَّةِ، وَيَمْتَلِئُ اَوْعِيَةُ صَدْرِهٖ بِالْمَعَارِفِ الْاِلٰهِيَّةِ وَيُعْرَفُ بِهٖ، فَهُوَ الْعَارِفُ وَالْمَعْرُوْفُ وَاِلَيْهِ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ، كَاَنَّ الْمَكْنُوْنَ فِيْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ وَقُلْ عَسٰى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا فَاِنَّ الرُّشْدَ الْاَرْشَدَ اَنْ لَّيْسَ فِي الْوُجُوْدِ اِلَّا هُوَ، وَاَنْ لَّيْسَ اِلَّا ظُهُوْرُ الْكَمَالَاتِ فِيْ مَرَايَا الْعَدَمِ۔ وَتَصَوُّرُهَا فِيْ مُقَابِلَاتِهَا مَعَ كَوْنِهَا عَلٰى صَرَافَةِ الْاِطْلَاقِ وَكَوْنِ مَرَايَاهَا عَلٰى دَنَاءَةِ الْعَدَمِ مَعَ كَمَالِ صُنْعِ الْقَادِرِ الْفَعَّالِ عَلَى الْاِرَادَةِ وَالتَّكْوِيْنِ فِيْ مَرْتَبَتِهِ الْحِسِّيِّ الَّذِيْ لَا يُصَادِفُهٗ زَوَالُ اٰلَةِ الْخَيَالِ۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ الثَّابِتُ الْمَوْجُوْدُ الْاَصْلِيُّ، اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ وَكُلُّ شَيْءٍ مَّحْفُوْفٌ بِسَطَوَاتِ اَنْوَارِهٖ، مُضْمَحِلٌّ فِيْ لَمَعَاتِ سُطُوْعِ سُلْطَانِهٖ، لِاَنَّهٗ غَيْرُ مُسْتَبِدٍّ بِالْوُجُوْدِ وَلَا مُسْتَقِلٌّ بِتَوَابِعِهٖ، وَهُوَ اَمْرٌ جَلِيٌّ عَلٰى مَنْ تَبَصَّرَ وَنَفَذَ بَصِيْرَتُهٗ اِلٰى حَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ۔ فَالْاَوَّلُ اِشَارَةٌ اِلٰى حَالِ السَّالِكِيْنَ الْمُرِيْدِيْنَ الْمُخْلَصِيْنَ مِنْ مَّضَائِقِ الْاٰفَاقِ وَالْاَنْفُسِ فِيْ فَضَاءِ الْحَضْرَةِ الْوُجُوْدِيَّةِ۔ وَالثَّانِيْ كَمَالُ الْمُرَادِيْنَ الَّذِيْنَ اسْتَنَارُوْا بِالنُّوْرِ الْاِلٰهِيِّ اَوَّلًا وَّمَرُّوْا بِالْاٰفَاقِ وَالْاَنْفُسِ كِرَامًا فِيْ سَابِقِ الْاَمْرِ، وَلَمْ يَلْحَظُوْا بِمُؤَخَّرِ الْبَصَرِ اِلَيْهِمَا وَلَمْ يَحْتَاجُوْا اِلٰى اَنْ يَّصْبِرُوْا بِهِمَا وَيَشْتَغِلُوْا بِهِمَا اِثْبَاتًا وَّنَفْيًا وَّيُشَاهِدُوا الْاٰيٰتِ وَالْاَحَادِيْثَ۔ وَالسَّلَامُ

مکتوب ہشتم۔ بنام مولانا محمد ہاشم کشمی در تفسیر آیۂ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ فِيْ تَقْدِيْمِ الْاِحْيَاءِ عَلَى الْاِمَاتَةِ اِشَارَةٌ سَبْقِ الْوَجْدِ عَلَى الْفَقْدِ، اِذْ مِنَ الْبَيِّنِ اَنَّ التَّخَلُّصَ مِنْ قُيُوْدِ الْكَثْرَةِ الْوَهْمِيَّةِ اِلٰى فَضَاءِ حَضْرَةِ الْاِطْلَاقِ لَا يَتَيَسَّرُ اِلَّا بَعْدَ لَمَعَانِ اَشِعَّةِ نُوْرِ جَمَالِهٖ وَتَلَأْلُؤِ كَوْكَبٍ مِّنْ نُّجُوْمِ كَمَالِهٖ عَلٰى بَاطِنِ السَّالِكِ لِيَخْتَفِيَ ظُلُمَاتُ الْعَدَمِ وَيَنْمَحِيَ اٰثَارُهَا الْمُسْتَوْلِيَةُ عَلٰى ذَاتِهٖ بِاعْتِبَارِ كَوْنِهَا كَالْهَيُوْلٰى وَالْمَادَّةِ وَيَتَحَقَّقُ فَنَاءُهَا بِاسْتِهْلَاكِ مَا هُوَ اَعْظَمُ فِيْ تَشَخُّصِهٖ وَتَقَيُّدِهٖ۔

إذِ العکوسُ الأسمائیۃُ علی صرافتِها واستغنائِها عنِ الیقینِ وإنّما ذالک یتوھّمُ انعکاسُها فی نقائضِها۔ فالإحیاءُ والإماتۃُ وإن کانا متقاربینِ فی الثبوتِ، فالأوّلُ لہ تقدّمٌ بالذّاتِ، وإلیہِ یشیرُ قولہٗ تعالٰی ثمّ تابَ علیھم لیتوبوا۔ وھذا التقدّمُ إنّما ھو لتجلّی الذّاتِ مأخوذٌ مع بعضِ الشّیونِ۔ وکأنّ قولہٗ تعالٰی ونحنُ الوارثون یشیرُ إلٰی ما یتفرّعُ علی الفناءِ الکاملِ من تجلّی الذّاتِ بلا ملاحظۃِ شیءٍ مّن الاعتباراتِ، وانّ التجلّی الأوّلَ لتخلیۃِ الأشرارِ لورودِ الخیرِ البحتِ والوجودِ المطلقِ، والثّانی لتحصیلِ ما ھو المطلوبُ۔ وفی إیرادِ الأوّلینِ بالجملۃِ الفعلیّۃِ الدّالّۃِ علی الحدوثِ والثّالثِ بالاسمیّۃِ المخبرۃِ عنِ الاستمرارِ إشعارٌ بأنّ الإحیاءَ المذکورَ والإماتۃَ لمّا کانا متفرّعینِ علی توھّمِہٖ غیرَ ما فی الواقعِ متقرّرًا محدَثینِ لإزالۃِ مرضٍ عرضٍ وتخیّلٍ طرءَ، لیسَ من شأنِھما أن یُعبّرا بما ھو مشعرٌ بالدّوامِ، بخلافِ وراثۃِ الذّاتِ فإنّہٗ أمرٌ مستمرٌّ دائمیٌّ ولہُ الوجودُ الأبدیُّ السّرمدیُّ، بل ھو الوجودُ المطلقُ، بلِ الوجودُ من ظلالِ ظلالِہٖ وسرادقاتِ جمالِہٖ ووراءَ استارِ کبریائِہٖ، تعالٰی شأنُہٗ من أن یشارکَہٗ من شیءٍ فی کمالِہٖ ما ھو مستھلکٌ ومفنیٌّ فی شأنِہٖ وذاتِہٖ أیضًا۔ فالفعلُ المضارعُ مع دلالتِہٖ علی الحدوثِ کما دلّ علی تکرّرِہٖ وتجدّدِہٖ آنًا فآنًا کقولِھم زیدٌ یُعطی ویمنعُ، أفادَ إفاضۃَ الإحیاءِ والإماتۃِ دائمًا، إذ کلُّ فناءٍ یردُ فلإھلاکِ ما استولٰی سلطانُہٗ علیہِ ولبقاءِ ما یناسبُ تفریعُہٗ علیہِ۔ ثمّ یستعدُّ لقبولِ الکمالِ ویترقّی من معارجِ الظّلالِ إلٰی مدارجِ الأصولِ وفیہِ من ورودِ الأصلِ آثارٌ تّضیئُہٗ۔ ثمّ ذالک الأصلُ ظلٌّ مّن ظلالِہٖ ویعاملُ معہٗ معاملۃَ الأوّلِ وھلمّ جرًّا۔ فمن أدرکتہُ الحسنٰی وفازَ بالنّصرِ الإلٰھیِّ بمجرّدِ العنایۃِ القصوٰی، وقطعَ مراتبَ الظّلالِ وأصولَھا بالإجمالِ، ووقعَ معاملتُہٗ معَ الذّاتِ، انقطعَ سیرُہٗ ذالک وحیَّ بحیٰوۃٍ لا موتَ بعدَہٗ وأفلحَ فلاحًا لا زوالَ دونَہٗ۔ ثمّ بعدَ ھذا ما یدِقُّ صفاتُہٗ۔ وما کتمہٗ أحظٰی لدیہِ وأجملُ۔ ثمّ نسبۃُ السّیرِ السّابقِ بالنّسبۃِ إلیہِ کنسبۃِ المتناھی إلٰی غیرِ المتناھی باعتبارِ

وسعۃِ الذّاتِ المجھولِ کیفُھا۔ والسّلام

مکتوب ۹ نہم۔ بنام حاجی ابوسعید۔ در تاویل کریمۂ بل ھم فی لبس۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ بل ھم، أی المحجوبون عن درکِ أسرارِہٖ بأولیائِہٖ فی لبسٍ وستْرٍ مّن خلقٍ جدیدٍ، کائنٍ فی حقِّ أولیائِہٖ بعدَ إماتتِھم عن رذائلِھم الطّبعیّۃِ الشّھوانیّۃِ الھالکۃِ الفانیۃِ، بإحیائِھم بالحیٰوۃِ الباقیۃِ الدّائمۃِ۔ والسّلام

مکتوب ۱۰ دہم۔ بنام شیخ محمد اشرف برادر زادہ خود۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

شعر

افضل دیدی ہر آنچہ دیدی ہیچ است ... آں جملہ کہ گفتی و شنیدی ہیچ است

سر تا سر آفاق دویدی ہیچ است ... آں نیز کہ در کنج خزیدی ہیچ است

یعنی افضل چوں جاذبۂ حبِّ الٰہی جلّ وعلا حالِ ترا از رؤیتِ اغیار بکشید وبجہت غلبۂ محبّت محبوبِ حقیقی ہر ذرہ از ذراتِ عالم بعنوانِ ذاتِ تعالٰی در نظرِ بصیرت در آمد، بعد ازاں مرآتِ مطالعۂ جمال کیف گشت۔ وبعد ازاں از ہمہ رو تافتہ جناب اقدس او را امبرّا داشتہ متعلق عالمِ بے کیف ساختی یا کہ شنیدی، رمزے ست باآں۔ چوں لمعۂ تنزیہِ حقیقی بر باطنت بتافت ظاہر شد کہ ہرچہ مشہود و معلوم بود ہمہ ہیچ است و منحوت و مجعول خیال است، و محقق گشت کہ آنچہ در آفاق یعنی بیروں از خود در کنج نفس مرئی ست، جنابِ اقدس کبریا ازاں بلند تر است و معبّر بعبارات و مشار باشارات نیست، فطاحتِ العباراتُ وفنیتِ الإشاراتُ۔ والسّلام

مکتوب ۱۱ یازدہم۔ بنام شیخ بدیع الدین نواسۂ خود۔ در تاویل کریمۂ انّ الذین یخشون ربّھم۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ انّ الذین یخشون ربّھم بالغیب، تأویلُہٗ غائبین عنِ الغواشی البشریّۃِ والتّعیّناتِ الوھمیّۃِ منسلخین عن أنفسِھم بالکلّیّۃِ، لھم مّغفرۃٌ أی سترٌ عنھا عن نظرِ البصیرۃِ، إذِ التّلاشی مطلقًا لما ھو متقنٌ بالصّنعِ الإلٰھیِّ جلّ وعلا محالٌ

شعر

نمے بینی کہ شاہے چوں پیمبر ... نیافت او فقر کل تو رنج کم بر

وَاِنَّمَا هُوَ اِخْتِفَاءٌ لِمَا هُوَ ظُلْمَانِیٌّ فِی سَطْوَاتِ النُّوْرِ الْمُبِیْنِ - وَلٰکِنْ کَانَ عَلَی السَّالِکِ اَنْ یَّعْرِفَ حَقِیْقَتَهٗ، وَاِنَّمَا هُوَ فِی مُقَابَلَةِ الْوُجُوْدِ الْحَقِیْقِیِّ عَدَمٌ مَّحْضٌ، وَلِذَا یُنَالُ بِهِ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی وَاَجْرٌ کَرِیْمٌ بِعَطَائِهٖ بَقَاءً بِرَبِّهِ الَّذِیْ هُوَ الْاِسْمُ، وَمِنْهُ اِلٰی مَا شَاءَ اللّٰهُ - والسلام

مکتوب ۱۲ دوازدہم - بنام خواجہ ضیاء الدین - در تاویل کریمۂ مَثَلُهُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا -

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی - قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَثَلُهُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا - جمعے از محققین گفتہ اند کہ ایں مثل از برائے بیانِ حال شخصے ست کہ احوالِ ارادت برو وارد شدہ و آتش شوق برافروختہ شدہ و او دعوائے احوالِ محبت وارد شدہ نماید یکبارگی آں آتش ارادت فرونشیند چنانچہ بود بلکہ زیادہ در ظلمات فرو رود - بخاطر فاتر مے رسد مے تواند کہ بیان حال مجذوبے کردہ باشد کہ آتشِ جذبِ الٰہی بر دلش موقدہ شدہ باشد و طرق ترقی و عروج در مدارج کمال بروے لائح گشتہ، و آں آتش در سائرِ لطائف مثل روح و سر و خفی و اخفٰی نیز روشنی پیدا کردہ، و اینہا میلِ صعود با صل خود کردہ باشند، و چوں آں جذب را بسلوک مقترن نگردانند آتشِ جذب فرونشستہ آں جمیع لطائف در تاریکی مباعدت و مہاجرت فرو رفتہ - دریں بیان وجہ جمعیت ضمیر در تَرَکَهُمْ لائح است و مناسبت باہل نفاق ہم ہمچنیں ست واضح - والسلام

مکتوب ۱۳ سیزدہم - بنام شیخ عبد اللطیف - درآنکہ کبریائی او تعالٰی از تختِ خیال و اوہامِ ما متعالی ست -

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی - حضرتِ حق سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی کثرتِ موہومہ را دریچۂ شہود وحدتِ حقیقت گردانیدہ ہر خس و خاشاک را شاہراہ مطالعۂ جمال مطلق سازد، تا از پر تو لمعۂ از لمعاتِ جلال آں در باصرۂ بصیرت نامے و نشانے و اثرے و عینے از غیر و غیریت نماند، و اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ - گویاں پویاں مطلبے گردد کہ دامن عزت و کبریاء او از تختِ خیال و اوہام متعالی ست و افہام ما گرد سرادقاتِ کمال آں حیراں - باشد کہ از بطن بطون پے بر ندۂ زلال اصل الاصول خود بر خود ظہور نماید

وما را بے ما شربے ازاں ارزانی دارد، وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ - مکرما! مدتے ست کہ برقمِ احوالِ خیر مآل دور افتادگاں را یاد آوری نفرمودہ اند و مزاج پرسی سوگوارانِ زوایاء ہجراں نکردہ اند، موانع بخیر باد - و ایں آوارہ از گرفتن قلم ترساں است چہ آنچہ مطلوب است بنانِ بیان در حلِ عقدہ ہاء نقابِ آں عاجز است، و آنچہ بداں تعلقے نہ حرفے ازاں راندن داخل غرامت - والسلام ۰

مکتوب ۱۴ چہاردہم - بنام میر محمد نعمان - در زوالِ عین و اثر -

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی - گاہ بخاطر فاتر مے رسد کہ آنکہ بعض صوفیۂ کرام بزوال عین قائل اند نہ اثر، وجہش آں است کہ چوں عالم بتمامہ مظہر اسماء الٰہی ست جل وعلا و ازیں جہت فرمودہ اَلْعَالَمُ اَعْرَاضٌ مُّجْتَمِعَةٌ فِیْ عَیْنٍ وَّاحِدٍ، پس چوں سالک مستعد در راہِ حق سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی قدم نہد و دریچۂ رشد بروے کشاید و حل ایں دقیقہ شود کہ حقیقتش جز عدم نیست، و آنچہ او را عین تصور مے نمود جز پندار نہ، کمالاتِ الٰہی ست کہ در وے جلوہ گر گشتہ و آں را از خود میدانست، الحال از اصل خواہد یافت - پس دریں وقت از عین او نام و نشانے نخواہد بود و آثار را بصاحبِ آں خواہد سپرد، و نفی کردن آنہاں را معنے نخواہد بود کہ نفی کمالاتِ الٰہی غلط است - انتسابے کہ بخودی موہوم داشت برطرف ساخت، و در فضاء وجود جز کمالات و شیوناتِ واجبی جل وعلا امرے دیگر نخواہد دید - و چوں شیون عین ذی الشان اند و تمیز و تعدد جز در وہم نہ، غیر ذات واحد صرف معرّے از نسب و اعتبارات نخواہد یافت، وَلَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُهٗ دَیَّارٌ گویاں در لجۂ توحید مستہلک و مستغرق خواہد گشت و بشہود وحدت در کثرت بمعنے اضمحلالِ تعیناتِ متلونہ در بساطتِ اطلاق و حدتِ حقیقت و مرآتیتِ ہر ذرہ از ذرات مر جمال بے کیف را مستعد خواہد شد - بخلاف طریقے کہ حضرتِ ایشان ما رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ باں ممتاز اند کہ در آنجا زوالِ عین و اثر است، زیرا کہ بطور ایشاں ہر چند عالم مظاہر اسماء الٰہی ست جل وعلا اما چوں مظہر عین ظاہر نیست بلکہ شبہے ست کہ در مرتبۂ حس ایجاد فرمودہ اتقان دادہ اند و در مرتبہ خارج حقیقی ازاں نامے و نشانے نیست، پس عارف را بعد کشفِ ایں حقیقت و ورودِ سلطانِ وجودِ مطلق و شیونِ حقیقتِ آں ازیں ضعیف و آثار ضعیفۂ آں نامے و نشانے و عینے و اثرے نخواہد گذاشت، نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ ہمہ را خواہد سوخت کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَهٗ شَیْءٌ وَّالْاٰنَ کَمَا کَانَ - و دریں وقت عینیتِ عالم حق را و اتحاد

آں با وجلّ شانُهٗ معنے نخواہد داشت، و بہ حقیقت فناء و بندگی کہ برآمدن است از جمیع اعیان و آثار خود و محو ساختن در جنبِ وجودِ مطلق متحقق خواہد شد بخلاف سابق کہ مجردِ فناءِ انتساب است بخود نہ فناء آں، شَتَّانَ مَا بَيْنَهُمَا ع بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ والسلام

مکتوب ۱۴ پانزدہم۔ بنام شیخ فضل اللہ ہمشیرہ زادۂ خود۔ درآنکہ حضرتِ ذات از تعقل تمیز و تعدد مبرا است بخلاف مذہب شیخ ابن عربی۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔

سوال۔ حضرتِ ایشان قُدِّسَ سِرُّهٗ در مکتوبے از جلد ثانی مرقوم فرمودہ، مراتبِ عروج تا زمانے کہ بایک دیگر متمیز اند و از اصل باصلِ دیگر رفتہ مے شود آں ہمہ کمالات داخلِ دائرۂ ولایت است، و چوں آں تمیّز برطرف شود و ایں ہمہ تفصیل کم گردد و معاملہ باجمال و بساطت صرف افتد شروعِ مراتب نبوت بود۔ انتہی۔ در ولایت صغرٰی کہ بظلالِ صفات تعلق دارد و دراں مرتبہ ظلّے از ظلّے تمیز دارد تفصیل ثابت است، اما در ولایت کبرٰی کہ باصول صفات متعلق است، و گفتہ اند اَلْعِلْمُ فِيْ ذٰلِكَ الْمَوْطِنِ عَيْنُ الْقُدْرَةِ وَالْقُدْرَةُ عَيْنُ الْاِرَادَةِ چہ گنجائش تفصیل دارد، زیرا کہ تکثر جز در تعبیر نیست۔ و ہمچناں شیون ذاتیہ کہ عین ذات اند و کذالک در ولایتِ علیا کہ باسم الباطن تعلق دارد تفصیل بمراحل دُور است۔ و اگر وسعتِ بیچونی میگردد در حضرتِ ذات بمقتضاءِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ نیز اثبات نمودہ شدہ است، وجہِ فرق چیست؟

جواب۔ عدم تمیز صفات بر مذہب شیخ ابن العربی کہ اثبات زیادتی آنہا نمے کند موجّہ است، بخلافِ طریقِ حضرتِ ایشاں قُدِّسَ سِرُّهٗ۔ مانند معاملۂ شیونِ ذاتیہ باآنکہ عین ذات اند اما چوں اصول صفات اند تعقل تمیز و تفصیل نسبت بہ اطلاق صرف ممکن است، بخلاف حضرت ذات جَلَّ وَعَلَا کہ از تعقل تمیز و تعدد مبرّا است۔ فافہم۔ والسلام

مکتوب ۱۶ شانزدہم۔ بنام شیخ محمد عابد نبیرۂ خود۔ در تفسیر آیۂ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اَلَمْ تَرَ يَا مُحَمَّدُ وَمَاظْهَرَ الْاُلُوْهِيَّةِ وَالْاِسْمُ الْجَامِعُ لِمَرَاتِبِ الْوُجُوْبِ وَالْاِمْكَانِ اِلٰى رَبِّكَ وَهُوَ اللّٰهُ الْحَاوِيْ الشُّيُوْنَ الذَّاتِيَّةَ

وَالْاِضَافِيَّةَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ مَدَّ ظِلَالَ شُيُوْنِهٖ عَلٰى حَقَائِقِ الْكَوْنِيَّةِ الَّتِيْ هِيَ الْعَدَمَاتُ مُتَقَابِلَةً لَهَا، وَصَوَّرَهَا فِيْ صُوْرَةِ الْوُجُوْدِ، فَتَعَجَّبْ مِنْ كَمَالِ اقْتِدَارِهٖ فِيْ اِرَادَةِ مَا هُوَ عَدَمٌ بَحْتٌ وُجُوْدًا مَحْضًا وَاَعْطَاهُ اَحْكَامًا وَّاٰثَارًا صَادِقَةً، سُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الثَّلْجِ وَالنَّارِ۔ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ اَيِ الظِّلَّ سَاكِنًا غَيْرَ مَحْدُوْدٍ، فَيَنْفِيْ قَوْلَ مَنْ قَالَ بِاقْتِضَآءِ الشُّيُوْنِ الظُّهُوْرَ كَذٰلِكَ۔ ثُمَّ بَعْدَ مَدِّ الظِّلِّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ الذَّاتَ الْمُتَعَالِيَةَ عَلَيْهِ اَيْ عَلَى الرَّبِّ اَوِ الظِّلِّ دَلِيْلًا لِكَوْنِهِ الظَّاهِرَ، لَا ظَاهِرَ دُوْنَهٗ وَمَا سِوَاهُ مُكْتَشَفٌ يُدْهِي الْعَدَمَ ؎

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب گر دلیلے بایدا زوے رُو متاب

فَسُبْحَانَ مَنْ هُوَ اَخْفٰى لِكَثْرَةِ الظُّهُوْرِ، وَاسْتَتَرَ فِيْ سُرَادِقَاتِ النُّوْرِ۔ وَلَعَلَّ اخْتِيَارَ لَفْظِ الشَّمْسِ لِتَصْوِيْرِ كِبْرِيَآئِهٖ وَاحْتِجَابِهٖ فَيَجِبُ الْعِزُّ۔ وَكَوْنُهٗ دَلِيْلًا عَلَيْهِ بِاحْتِجَابِ الشَّمْسِ لِضَوْئِهَا وَشَعْشَعَانِهَا، وَكَوْنُهَا دَلِيْلًا سَبِيْلًا اِلَيْهَا وَاِلٰى كَشْفِ الْاَشْيَآءِ۔ ثُمَّ بَعْدَ الْمَدِّ وَجَعْلِ الشَّمْسِ عَلَيْهِ دَلِيْلًا وَاِيْضَاحِ السَّبِيْلِ بِاَنَّهٗ لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ اِلَّا هُوَ، قَبَضْنَاهُ اَيِ الظِّلَّ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا بِتَعْرِيْجِهٖ وَتَسْلِيْكِهٖ فِيْ مَعَارِجِ الْاُصُوْلِ اَصْلًا فَاَصْلًا۔ وَهُوَ سُبْحٰنَهٗ اَعْلَمُ۔ والسلام

مکتوب ۱۷ ہفدہم۔ بنام شیخ عبد الاحد پسرِ خود در اسرارِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ کلام طیّب کہ در مفتح کلام مجید واقع است متضمن چندیں اسرار است، ازاں جملہ تعلیم تسلیک است مر طالبانِ مستعد را و تنبیہ است مر عارفین فائزین منتہی را۔ گویا حرفِ باء کہ مشعر بدءِ سلوک است کہ وجود سالک باشد مُنبی ست ازاں کہ تا سالک بالکلّیہ از خود نہ برآید و فانی در متعلق طلب خود نگردد، و ہمچو حرف، کہ فی ذاتہ معنی ندارد و کارش جز اظہار معنی امرِ دیگر نیست، نشود، و از وجود و توابع آں کہ اَلْعَرَضُ قِيْلَ فِيْهِ وُجُوْدُهٗ فِيْ نَفْسِهٖ وُجُوْدُهٗ فِي الْجَوْهَرِ نہ برآید خود را سالک نساختہ باشد۔ و چوں سالک مظہر اسم است از اسماءِ واجبی جَلَّ سُلْطَانُهٗ ناچار فناءِ وجودِ ظلی سالک دراں اسم خواہد بود۔ چوں اسم و دلیل بیش نیست

مرمسمّاءِ خود را وجودے ندارد در جنب آں، مآلِ کارش بمسمّٰے خواہد بود، ومعاملۂ سالک کہ باسم شدہ بود اسم را نسبت مسمّٰے پیدا خواہد شد۔ دریں زماں در وسعت جمع الجمع کہ الوہیت عبارت ازاں است مستغرق خواہد شد، وتجلی ذات کہ مصطلح قوم است مشرف خواہد شد، وبموجب مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ در ہر مقامے بوجودے مناسب متحقق وباقی خواہند ساخت۔ وچوں ایں مرتبہ نیز شانے ست جامع از شیونِ الٰہی وتعینے ست اتم مرحضرتِ اطلاق را نصیبش جز نشان نخواہد بود، ہر چند بعنوان ذات تصور کنند وبجہتِ اعتبار تکثر واحدیت در عین حقیقت الحقائق کہ اَلَا اِلَی اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ رمزے ست بآں صرف اطلاق تصور نماید، مانا کہ تکرار اسم مبارک اشعار است بدانکہ از دائرۂ اعتبار بیروں نیامدہ، وخصوص در ایراد لفظ رحیم تصریح است بآں، چہ اسماءِ مبارک اولیں شہرت بآں یافتہ کہ از اسماءِ ذات اند۔ نَعَمْ چناں اند نہ مطلق بلکہ نسبت باسماءِ دیگر قرب خاص بحضرت ذات دارند۔ میتواند کریمۂ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى اشارت بدانکہ عارف ہر چند در وقت حصول بحقیقت ایں اسماء حُسنے توہم نماید کہ مطلوب بے پردہ باغوش آید، چناں نیست بلکہ او از دائرۂ اسماء کہ عبارت از دلائلِ حضرتِ ذات است بیرون قدمگاہ ندارد، اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْئًا۔ وَهُوَ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

مکتوب ۱۸ ہجدہم۔ بنام خواجہ محمد ہاشم کشمی در آنکہ مطلوب در کمال رفعت است و طالب در غایت پستی۔

بعد حمد وصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات بجنابِ حقائق ومعارف دستگاہ اخوی ارشدی میرساند کہ ایں سرگردانِ کار آوارۂ روزگار از احوال تشتّتۂ خود چہ شرح نماید کہ باعث ملال اہل جمعیت گردد۔ مطلب در کمال رفعت وابّہت وطالب در غایت پستی ودناءت، ہیہات ہیہات۔ تا وجوہ مناسبت درمیان متوجہ ومتوجہ الیہ نباشد راہِ وصول مسدود است، اِذْ لَا يُدْرَكُ الشَّيْءُ بِمَا يُعَانِدُهٗ وَيُضَادُّهٗ۔ کاش ایں نسبت راہم قدمگاہے مے بود، زیرا کہ از ذاتِ تقدّس وتعالیٰ چنانکہ نسبت مناسبت از ماسوا مسلوب است نسبت مضادّت نیز مرفوع است، بلکہ اصول صفات نیز دریں امر مشارک اند اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ عالم را کہ ظلِ کمالاتِ الٰہی گفتہ اند

بآں معنی ست کہ اسماءِ منعکسہ در مرایاءِ اعدام کہ حقائق عالم است ظلال است مرکمالاتِ مرتبۂ وجوب را، نہ آنکہ عدم ظل حضرتِ وجود است پس آنکہ مقرر است کہ ظل را باصل خود شاہرہ است در معنیٰ آں است کہ او را باوراہ است وغیر را غیر از سوختن وگداختن بنائرۂ حرماں نصیبے نیست، بایں ہمہ دردِ حرمان والم یاس وہجراں ہموارہ دریوزہ جویاں است کہ بقیۂ عمر ازیں در دراحت دیگر را در جائیگاہ نباشد۔ طلب معارف مجددہ مے نماید، ایں عاصی فرومانده بضلالت وسرگردانی را بایں امر جلیل القدر کدام مناسبت، وچہ یاراءِ آنکہ قلم دراں باب بدست گیرد وحرفے ازاں درمیان آرد، امّا چوں شوریدگی در سر جوش میزند تسلیۃً گاہ گاہ سطرے چند مرقوم مے گردد باز نادم وپشیمان مے شود۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

مکتوب ۱۹ نوزدہم۔ بنام شیخ محمد خلیلُ اللّٰہ پسر خود در تاویل کریمۂ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اشارہ بدانکہ سالک در وقت عروج ووصول بمقام خود را بتکلف بمقام فوق نکشد کہ ایں کار بتکلف راست نیاید۔ بدانچہ مشرف شدہ است شاداں باشد وشاکر گردد، وبحقیقتِ مراقبہ کہ انتظارِ صرف است بے آنکہ تعمل را دراں مدخلے باشد متحلی شود، شاید عنایت بے غایت بندہ نوازی فرماید وبدرجۂ فوق رساند۔ ونیز زجر است از تعمل وتفکر کردن در حقیقت کنہ ذات کہ موطنِ علم نیست ومتعلق ہیچ فہم نہ، اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ والسلام

مکتوب ۲۰ بستم۔ بنام شیخ محمد خلیلُ اللّٰہ پسر خود در تاویل کریمۂ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ ایں آیۂ کریمہ نزد فقیر از جملہ متشابہات است، مگر حل اغلاق آں ور آں دار باشد، ہرگاہ رفع تغایر از جملۂ ممتنعات باشد وبقاء فیہ کہ مراد معلوم اللّٰہ از جملۂ واجبات وممکن در غایت ذل وافتقار وواجب تعالیٰ در کمال واقتدار، نہ ایں را ازاں تعلی وترقی ونہ آں را ازاں تنزّل وانحطاط۔ کشائش ازیں مضیق نہ دریں نشأ ممکن است ونہ دراں مقام متصور۔ مگر لطیفۂ

موہبتے بعد طے مراتب ظلال اورا اتحادے ونسبتے مجہول الکیفیت دریں مکان مشہود میگردد، وبجہت غایتِ دقت درکمال بکشف وظہور نمے آید وکیفیتش جز مجہول نہ، دراں نزہتگاہ سطوع و وضوح پیدا کنند وآں کیفیتِ مجہولہ معلوم گردد۔ ازیں رہ ہرکس ازکمال فراخور خود را استعداد شرفے یابد مستبعد نیست حضرت قطب الاقطاب قُدِّسَ سِرُّہٗ در آخر کار قریبِ مرضِ موت فرمودند کہ ہرچہ مجہول الکیفیت مے گفتم جملہ معلوم گشت، آں ہمہ از جہت نارسیدن بود بحقیقت۔ ہرگاہ در مرض موت کہ مقدمہ است مر معاملات آخرت را چنیں باشد، در بہشت کہ موطن قرب است امید مزید در مزید است۔ ونیز فرمودند کہ کمالے کہ ممکن است در نوع بشر از ہمہ مشرب ارزانی داشتند واز جمیع کمالات و شیون بہرہ ور گردانیدند۔ وچوں بریں معنی اشکال وارد مے شد کہ چوں ہرکس مظہر اسمے ست باید کہ نصیبش ازاں اسم بود از اسماء دیگر بہرہ چگونہ باشد، آں را بدیں وجہ ہویدا مے کردند کہ ہر شیٔ مثلاً ماہیتے دارد کہ متضمن ما بہ الاشتراک است و ما بہ الامتیاز، شک نیست کہ شخصے ازاں شیٔ حظے دارد، وازاں ما بہ الامتیاز حظ دارد، وازاں ما بہ الاشتراک بقدر ما بہ الامتیاز کہ فصل است واز فصول دیگر کہ مقدمات اویند ازاں رو کہ صدق جنس بر فصول مختلفہ صدق عرضی ست وبر ہمہ صادق است، پس ازیں جہت آں شخص نیز از ہمہ بہرہ ور میگردد واز جمیع فصول حظ وافر مے یابد فَتَدَبَّرْ فَاِنَّہٗ دَقِیْقٌ وَعَلٰی مَنْ یَّسَّرَہٗ حَقِیْقٌ ۔ والسلام

مکتوب ۲۱ بست ویکم۔ بنام شیخ عبد الاحد پسر خود۔ در مراتب یاس و در تفاوت اذواقِ متوسطان ومنتہیاں۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ یاس از رسیدن بحقیقتِ ذات از دو راہ است یاس است از راہِ عقل وتقلید، چہ عقل بعد از نظر وفکر حاکم است بامتناع یا تعسر بوصول کنہِ ذات۔ اہل ایں یاس ہرچند بحقیقت کار وا رسیدہ اند امّا چوں از محبت بے نصیب اند، بجہت آنکہ محبّت عقل عقیل را دراول کار پس پا انداختہ است واہل آں محکوم احکام ایں ہرگز نیند، آں جماعت از دولت قرب مہجور ومطرود اند۔ ویاس است کہ بعد قطع منازل ظلال بجاذبۂ محبت وبعد رفع حجب ظلماتی ونورانی قرب بعنایت الٰہی جَلَّ وَعَلَا دست میدہد، ایں اعلیٰ مقامات قرب است۔ وازیں جاست کہ گفتہ اند کَمَالُ الْمَعْرِفَۃِ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی جَھْلٌ۔ متوسطان باذواقِ تجلیات متلذذ اند وبگمان

وصول محظوظ، مے گویند

امروز چوں جمالِ تو بے پردہ ظاہر است — در حیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست
تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم — از پاءِ طلب من نہ نشینم ہر دم

عارفاں بدید عجز وقصور معترف ومتوسطاں بدید رب غفور مسرور، ایناں بخمار شوق مشکور وآناں بزوایاءِ ہجراں مسرور۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ نصیب اینہاست کہ در عین بے مزگی متلذذ اند بلذتے کہ لذاتِ ایناں درجنبِ آں حکم عدم دارد نسبت بوجود آناں، درکمال نادانی بدانشِ خود خورسند کہ دانشِ ایناں دربرابر آں حکم قطرہ دارد بدریاءِ محیط۔ شوقِ آں در رفع اثنینیت با محبوب است کہ دست بدامن یاس دارد واز سرچشمۂ وصل است، وشوق ایناں در رفع حجب کہ رو بامید دارند ومشعر فصل متمناءِ ایناں ہم آغوش معشوق است درہمہ آں، وآرزوءِ آناں در تنزیہ جنابِ قدس محبوب از اتصالِ ماکتاساں۔ ایناں بہ تقلبِ احوال خود خورسند وآناں بمقلّبِ احوال مانوس، ایناں بنازشِ قرب مستغنی وشاداں وآناں بلوازم بندگی وعبودیت پردازاں۔ امّا متوسطاں از راہِ محبّت معیتے بذات مقدس دارند کہ فرقۂ اُولٰی باگاہی شان بحقیقت کار از جملہ بے ہوشانند، کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ نشانِ حالِ ایشاں۔ عجب کاروبار است، چوں کارِ عالم بچوں وابستہ اند واز بیچون دُور، محبتے کہ بیچون مناسب است، کہ محبّت اہل ظلال است، آں را ظاہر بنیانِ ایں جہاں محبّت مے انگارند، واز محبّتِ عارفاں کہ حُبِّ شاں از عالمِ بیچوں است در انکار، ازیں جہت از کمالاتِ مقرباں محروم اند وراہِ افادہ از حضرتِ علیۂ ایشاں برآنہاں مسدود۔ والسلام

مکتوب ۲۲ بست و دوم۔ بنام مولانا محمد فرخ۔ در تاویل آیۂ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَۃَ الْاُوْلٰی۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ بخاطر فاتر مے رسد کہ حکم آں دار از احکام ایں نشأ جدا است۔ دریں تماشاگاہ ہیچ ترقی از حضیضِ مباعدت باوج قرب ممکن نیست تا فناء بر ہستیٔ سالک وارد نشود وبموت متلبس نگردد، بخلافِ آں نزہتگاہ عالیجاہ کہ ہیچ کمالے منافیِ کمالِ دیگر نیست و مُعِدّ با مُعَدّ جمع، موت را دراں دار البقاء چہ گنجائش وفنا را چہ یارا۔ تحقیق آں است کہ چوں دریں موطن ظہورِ ظلال است معاملاتِ آں را شک نیست کہ ظل را بعد طلوعِ اصل آں کہ ترقی عبارت ازاں

است، جز فناء و انعدام چارہ نیست۔ و چوں آں اصل نسبت بما فوق خود حکم ظل دارد، بعد سطوع اصل آں اصل اول مستور مے شود، وَهٰكَذَا اِلٰى اَنْ يَّاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ و آخرت چوں مقام ظہور حقائق اصل است و اصل را با اصل دیگر، ہیچ تدافع نیست، فناء کمال اوّل چہ درکار و اضمحلال اوّل برورودِ ثانی چہ گنجایش۔ کریمۂ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ نیز مؤید ایں کار است کہ مشعر بقاءِ اوّل است و کریمہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا مناسب حالِ معاملاتِ دنیوی است۔ امّا جمعے کہ عنایتِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا شاملِ حالِ شاں شدہ است و دنیاءِ آنہا را حکم آخرت ساختہ و بخطاب وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى الدُّنْيَا بنواختہ، امیدوار مخلصی از مضائق تعلقات ایں دارِ غرور اندو بہ خلعتِ سعادت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ممتاز۔ حضرت قطب الاولیاء قُدِّسَ سِرُّهٗ در باب دو شخص از اصحاب خود بشارت فرمودند و ایں لفظ مذکور ساختند کہ دنیاءِ شمارا حکم آخرت کردم۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ وَالسَّلَامُ

مکتوب ۲۳ بست و سوم۔ بنام شیخ بدیع الدین نبیرہ خود۔ در رفع شبہ بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ در مظہر محبت و محبوبیت۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

سوال۔ حضرت ایشاں قُدِّسَ سِرُّهٗ در خاتمۂ مکتوبے کہ در بیان سرّ گرفتاری حضرت یعقوب عَلَيْهِ السَّلَامُ بہ حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَامُ نوشتہ مرقوم فرمودہ اند کہ ہماں مقدار نسبت محبت کہ حضرت موسٰے عَلَيْهِ السَّلَامُ راست بحضرتِ حق سُبْحَانَهٗ ہماں قدر محبت حق سُبْحَانَهٗ راست بحضرتِ پیغمبر ما صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ با آنکہ اوّل منسوب است بمخلوق و ثانی بخالق و فرق قوةً و ضعفاً در نظر نمے در اید الخ ایں مقدمہ منافی بداہت عقل است، زیراکہ مخلوق و آنچہ بدو منسوب است بہ ضعف و نقصان منسوب است و آنچہ بہ خالق جَلَّ وَعَلَا مضاف است در کمال قوت، حل آں چیست؟

جواب۔ آنکہ حضرت ذات کہ خود را دوست دارد خود محب باشد و خود محبوب، مظہر اول موسٰی است و مظہر ثانی پیغمبر ما عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔ پس محبت حضرت موسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ و محبوبیت

حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فی الحقیقت محبیت و محبوبیت است کہ خود بخود است و از جملہ شیون الٰہی جَلَّ وَعَلَا کہ تساوی دراں موطن ممنوع نیست بدیہی ست، ہر قدر کہ محبت حضرت موسٰے عَلَيْهِ السَّلَامُ غالب بود ثبوت کمال محبوبیت حضرت حق است کہ عین مطلوب است موسٰے عَلَيْهِ السَّلَامُ درمیان نام بیش نیست ع ایشاں نیند ایں ہمہ الحاں ز مطرب است۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا۔ وَالسَّلَامُ

مکتوب ۲۴ بست و چہارم۔ بنام مولانا محمد ہاشم کشمی۔ در قبض۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ حضرتِ حق سُبْحَانَهٗ در مراتب کمال و اکمال ترقیات بے اندازہ فرمودہ بمنتہاءِ مقاصد رساناد۔ صحیفہ گرامی کہ بمصحوب ملا قاضی مرسول داشتہ بودند رسید، حَمْدًا لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ کہ بعافیت اند و از یادِ دُور افتادہ فارغ نہ۔ از تراکم قبض شکایتے یافتہ بود با بیان بعض وجوہ وجیہ، یک بیک بوضوح پیوست، الحق بہر کدام فہم راہ میدہد۔ امّا چوں اظہار نمودہ بودند کہ ایں فرو ماندہ نیز تامّلے در آں باب نماید و التجا بروحِ مطہر حضرت قطبُ الاقطاب نماید، ہر چند در خود قابلیت ایں وجہ نداشت امّا حسبِ خواہش آں مشفق در روضۂ منورہ توجہے واقع شد۔ ظاہر شد کہ ایں از قبیل اختبار یعنی آزمائش است بدوستانِ خود۔ اگر چہ بسط و ظہورِ اذواق و مواجید از آثار عنایت محبوب حقیقی ست، امّا چوں مقارنِ مرادِ خواہش ایں شخص است برابریٔ قبض کہ صرف مرادِ مولاءِ علی الاطلاق است و محض بندگی و عبودیت است نمے تواند شد کہ مظان خواہش نفس بغایت دُور است۔ اذواق و مواجید ہر چند بوجہ تنزیہی باشد امّا از گردِ تشبیہ خالص نیست کہ ادراک ظاہر اگر چہ بلطائف باشد مشعر آں است، بخلاف قبض کہ بے مزگی و مباعدت است ظاہر را از نسبت باطن و بہ تنزیہ اقرب است۔ عزیزے مے فرماید، اِذَا بَكَى الْقَلْبُ مِنَ الْفَقْدِ ضَحِكَ الرُّوْحُ مِنَ الْوَجْدِ۔ حرمانِ ظاہر نشانِ حرمانِ باطن نیست، مہموم نباشند۔ چوں دار دارِ عمل است پہلوان وار صرفِ اوقات در اداءِ وظائفِ طاعات نماید کہ دنیا مزرعہ بیش نیست، اگر موضع بقاء بودے تسلیۂ مشتاقاں را بوصول باجل نمے فرمود آنجا کہ گفت مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ۔ بلکہ مقرر است کہ اذواق ایں نشاء منقص درجاتِ آخرت است، ہر چند دریں مقام کمتر بظہور آید بآخرت مفید تر خواہد شد۔ ایں سخن را از حضرتِ ایشاں شنیدم۔

اما تفصیل دارد کہ گنجائش ایں ورق نیست۔ میر حسین باضطراب وداع طلب کرد بنا براں باختصار اکتفا نمود۔ والسلام

مکتوب ۲۵ بست و پنجم - بہ یکے از خلفاء حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در جواب مکتوباتے کہ متضمن اذواق و مواجید بود۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - رفع اللہ قدرکم ویسّر امرکم۔ صحیفۂ مکرمت بعد دیر و تعطش بسیار ورود یافت، چوں مشعر بر سلامتی آں مکرم بود حصول وجوہ جمعیت و باعث صنوف خوش حالی شد، و مژدۂ حلاوتِ باطنی و طراوتِ نسبت کہ ثمرۂ استقامت محبت است باہل اللہ ذوق بر ذوق افزود۔ اشعارے بدولت ترقی از مضائق مراقبہ بفضاء مشاہدہ و مکاشفہ رفتہ بود، اللہ تعالیٰ روزی گردانیدہ گرفتاریِ غیب الغیب، کہ دامن غیر آں از آلائش مشاہدۂ ما کوتاہ نظراں متعالی ست، نصیب کناد، و بایقان صرف و ایمان بالغیب کہ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ در شانِ انبیاء نازل شدہ و یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ رمزے ست باں، متحلی گرداناد، و عمدۂ اوقات را دریں تکلیف آباد کہ موطن صرف طاعات و اداءِ وظائف بندگی ست، بجمعیت یاد خویش معمور کناد، اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ و چوں حضرت قطب الاقطاب در بابِ شما لطف خواص داشتند و شما را محبت درست باآں حضرت پیدا شدہ، بموجب اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ امید است کہ از معارفِ خاصۂ آں عالی حضرت شربے بشما عطا فرماید۔ چوں وقت تنگ بود و قاصد مستعجل باجمال اکتفا نمود۔ والسلام

مکتوب ۲۶ بست و ششم - بنام سید ابوالخیر شاہ آبادی۔ در حل رباعی شیخ ابوسعید ابوالخیر در قضا و قدر۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - رباعی ؎

زلفش بکشی شب دراز آید ازو | چوں بگذاری چنگل باز آید ازو
وریک گرہ از پیچ و خمش بکشائی | عالم عالم مشک طراز آید ازو

منقول است کہ ایں رباعی در قضا و قدر فرمودہ اند، ہماناکہ ازیں جہت آثارِ اغلاق بر صفحۂ آں لائح است آنچہ در خاطرِ فاتر در حل آں رسیدہ آں است کہ زلف عبارت از روپوش عالم تقیدات است بر وحدتِ

صرافت اطلاق یعنی چوں پردۂ تعین قیود کہ ناشی از متجلی شدن ذات بر خود و احکام آثار اعیان است بر ظاہر ہستی بکشی و مطلق را مستور سازی، شب دراز آید ازاں چراکہ بعد روپوش شدن آفتابِ احدیت در استتار آثار و احدیت از طلوع کواکبِ اعیان چارہ نباشد۔ و چوں بگذاری و مطلق را مطلق داری و قیود مندمج در صرف اطلاق یابی و ذاتِ حق جلّ وعلا کہ جمیل مطلق است متجلی گشت، چنگل باز آید از وجہت صیدِ قلوبِ والہانِ حضرت محبوب علی الاطلاق۔ سرِّ ایں بیت ؎

داب من نیست جز تجلی ذات | ذات بر من زدہ است راہ صفات

ہویدا گردد، و رجوع جمیع از انفس و آفاق و اعیان آثار و افعال را بجز ذات احدیت نیابد و بشرب اَلَاۤ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ شاداب گردد، و سر قضا و قدر ہویدا گردد کہ افعال و مباشر آں جز ہستی حضرت متوحد بالوجود نیست۔ ہماں است کہ حب اطلاق بسیط حقیقی ست و بجسب تجلی ثانی مقتضا خود بخود روپوش شدہ و خلق را از خود باز داشتہ است، کدام فاعل و کو فعل و کہ بقربت سراید و بہ سرّ ہویت ترنم نماید ؎

اے روءِ در کشیدہ بہ بازار آمدہ | خلقے بدیں طلسم گرفتار آمدہ

وریک گرہ از پیچ و خمش بکشائی یعنی اگر یک عقد قید کہ بر روءِ اطلاق منعقد گشتہ بکشائی، عالم عالم مشک طراز آید از و یعنی چوں الوانِ مختلفہ کہ مقتضاءِ ظہور اعیان است مضمحل گشت مشک طراز کنایہ از سیاہی ست کہ عبارت از بیرنگی فوم ذات است بمنصۂ ظہور آید ع

بتاریکی دروں آب حیات است

از عطر آں جمال بیک نفسے مشتاقاں محظوظ و مدہوش گشتند۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ۔ والسلام

مکتوب ۲۷ بست و ہفتم - بنام حضرت خواجہ عبد اللہ معروف بخواجہ خورد۔ در آنکہ ہر چہ در فہم ما آید ذات کبریاء ازاں برتر است۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مخلص کمینہ بعرض حضرت مخدومی و مخدوم زادگی مے رساند کہ بہ ورودِ صحیفۂ مکرمت مشرف گشت و آنچہ بقلم حقائق ترجمان نگارش رفتہ بود بوضوح انجامید۔ از شرح صدر است و افراطِ عطش کہ با وجود حصول دقائق کار طلب ہمیشہ دامنگیر است و نگرانی نقدِ وقت۔

اَللہ تَعَالٰی بطفیل آں مکرم، ایں بے حاصل ضائع کردہ عمر را بحقیقت بندگی و افتقار برساند، کہ ناشی از شناختن کساد خود است و بزرگی مولاء علی الاطلاق۔ و آنچہ بعنوان مطلوب در پردۂ شہود متجلی گشت و با بے پردہ بوجہ مجہول الکیفیتی تعلق فہم و حضور ناقص ما گشتہ، دامن عزّ و کبریاءِ محبوب ازاں بزرگ تر است و آں جز منحوت وہم و مجعول خیال نہ، و آنچہ بطریق ظلیت و عکسیت ازاں عالی حضرت منتزع کردہ غیر پندارے نہ۔ چہ چیز قابل آں باشد کہ خود را بظلیت آں جنابِ قدس و انماید و حکم مرآتیت آں پیدا کند۔ دریں محنت کدہ جز اداءِ وظائف عبودیت و بندگی با حرمان و داغِ ہجر نصیبے نیست۔ مانا کہ در عبارت خواجۂ احرار و غیرہ من المشائخ منع از حصولِ احوال واقع شدہ است کہ آں نتائج اعمال است و بآخرت تعلق دارد و غیر عبویت را دریں گنجائش نیست، اشارہ بآں است۔ ایں غریقِ گردابِ نفسِ امارہ دریوزہ مے نماید کہ لطفے در بابِ ایں بیچارہ بکار برند تا موطنِ عنایت صرف الٰہی جَلَّ وَعَلَا گردد۔ و بدیہی ست کہ چُنانچہ باطن از احاطۂ مطلوب بے نصیب است ظاہر از اداءِ حق بندگی عاجز، چہ بندگی کہ گرفتار خودی راجع بہ نفس آنہا باشد اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ، و مخلص ازیں گرفتاری دور دور ؎

سیہ روئی ز ممکن در دو عالم نہ شد ہر گز جُدا واللہ اعلم والسلام

مکتوب ۲۸ بست و ہشتم۔ بنام شیخ عُبَیْدُ اللہ برادر زادۂ خود۔ در ذکر بعضے بشارات علیہٴ حضرت مجدد الف ثانی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ۔

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ حضرت ایشانِ ما رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قطب بودند و ہر قطبے را دو امام مے باید۔ دو شخص در ملازمت حاضر بودند فرمودند کہ شما ہر دو امامید، بیکے فرمودند کہ ایں از روءِ تواضع یسار بدیگرے گذاشت و خود صاحب یمین شد۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللہُ۔ والسلام

مکتوب ۲۹ بست و نہم۔ بنام شیخ حمید بنگالی۔ در بیان حدیث اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ، وَالْفَقْرُ فَخْرِیْ و وجہ افضلیت بشر بر ملک۔

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ صحیفۂ مکرمت کہ مصحوب ما جا مرسل بود مسرور ساخت اَللہ تَعَالٰی آں مکرم را ہموارہ بر مسند ہدایت فیض بخش طلاب دارد۔ امید کہ ایں مہجور گرفتار را بدعاءِ توجہ

معاون باشند تا ازیں تعلقات شتّٰے گسستہ بحقیقتِ اطلاق پیوندد، ہر چند ازاں مرتبۂ مقدسہ چیزے بدست نیاید کہ ممکن را با واجب تَعَالٰی راہ نیست و محدث را با قدیم وجہ مناسبت مفقود۔ ؎

سیہ روئی ز ممکن در دو عالم جُدا ہرگز نشد وَاللہُ اَعْلَمُ

مانا کہ در حدیث نبوی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ، اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ ایمائے ست بایں، چہ عدم کہ ذاتیِ ممکن است و حرمان وصف لازم و مہجوری و مطرودی حظ و افرش ہمیشہ برجاست، پس سیہ رُوئی چساں منفک شود و سُرخ روئی از کجا آید ؎

باب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد گلیم بختِ کسے را کہ بافتند سیاہ

اما چوں حُسن و جمال نصیب واجب آمد و نشاء محبوبی کمال غنج و دلال لباسش گردید، ناچار مستوری برنتافت مظہری خواست تا خود را جلوہ دہد۔ آئینہ دارِ جمال جمال نباشد زیرا کہ مرآت شئ مقابل شئ باید کہ وجود را جز عدم نیست و غنی را غیر از فقر نہ۔ افتقار امکان در عرصہ گاہِ قبول افتادہ و انکسارش پذیراءِ درگاہ گشتہ وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَہٗ ط وَھُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ؎

غلامِ خویشتنم خواند لالہ رخسارے سیاہ روئی من کرد عاقبت کارے

بہ نداء اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ مشرف گشت و بہ سعادت اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللہُ ممتاز گردید، ہر چند کہ ایں افتقار غالب تر معنی مرآتیت کامل تر۔ لہٰذا البشر از ملک افضل گشت، و سرورِ مملکت سید البشر آمد، و مقامِ عبدیت سر آمد مقامات گردید و معراج مومن شد۔ حَقَّقَ اللہُ اِیَّانَا وَاِیَّاکُمْ بِحَقِیْقَۃِ الْفَقْرِ، بِحَیْثُ لَا یَبْقٰی مِنَّا عَیْنٌ وَّلَا اَثَرٌ، بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْبَشَرِ، الْمُنَزَّہِ عَنْ زَیْغِ الْبَصَرِ، عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَکْمَلُھَا۔ وَاللہُ اَعْلَمُ۔ والسلام

مکتوب حضرت خواجہ عَبْدُ اللہ المعروف بخواجہ خورد۔ بنام حضرت شیخ محمد سعید قُدِّسَ سِرُّہُ الْحَمِیْدُ۔ در حل چند مسائلِ دقیقہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ ایں کمترینِ مریداں را آرزوءِ صحبتِ آں حضرت پیوستہ در قلبِ حزیں مے باشد، و میداند کہ علوم حقیقت را در خدمتِ ایشاں، کہ دریں جزو زمان امتیاز تمام از اقران دریں باب دارند،

توان تحقیق نمود۔ ومدار کار جز براں نمے نہد کہ آنچہ بکشف وعیان بر اصحاب ایں دولت ظاہر گشتہ است حق است۔ طریق تقلید طریقے ست کہ سلوک آں جز بعضے را نہ، وآں ہم در بعض امور روا نیست۔ وطریق استدلال طریقے ست پر اشتباہ، چہ برہان قطعی بہم رسانیدن سخت دشوار است چنانچہ بر متتبع مخفی نیست۔ وچوں بر اقتضاء حکم ازلی رسیدن بہ سعادت خدمت مشکل مے نمود چندیں امور عاجز مے گشت، صورتے کہ بخاطر مقرر آمد ومتعین نمود ایں بود کہ بزبان قلم کلمۂ چند بعرض اشرف رساند ومسئلۂ چند در تحریر آرد۔ امیدواری آں کہ از مقام افادہ ومحل افاضہ آنچہ بباطن مبارک مقدس سانحہ شدہ باشد یا از حضرت قبلہ گاہی شنودہ باشند در ہر باب لیکن مستند بود، بکشف یا بہ برہان اعلام فرمایند وبدیں خاطر قلم جاری گشت وتحریر اسولہ بزبان تازی روشن ترمے نمود۔ المسئلة الاولى المشتملة على مسائل كثيرة متقاربة، ماثبت عند اهل الكشف والذوق في حقيقة الجسم هل هي بسيطة او مركبة، وعلى الاول اما مقدار جوهري او امر اخر، وعلى الثاني اما مركبة من الجواهر المفردة التي لا تنقسم اصلا، او من الهيولى والصورة، او من الاجسام الصغار التي لا تنقسم فعلا او من امور اخر۔ ثم الاجسام الفلكية عنصرية اولا وكذا الكرسي والعرش جسمان او معقولان، وعلى الاول عنصريات اولا، وعلى التقديرين فهل يصح عليهما الخرق والالتيام اولا، ثم القوابس اربعة او ثلاثة، والهواء منته الى الفلك اولا، والافلاك كرية متحركة دائمة اولا وكذا العرش والكرسي، وما حقيقة الاجسام المثالية هل هي بسائط او مركبات، وهل في العالم المثالي حيوة وعلم وارادة وقدرة وامثالها من صفات النفوس اولا، و هل في ذلك العالم تكليف وتعب وايمان وكفر واسلام وطاعة ومعصية اولا، وهل فيه جهة ومكان وزمان وهل الزمان موجود اولا، وعلى الاول حادث او قديم وعلى التقديرين ما حقيقته، وعلى الثاني كيف يصح الترتيب، وما الزمان الالهي، وهل الافلاك تسعة او زائدة عليها كما ذهب اليه بعض المحققين، وهل الصور الخيالية من عالم المثال ام لا وكذا الصور الجسمية۔ والمطلوب في جميع هذه المسائل ما حكم به الكشف والشهود والبرهان دون غيره۔

المسئلة الثانية المحتوية ايضا على مسائل كثيرة ايضا متناسبة۔ هل يثبت عند الكشف تجرد النفوس الانسانية اولا، وهي قديمة او حادثة او بعضها قديمة وبعضها حادثة، ومع قطع النظر من القدم والحدوث هل لها وجود قبل التعلق بالاجساد اولا، او لبعضها وجود ولبعضها لا، وهل ثبت عندهم وجود النفوس الفلكية والعقول، وهل يمكن ان يكون وراء النفوس والعقول مجردات اخر غير مدبرة ولا مؤثرة اولا، وهل يثبت الامتياز بين العقول والنفوس ذاتا وكذا بين النفوس الفلكية والانسانية اولا، وهل يمكن للنفس الانساني غلبة وقوة على النفوس الفلكية بحيث يدبر بدن الفلك على اي وجه شاء اولا، وهل ينتهي العقول على تقدير وجودها على عدد معين اولا، وهل ثبت عندهم ان الوجود زائد على الواجب او عينه، وعلى الاول كيف التخلص عن البراهين العقلية التي تدل على عينيته ولا يحتاج لكثرة شهرتها الى الذكر ههنا وهو قطعية على ما زعم المخالفون۔ والتعين الوجودي الذي ذهب اليه شيخنا وامامنا وقبلتنا قدس سره المراد منه اما الوجود العام او الوجود الخاص او مطلق الوجود، وعلى الاول لابد من ان يكون زائدا فحينئذ لا يتحقق الخلاف۔ فان ابن العربي واتباعه ايضا ذهبوا الى ان الصادر الاول هو الوجود العام بل نسبته العموم والانبساط۔ وعلى الثاني والثالث لا يحصل التعين الذي لم يكن في مرتبته السابقة فانه لم يزد على الذات شئ۔ اما على كون الوجود مطلق الوجود فظاهر فانه غير متعين، واما على كونه وجودا خاصا فانه وجود مع النسبة الى الذات المحض۔ والنسبة الغير الحقيقي او الاعتباري لا يوجب التعين الزائد، فان كان هذا التعين الوجودي غير زائد على الذات فيكاد ان يرتفع الخلاف من البين۔ فمعنى كونه متعينا بالوجود انه من حيث هو وجود، لكن ينبغي ان يكون الوجود وجودا محضا فان النسبة على انه هو لا يوجب الخصوصية الا ان يكون المراد بالتعين انه صار وجودا او صار موجودا او الوجود زائد۔ ولا

يخفى انه يوجب ان يكون الذات من حيث هو غير وجود - فيرد عليه البراهين
التي تدل على ان الواجب هو الوجود كان خاصا او عاما، ويرد ان يكون هذا التعين
زائدا، وقد سبق ان التعين الوجودي لا يمكن ان يكون زائدا - ثم على تقدير ان
يكون زائدا موجود في العلم او في الخارج او معدوم فان نفس الامر لا يخلو عن العلم
والخارج، وعلى الاول يلزم ان يكون صفة وليس كذالك فانه يقتضي وجودا آخر،
وعلى الثاني يلزم التكثر في مرتبة الوجوب ويمنعه البرهان العقلي - فان المراد
بالوجود هو المبدء ولا بد من ان يكون اول الاوائل مبدءً والا لم يوجد شيء -
فالحكم بان الوجود زائد يستلزم عينيته لانه على تقدير زيادته يكون له
مبدء، والا لكان واجبا بالذات وتعدد الواجب بالذات محال - ولو كان المبدء ذاتا
مع الوجود لكان المبدء اثنين، وكل اثنين ممكن - وهذا من البراهين القطعية
المشهورة التي مع عدم احتياجها الى الذكر قد جرى القلم بذكره - ومما يناسب
هذا المقام ان التعين الاول عبارة عن تعين ذاتي لا بد منه لكل موجود في كونه
موجودا، فان الشيء ما لم يتعين لم يتميز، ولا اقل من العدم وما لم يتميز لم يوجد
ومعنى اللاتعين عدم مزاحمة هذا التعين لتعينات أخر بل عدم انحصاره
فيه وعدم تقيده - فالتعين الاول للحقيقة الالهية هو الحقيقة الجامعة
لجميع الصفات اجمالا فعلية كانت او انفعالية - وانما قلنا اجمالا لانه عند
تفصيل الصفات يتحصل التعينات الغير المتناهية - وانما قلنا بالتعميم
لان المقيد بالصفات الفعلية رب وهو متميز عن العبد وبالعكس، وحقيقة
الواجب بعد التنزل عن تعينه الاول الذاتي تعينت بالربوبية فليست
الربوبية تعينه الاول الذاتي، وتعينه الاول الذاتي لا يبعد نسبته بالوجود
لكنه غير زائد كما تقرر - وما وقع في بعض عباراتهم ان التعين الاول هو
التعين العلمي الاجمالي لا يخالف ما ذكرنا، لانه ليس المراد به ان حقيقة
الواجب هي العلم فقط، ثم تنزل وصار صفات أخر، فانه في تلك المرتبة

كما هو عين العلم كذالك هو عين القدرة والارادة وغيرهما، او انه في نفسه
وراء حقيقة العلم ثم تنزل وصار حقيقة العلم، بل انهم عبروا عن تلك
الحقيقة الجامعة اجمالا لجميع الصفات بحقيقة العلم، لان الصفات لما كانت في
تلك المرتبة ثبوتا وان كان اندراجيا واندماجيا وثبوت التعدد ليس الا
في العلم، والعلم ايضا عين العالم وعين المعلوم على وجه الاحاطة، فان حقيقة
العلم من حيث هي عين كل معلوم جاز التعبير عنها بحقيقة العلم - واما الصفات
الأخر فان القدرة مثلا من حيث هي ليس عين القدرة ولا عين المقدور، فالعلم
الذي هو التعين الاول غير العلم الذي وقع التنزل به ثانيا في مرتبة التفصيل -
وفي هذه المرتبة تعينات كثيرة منها التعين العلمي من حيث يتميز من التعين
الارادي وغيرها - فالمقصود من هذا التطويل ان تمنوا على احقر المريدين بالتنبيه
على الصواب والخطاء في هذه المسائل - المسئلة الثالثة المتضمنة ايضا لمسائل
كثيرة معانقة - ما معنى اللطائف السبعة وهل التغاير بينها حقيقي او اعتباري
وهل لكل منها ذكر على حدة او لا - والتفصيل في هذا المقام يرجى من عنايتكم -
وهل يعرض على الكل الفناء والبقاء او لا، وما حقيقة فناء كل منها وهل الفناء
والبقاء يوجب اتصاف السالك بالصفات الوجوبية او لا، وهل الوصول الى حقيقة
التوحيد الذاتي التي هي معرفة ان الحقيقة الواحدة تمثلت وظهرت بكل معنى
وصورة علما وعينا على حسب اختلاف الشيون والاعتبارات المستكنة فيها يوجب
قوة التمثل بكل صورة بل الظهور بكل معنى، فظن احقر المريدين انه يوجب،
فان السالك اذا وصل الى هيولى الكل واصل الجميع صار هيولى واصلا لجميع الكائنات
لا بمعنى انه كان عبدا فصار ربا بل هو عبد الآن كما كان لكنه تخلص عن سجن
الوهم الباطل الحاكم بان العبد والرب حقيقتان مختلفتان وليس هنا الا حقيقة
واحدة هي رب باعتبار الصفات الفعلية وعبد باعتبار الصفات الانفعالية بل
بمعنى امر لا يخفى على ملازميكم، فلا بد من ان يظهر بصفاته الاصلية لا سيما

صِفَةِ الْخَلْقِ وَالتَّمَثُّلِ - وَلَمَّا كَانَ حَقِيْقَةُ الْخَلْقِ هِيَ التَّمَثُّلَ فَإِذَا وَصَلَ أَعْرَفُ
الْعَارِفِ إِلٰى حَقِيْقَةِ الْفَنَاءِ وَانْكَشَفَ عَلَيْهِ سِرُّ الْوَحْدَةِ حَصَلَ لَهٗ قُوَّةُ الْخَلْقِ فَيَخْلُقُ
مَا يَشَاءُ، وَلَيْسَ هٰذَا الْخَلْقُ إِلَّا بِأَنَّهٗ يَظْهَرُ بِأَيِّ صُوْرَةٍ شَاءَ - فَمِنْ أَمَارَاتِ الْوَاصِلِ إِلٰى
حَقِيْقَةِ التَّوْحِيْدِ الذَّاتِيِّ التَّمَثُّلُ وَالظُّهُوْرُ بِأَيِّ صُوْرَةٍ وَمَعْنًى شَاءَ - فَالْعَارِفُ
بِحَقِيْقَةِ الْأَمْرِ وَجَدَ أَنَا أَنَّهٗ يُمْكِنُ لَهٗ أَنْ يَّصِيْرَ أَرْضًا أَوْ مَاءً أَوْ هَوَاءً أَوْ نَارًا وَّيَصِيْرُ عَلٰى
صُوْرَةِ إِنْسَانٍ آخَرَ أَوْ حَيَوَانًا مِّنَ الْحَيَوَانَاتِ الْعُجْمِ أَوْ نَبَاتًا مِّنَ النَّبَاتَاتِ أَوْ جَمَادًا مِّنَ
الْجَمَادَاتِ وَيُمْكِنُ لَهٗ أَنْ يَّتَصَوَّرَ فِيْ آنٍ وَّاحِدٍ بِصُوَرٍ كَثِيْرَةٍ، بَلْ يُمْكِنُ لَهٗ أَنْ يَّصِيْرَ
مَلَكًا أَوْ فَلَكًا أَوْ كَوْكَبًا أَوْ مَعْنًى مِّنَ الْمَعَانِي الْقَائِمَةِ بِالْغَيْرِ - وَهٰذَا الْمَقَامُ بِكَمَالِهٖ
مَخْصُوْصٌ بِالْقُطْبِ الْمُحَمَّدِيِّ الَّذِيْ تَحَقَّقَ بِقُطْبِيَّةِ مَقَامِ التَّوْحِيْدِ الْأَعْلٰى - وَلَمَّا
كَانَ لِقُوَّةِ التَّمَثُّلِ اخْتِصَاصٌ بِمَقَامِ التَّوْحِيْدِ ذَكَرَهٗ أَحْقَرُ الْمُرِيْدِيْنَ عَلٰى ضَرْبٍ مِّنَ
التَّفْصِيْلِ - وَإِلَّا فَالْعَارِفُ مُتَّصِفٌ بِجَمِيْعِ الصِّفَاتِ الْوُجُوْبِيَّةِ سِوَى الْوُجُوْبِ وَ
الْقِدَمِ - وَالْغَرَضُ مِنْ هٰذَا الْبَيَانِ اسْتِكْشَافُ حَقِيْقَةِ الْأَمْرِ وَاسْتِعْلَامُ أَنَّ هٰذَا
الظَّنَّ يُطَابِقُ حَقِيْقَةَ الْأَمْرِ أَوْ لَا، وَهَلْ مَنْ وَّصَلَ إِلٰى مَقَامِ قُطْبِيَّةِ الْإِرْشَادِ يَلْزَمُ صُحْبَةَ
رِجَالِ الْغَيْبِ بِأَصْنَافِهِمْ وَصُحْبَةَ قُطْبِهِمُ الْمَعْرُوْفِ بِالْمَدَارِ وَالْخَضِرِ الْمُمِدِّ لَهٗ
وَالْوُقُوْفَ عَلٰى أَحْوَالِهِمْ تَفْصِيْلًا أَوْ لَا، وَهَلْ يَلْزَمُهُ الدُّخُوْلُ فِيْ طَبَقَاتِ الْأَفْلَاكِ
انْقِيَادًا أَوْ لَا، وَهَلْ يَلْزَمُهُ الْإِطِّلَاعُ عَلَى الرُّوْحَانِيَّاتِ السِّفْلِيَّةِ وَالْعُلْوِيَّةِ مِنَ الْجِنِّ
وَالْمَلَكِ وَتَسْخِيْرِهِمْ أَوْ لَا - خَاتِمَةٌ - گستاخی بسیار نمود و تصدیع از حد گذرانید لیکن از غایت
شوق پایں کلمات قلم در پیوست، تا صورتِ امکان داشتہ باشند ایں محروم را بجواب ہر مسئلہ مشرف
سازند - دریں فصول پیوستہ نگران مے باشند اگر چیزے بشنود کہ مستند بکشف بود یا برہان داشتہ باشد
کہ دیگر گنجائش سخن نماند، بخصوص کہ از حضرت قبلہ گاہی مسموع باشد چنانچہ در اوّل عریضہ نیز بعرض
اقدس رسانده - و آنچہ درباب تعین وجودی نوشتہ شدہ است آں را اصلاحے فرمایند و تفصیل و
تحقیق آں پردازند، بلکہ اگر وقت مساعدت نماید در عینیت و زیادتی صفات وجوبیہ نیز آنچہ
بمقتضاءِ وقت دست دہد مرقوم سازند، بلکہ در مسئلۂ وحدت وجود کہ بغایت دقیق است نیز

ہر چہ از نفی و اثبات یا توقف برحسبِ وقت بخاطرِ شریف برسد تحریر نمایند - و اعلام نمایند کہ در صدور
کثرت از وحدت دیگر طریق چیست - در ازل الآزال کہ کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهٗ شَيْءٌ ازاں خبر
مید ہد از عالم نام و نشانے نہ بود و صورِ علمیۂ عالم بود بلاریب آں صُور از کجا آمده بود، و مبدءِ صور چیست
و محلِ انتزاع او کدام، علم مجہول مطلق کہ بہ ہیچ وجہ او را ثبوت نبود، نہ اصلی نہ اندراجی چوں تعلق گیرد -
اہلِ حکمتِ رسمیہ گویند کہ اجسام را ہیولیٰ باید کہ حاملِ امکان بود در مجردات چوں احتیاج بہ ہیولےٰ
نبود ذوقِ سلیم و اشراقِ باطن حاکم است، بلکہ ہر ممکن را ہیولیٰ باید کہ حاملِ امکانِ او بود و آں ہیولےٰ
حقیقتِ احدیتِ امکانیہ است کہ قوسے ست از دائرۂ وحدت، و ایں قوس ہماں دائرہ است کہ از ازل
مرتبہ بایں مرتبہ رسیدہ است و وے نیز من حیث الذات دائرہ است پس ثابت شد کہ یک
حقیقت است کہ از جہتِ واجب است و از جہتِ دیگر حاملِ امکان است و ظہور آں حقیقت ازیں
جہت موجب تعدد وہمی ست و صورت دیگر از برائے ظہورِ کثرت متعقل نمی شود - و حکماء گفتہ اند کہ
معدوم موجود نشود و موجود معدوم نگردد و دریں دو مقدمہ دعواءِ بداہت کنند و الحق کہ ایں دو مقدمہ
بے ہیچ التباس و اشتباہے روشن میگردد -

فصل آنچہ در بالا نوشتہ کہ در جوابِ مسائل آنچہ بکشف و برہان ثابت شود بنویسند براں تقدیر
است کہ اخبارِ صحیحہ دراں ثابت نہ باشد، و اگر بخبرے صحیح کہ اعتمادِ رای شاں باشد چیزے ثابت
شود آں را تحریر نمایند کہ آں نیز حکم برہان دارد - ولیکن چوں میدانست کہ در اکثرے از مسائلِ سابقہ
چیزے یافتہ نمے شود از اخبار و نصوص کہ قاطع باشد قلم براں وجہ جاری گشت - ہنوز مسائل بسیار
است کہ تحقیق آنہا مرہون بالتفاتِ اصحابِ علم و معرفت است بوقت دیگر بعرض مے رساند -
بالفعل بہ ہمیں قدر اختصار نمود کہ با وجود آنکہ از آنچہ باید رسید و استکشاف نمودہ اند کے بر منصۂ ظہور آمده
بہ تطویل انجامیدہ است و باعثِ ملال گشتہ، ازیں بدعاءِ خیر اختتام مے نماید - حق سُبْحَانَهٗ
بکمال عنایتے کہ بر بندگانِ خود دارد ظلالِ عالیہ حضراتِ صاحبزادگان بر مفارقِ مخلصان و مریداں
ممدود دارد بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ وَآلِهِ الْأَمْجَادِ - وَالسَّلَامُ

مکتوب ۳۰ سیم - بنام حضرت خواجہ عَبْدُ اللّٰهِ معروف بخواجۂ خورد - در جواب
اسولۂ کہ خواجۂ خورد حلِ آں خواستہ بود -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِلَوَامِعِ الْمُشَاهَدَاتِ وَزَیَّنَ صُدُوْرَهُمْ بِلَوَائِحِ الْمُکَاشَفَاتِ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِمْ مَدَارِجَ قُرْبِهٖ فَخَصَّ مَنْ شَاءَ بِصِرْفِ الْاِیْقَانِ، وَاجْتَبٰی اَخْلَصَ عِبَادِهٖ بِکَرَامَةٍ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ بِالْعِنَایَةِ وَالْاِحْسَانِ، فَخَلَصُوْا عَنْ مَضَائِقِ الْقُیُوْدِ مَا هَجَرَ اِلٰی حَضْرَةِ الْاِطْلَاقِ، وَمَرُّوْا کِرَامًا عَمَّا یُخَیَّلُ اِلَیْهِمْ فِیْ مَرَایَا الْاَنْفُسِ وَالْاٰفَاقِ، قَائِلِیْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ط وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ - وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ شَفِیْعًا لِّلْمُذْنِبِیْنَ الْمِرْاٰتِ الْاَتَمِّ الَّذِیْ ظَهَرَ فِیْهَا الذَّاتُ بِجَمِیْعِ الشُّیُوْنِ وَالصِّفَاتِ مَجْمَعًا لِّلْحَقَائِقِ الْکَوْنِیَّةِ وَالْاِلٰهِیَّةِ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِیْنَ هُمْ خُلَّصُ عِبَادِ اللّٰهِ وَخُصَّصُ اَوْلِیَائِهٖ وَسَادَةُ خَلْقِهٖ وَزُبْدَةُ اَصْفِیَائِهٖ - اَمَّا بَعْدُ ذرهٔ خاکسار بے اعتبار محمد سعید بصد عجز وانکسار معروض صاحبزاده برجاده اَدَامَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بَرَکَاتِهٖ عَلٰی رُؤُسِ الطَّالِبِیْنَ وَالْمُرِیْدِیْنَ، مے گرداند مدتے ست که عنایت نامهٔ نامی ازاں حضرت بایں احقر رسیده بود، چوں مشتمل بر اسولهٔ غامضه و دقائقِ معضله بود از مطالعهٔ آں خطها فرا میگرفت هر چند مے خواست که باندازهٔ فهمِ قاصر خود در جواب سطرے چند تحریر نماید، اما چوں نظر بر قلت بضاعت و بے مناسبتی باں مطالبِ عُلیا میکرد دستِ اراده ازاں تمنا کوتاه مے ساخت - و چوں بے حاصلانِ عمرِ ضائع کرده را به از شیون حرمان و ماتم هجران خود داشتن چیزے نیست همواره وقت را بگریهٔ جانکاه ایں شیون مصروف میداشت و خوش نمے آمد که یک لحظه ازیں الم فارغ باشد وازیں حزن غافل - کنّاس خسیس را که بخبث ذاتی و دناءتِ جبلّی متسم است و فقر و نیستی و روسیاهی دائمی با کمال عجز و نامرادی لازمهٔ وقت او، در حضرتِ جلال غنی علی الاطلاق که بکمال تقدس و اقتدار موصوف است جز آنکه خود را پروانه وار در حریم محترم کبریائی او بسوزد و خاکستر خود را بباد دهد و نام و نشان که جز ننگ و عار نیست بگذارد دیگر چه کار کند که نام معرفت دراں حضرتِ معلّٰی جز لاف و حرف وصل ازاں سلطانِ اعلٰی جز گزاف نیست، امّا چوں مکرر مبالغه ازاں عالیحضرت رفت ویں مسکین آواره را از خاک مذلت برداشته قابل ایں جرءت ساخت، ناچار اِطَاعَةً لِّلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

وَاُوْلِی الْاَمْرِ فقرهٔ چند نامربوط در حیز تحریر آورده متاعِ کاسد خود را در بازارِ صرّافانِ دقائق بیں عرض کرد تا بر عیوبِ مکنونه اطلاع یابد - اکثر اسوله که در ضمنِ مسئلهٔ اوّل مندرج است از مسائلِ علمِ طبعی ست که اختلافِ متکلمین و حکماء دراں معروف است و ادلهٔ جانبین مشهور و اکثر معلول و ناتمام که تفصیلِ آں جز تطویل نیست - چوں اغراض شرعیه به تنقیح آں مربوط نیست اکثر عرفاء و علماء صرف همت را در تهذیب آں جز اشتغال بما لایعنی نه شمرده اند بلکه فقهاء کبار مبالغه در منع آں فرموده اند کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْمُتَتَبِّعِ - بدیهی ست که شرفِ علم بشرافتِ معلوم است و شرافتِ معلوم بحسب ذات است یا باندازهٔ کمالاتے که منتسب بذات است - شک نیست که ممکن ازیں هر دو خالی ست زیرا که ذات او عدم است منشاءِ هر نقص و شرارت و کمالاتے که بداں انتساب دارد جز مستفاد و مستعار نه فقر دائمی نصیب وقت اوست و فاقهٔ ابدی نقد حالش - ازیں بیش نیست برائے تفکر در کمالاتِ واجبی و جز ایں مرصفاتِ الٰهی را نه - بآلات واماندن و وسائط در آویختن از انصاف دور است، حکیم علی الاطلاق فرموده وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ و نفرمود یَتَفَکَّرُوْنَ فِی السَّمٰوٰتِ، زیرا که در ممکن دو وجه است

۱- وجه ذاتی او که فقر و نیستی لازمهٔ اوست و توجه باں احکام و آثار موهومهٔ آں توجه به لاشئے محض است و عدم صرف - خداوندِ بصیرتِ صادقه هرگز بمتخیلات که بازیچهٔ اطفال است گول نخواهد شد و گوشهٔ چشم را بعاریت بداں نخواهد داد -

۲- وجهے ست که بواجب دارد و انتسابے ست بحضرت وجود که لاشئے محض است و عدم صرف، باں وجه برپاست و بداں انتساب شئے ست، تفکر در احکامِ آں وجه نمودن و تعمق در دقائقِ آں کردن کارِ راسخاں است - هر چند در عرصهٔ وجود و نمود جز حضرت موجود و شیون منزههٔ او نیست و متعلق هر علم و مشار همه اشارت و متعقل در هر لباس و کیفیت جز کمالاتِ حقیقیه و شیوناتِ ذاتیه نیست هر که بهر وجه از وجه در آویزد و بهر وجه رو آرد با و تعالٰی رو آورده است، زیرا که آنچه عدمِ محض و لاشئے صرف است شایانِ هیچ کدام ازاں نیست، امّا تفاوت اقدامِ خیال را جائیگاه هست و مراتب همم را درجات مختلف، اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ مَعَالِیَ الْهِمَمِ -

تنبیه - آنچه مکشوفِ اهلِ ذوق است آں است که وجود وَمَا یَتْبَعُهٗ مِنَ الْخَوَاصِّ خاصهٔ

حضرت واجب است ممکن را موجود گفتن جز بر سبیل تشبیه و تنظیر نیست، کمال اقتداری در علی الاطلاق است که نیست را هست کرده است و لاشیٔ را محکومِ احکامِ صادقه ساخته۔ پس در نظرِ دُور بیناں عالم فی ذاته جز عدم صرف نخواهد بود و ایں کارخانهٔ ابدی بیش نه۔ پس جوہریت و عرضیت و ترکیب و بساطت و غیرہا من الاحکام را حقیقةً چه گنجائے که وجود متاصّل را خواہاں است و امثال تعبیر است در تقرر، عالم جز وجود ظلی نیست که ہیچ عاقل را دراں ازیں شقوق محتمل نیست و بر سبیل تنزل و عرضیت آں قائل شدن اولےٰ ست که عکوس اسماءِ الٰہیه را که در مرایاءِ عدم منعکس است به ازاں عبارتے نیست۔ تمام عالم را که تصفح نموده مے آید بوئے از جوہریت و قیام بذاته دراں نمے ماند و بہره از ذات نه۔ از کجا دانش بود که فی ذاته لاشیٔ است، و آنچه نمودے دراں یافته عکوس اسماءِ الٰہی است، فَاَیْنَ التَّرْکِیْبُ وَالْبَسَاطَةُ وَاَیْنَ الْهَیُوْلٰی وَالصُّوْرَةُ وَاَیْنَ الْمِقْدَارُ الْجَوْهَرِیُّ وَالْعَرَضِیُّ۔ دیگر چوں مدارِ ادیانِ حقّه بر خرق و التیام سموات است چه احتیاج که ایں حقیر دراں باب قلم کشاید۔ و آنکه تشکیک فلاسفه در استحالهٔ آں نموده اند بر تقدیر جریان آں در غیر محدّد بغایت معلول و ناتمام است که مدار آں بر امتناع حرکت مستقیمه است در محدّد که غیر مسلّم است و دلیل آں بس فاسد۔ با ایں چنیں مخیلاتِ باطله ابطال طور نبوت که مرکز دائرهٔ حق الیقین است نمے تواں کرد۔ اَعَاذَنَا اللهُ سُبْحَانَهٗ مِنْ خُرَافَاتِ الْفَلَاسِفَةِ خَذَلَهُمُ اللهُ سُبْحَانَهٗ۔ و آنچه استفسار رفته در عالم مثال از قسمِ حیات و سائرِ صفاتِ نفسانیه ہست یا نه و تکلیف و لوازم آں کائن است آنچه از حضرت قطب الاقطاب قَدَّسَنَا اللهُ سُبْحَانَهٗ بِسِرِّهٖ استفاده یافته آں است که ہمه آنہا ثابت است۔ و در اوائل شمهٔ از عالم مثال بایں احقر نموده بودند و از مرآتیت آں ہویدا کرده، عالمے ست بآنچناں وسعت که ایں عالم پیش او ہیچ نیست، و در خلقتِ اجناسِ مختلفه مناسب ایں عالم شہرہاءِ طویل و عریض و منبسط بنظرمی در آمدند و مساکن مثل آں و تقلب سکان و تعیش مشابهٔ ایں جہاں۔ دیگر آنچه از ظواہر نصوص مستفاد است جسمیتِ عرش و کرسی ست، بے معارض صحیح عدول ازاں معنی ندارد خاصةً که موافقِ کشفِ اہلِ معرفت باشد۔ لیکن در تفرقه میانِ عرش و کرسی و اتحاد ہر دو اختلاف معروف است و ظاہر اَتغایر است وَاللهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ۔ و آنچه مقرر اہلِ سنّت است شَکَرَ اللهُ سَعْیَهُمْ آں است که لَا یَجْرِیْ عَلَیْهِ تَعَالٰی زَمَانٌ، وَهُوَ الْمُؤَیَّدُ بِالْکَشْفِ

الصَّرِیْحِ وَالدَّلَائِلِ الْحَقَّةِ۔ و آنچه بعض از صوفیه زمانِ لطیف اثبات دراں حضرت نموده اند و تشبث به بعض شواہد کرده در رساله زمانیه و مکانیه بنظر شریف در آمده باشد۔ و چوں باجماع اہل ملّت حدوث عالم ثابت شده وَهُوَ الْحَقُّ الثَّابِتُ الَّذِیْ لَا یَحُوْمُ حَوْلَهٗ شُبْهَةٌ تردید در حدوث و قدم زمان معنی ندارد و سخنِ مخالفانِ دین لَعَنَهُمُ اللهُ سُبْحَانَهٗ شبهه آور در یں قسم مطالب حقّه نمے شود۔ و صور جنانی و جحیمی ہمه در عالمِ شہادت موجود است، شہادتے که تقرر آں نسبت به تقرر ایں عالم اقویٰ است۔ در یں باب شبه نمودن از قوانینِ شریعتِ غراء دُور است۔ و آنچه در باب تجرد نفوس استفسار رفته است چوں به یقین چیزے نه پیوسته جرءت نمیتواں کرد، و متبادر از عبارات حضرت قطب الاقطاب قُدِّسَ سِرُّهٗ ہمیں تجرد است۔ و فقیر در یں باب از عالی حضرت استفسار نموده بود لہٰ تجرد اشعار فرمودند و گفتند نه بطریقے که حکماء بیان نموده اند، باز گنجائش تفصیل نه شد، و چوں بر مخیل خود اعتماد ندارد بنا براں اختصار بر ہمیں قدر افتاد۔ و نیز استفسار نموده بودند هَلْ هِیَ قَدِیْمَةٌ اَوْ حَادِثَةٌ، قُلْتُ حَادِثَةٌ بِحُدُوْثٍ یَسْبِقُهَا عَدَمٌ بِلَا شُبْهَةٍ وَّلَا مِرْیَةٍ، وَاِنْکَارُهٗ کَادَ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا، اَعَاذَنَا اللهُ سُبْحَانَهٗ عَنِ الشَّکِّ فِیْ اَوَّلِیَّاتِ الدِّیْنِ وَمُعَارَضَةِ الْوَهْمِ بِصِرْفِ الْیَقِیْنِ۔ ظاہر است که استفسار آں حضرت برائے دفع شبهٔ مخالفان خواہد بود، وَاِلَّا مقتبسانِ انوارِ ہدایت شما بمراحل ازیں ظلمات دُور اند و در حفظ عنایت محفوظ و مسرور۔ و چوں مؤثر جز یک ذات احد جَلَّ سُلْطَانُهٗ نیست و عقول و نفوس با مدبّرات خود جز محکوم و مجبور نه، و تلبّس آنہا با بدان از اجرام جز به حکم الٰہی جَلَّ شَانُهٗ نه، و جبری عادت بے تعلل بغرض و غایت و بے قضیّهٔ ایجاب نیست، امکان دارد که مجردات عَلٰی تَقْدِیْرِ ثُبُوْتِهَا وراءِ عقول و نفوس دیگر ہم باشند و مدبر بدن انسان مدبر جرم فلک شوند، عَلٰی تَقْدِیْرِ شَرَفِ کَوْنِ اَجْرَامِ الْفَلَکِیَّةِ ذَوَاتَ عُقُوْلٍ وَّنُفُوْسٍ عَلٰی مَا زَعَمَتِ الْفَلَاسِفَةُ مَعَ بَیَانِ تَمَامِ دَلَائِلِهَا وَعَلٰی تَقْدِیْرِ ثُبُوْتِهٖ اَیْضًا، اِذِ الصَّانِعُ تَعَالٰی قَادِرٌ عَلٰی اِعْطَاءِ الْحَیَاتِ لِلْجَمَادَاتِ کَطُوْرِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اگرچه در نظر اولی الابصار ہیچ ذره از ذرات کائنات از ظلال کمالات خالی نیست و بمقتضاءِ اَلْکُلُّ فِی الْکُلِّ ہمه متضمن حیات وَمَا یُبْقِیْهَا است، وَالتَّفَاوُتُ فِیْهَا مِنْ حَیْثُ التَّفَاوُتِ فِی الظُّهُوْرِ مِنْ حَیْثُ اخْتِلَافِ اَحْکَامِ الْمِرْاٰتِ، بقدرِ آئینه حُسن تو می نماید رُو، و اطلاق

اسمِ الجمادِ باعتبارِ الظاهرِ وقلّةِ ظهورِ آثارِ الحيوةِ فيهِ كما نطقت بذالك نصوصُ الكتابِ المجيدِ وظواهرُ الأخبارِ الصحيحةِ۔ قولُه سلّمه الله وهل ثبت انّ عندهم الوجود زائدٌ على الواجبِ تعالى او عينُه وعلى الاوّلِ فكيف التخلّصُ عنِ البراهينِ القطعيّةِ التى تدلُّ على عينيّتِهٖ الخ، قلتُ وباللهِ العصمةُ والتوفيقُ، انّ التحقيقَ الذى عليهِ امامُنا وقبلتُنا انّ ذاتَ الواجبِ يتفرّعُ عليهِ ما يتفرّعُ على صفةِ الوجودِ، فهو موجودٌ بذاتِهٖ لا بوجودٍ زائدًا كان او عينًا فلا مجالَ لصفةِ الوجودِ فى تلك الحضرةِ المقدّسةِ المعرّاةِ عن جميعِ النسبِ والاعتباراتِ المطلقةِ عن قيدِ التعريةِ والاطلاقاتِ ولامعنى للترديدِ فكيف يكونُ حقيقتُه المتعاليةُ الوجودَ وهى مجهولةٌ فظاهرٌ على ما تقرّرَ عندهم وهذا يقتضى العلمَ بكنههٖ۔ لانّا نقولُ الوجودُ امّا كنهُ حقيقتِهٖ تعالى او لا، فان كان الاوّلُ فهو المدّعى۔ وان كان الثانى فصدقُ الوجودِ امّا صدقٌ ذاتىٌّ او عرضىٌّ، وعلى الاوّلِ امّا ان يكونَ جزئىَّ حقيقتِهٖ ولا سبيلَ الى الاوّلِ لاستحالةِ التركيبِ فى ذاتِ البسيطِ ولا الى الثانى لما انّه عينُ مدّعى الخصمِ، فتعيّنَ انّه صدقٌ عرضىٌّ كالضاحكِ على الانسانِ وهو ايضًا باطلٌ لما انّه يستلزمُ كونَ حقيقتِهٖ غيرَ الوجودِ اذ هو يقتضى تصوّرَ الماهيّةِ خاليةً عنِ الوجودِ وهو خلافُ مقرّرِهم۔ وايضًا يحتاجُ فى العروضِ الى العلّةِ وهى امّا الذاتُ او غيرُها۔ فثبتَ انّ حقيقةَ الواجبِ تعالى وراءَ الوجودِ كما انّ حقيقةَ الواجبِ وراءَ الحيوةِ والعلمِ، فكما انّ اتّصافَه تعالى انّما يعتبرُ فى مراتبِ التنزّلاتِ كذلك الوجودُ انّما يعتبرُ الاتّصافُ بهٖ فى مرتبةِ التعيّنِ، وهو من حيثُ هو معرّى عن جميعِ الاعتباراتِ التى من جملتِها صفةُ الوجودِ ومن حيثُ اطلاقِهٖ ليس بموجودٍ ولا لاموجودٍ لا بمعنى انّه مسلوبٌ عنِ الوجودِ والعدمِ حتّى يلزمَ ارتفاعُ النقيضينِ فانّ السلبَ ايضًا منَ الاعتباراتِ۔ يعينُ على ذلك ما ذكرَ بعضُ الافاضلِ فى شرحِ المواقفِ بعدَ ما حقّقَ مرامَه وتعقّلَ ما ذكرَه متّشيرًا لمن تعقّلَ الماهيّةَ معرّاةً عنِ الوجودِ والعدمِ، اى لا يلاحظُها معًا الّا على وجهِ العينيّةِ

ولا على وجهِ الجزئيّةِ والعروضِ۔ ثمّ قال واعلم انّ الجوابَ المذكورَ يختصُّ بالممكناتِ ولا يقالُ فى الواجبِ انّ ماهيّتَه من حيثُ هى هى لا موجودةٌ ولا معدومةٌ۔ كذا نقلَ عن بعضِ الافاضلِ وضعفُه لا يخفى على المتأمّلِ۔ انتهى۔ وامّا افادةُ بعضِ المحقّقينَ فى حواشى التجريدِ حيثُ قال ان قلتَ الجسمُ فى الخارجِ ابيضُ فكيف يكونُ فى الخارجِ لا ابيضَ ولا لا ابيضَ۔ قلتُ هو فى الخارجِ ابيضُ بعدَ تحقّقِ البياضِ فيهِ ولكنّه فى مرتبةِ وجودِهِ السابقِ على البياضِ لا ابيضُ ولا لا ابيضُ، وليس ذالك ارتفاعُ النقيضينِ المستحيلِ لانّ المستحيلَ ارتفاعُهما بحسبِ نفسِ الامرِ مطلقًا لا بحسبِ مرتبةٍ منَ المراتبِ فانّ الامورَ التى ليس بينَها علاقةُ التقدّمِ والتأخّرِ والمعيّةِ ليس لبعضِها فى مرتبةِ الاخرى وجودٌ ولا عدمٌ۔ وفقهُ المقامِ انّ حقيقةَ الاطلاقِ عنِ العارضِ انّما يثبتُ فى مرتبةٍ سابقةٍ على مرتبةِ اتّصافِها بالاوصافِ الخارجيّةِ۔ فعند كُمّلِ اهلِ الذوقِ كما انّ مرتبةَ ذاتِ الواجبِ تعالى سابقةٌ على مرتبةِ اتّصافِها بالعوارضِ الخارجيّةِ كذلك سابقةٌ على مرتبةِ اتّصافِها بالوجودِ۔ واليهِ اشارَ الشيخُ المحقّقُ علاءُ الدولةِ السمنانىُّ حيثُ قال فوقَ عالمِ الوجودِ عالمُ الملكِ الودودِ۔ فالواجبُ تعالى على هذا بذاتِهٖ مستغنٍ عن صفةِ الوجودِ ولا يحتاجُ الى الاتّصافِ بها، بل كلُّ ما يتفرّعُ على تلك الصفةِ فهو متفرّعٌ على ذاتِهٖ وكذا كلُّ ما يتفرّعُ على سائرِ الصفاتِ فذاتُه كافيةٌ فيهِ فهو مبدءٌ للوجودِ وما يتبعُه وانّما صارَ جميلًا وكذا سائرُ الصفاتِ لانتسابِها الى حضرتِهِ المقدّسةِ، وهو الجميلُ بذاتِهٖ وما سواه انّما حسنَ بهٖ۔ ثمّ انّ اوّلَ حكمٍ انتزعَ واوّلَ تعيّنٍ اعتبرَ هو الوجودُ لكونِهٖ اصلًا للصفاتِ لولاه لما يعقلُ شىءٌ ثمّ الحيوةُ ثمّ العلمُ۔ فالواجبُ مع غنائِهٖ واستكمالِهٖ بذاتِهٖ فى المراتبِ المتنزّلةِ متّصفٌ بتلك الصفاتِ وهى زائدةٌ عليهِ ولا يلزمُ استكمالُه بالغيرِ ولا احتياجُه اليهِ لما تقدّمَ من كمالِهٖ بذاتِهٖ۔ وصورةُ الاحتياجِ فى عارضٍ محمولٍ الى ما هو صفةٌ لهٗ محتاجةٌ اليهِ لا يقدحُ فى كمالِهٖ۔ قال بعضُ المحقّقينَ

في حواشي شرح التجريد لا يستلزم استغناءها في كونها وجوداً استغناءها عن أمر يعرضها - فإن قلت ما قررت في بيان مذهب شيخنا وإمامنا هو بعينه تحقيق ما ذهب إليه الحكماء، فإن مرادهم ليس أن الوجود شيء هو مبدأ للآثار الخارجية وهو اتحد مع ذلك بالباري تعالى واختلف مع ماهيات الممكنات، فإنه سفسطة لأن المتغيرين لا يتحدان - يظهر ذلك بما قالوا في تحقيق أن تعرض الحرارة قائم بذاتها فيظهر عنها الآثار المطلوبة منها فيكون حرارة وحاراً، إذ لا يعني بالحرارة إلا الذات التي تصدر عنها تلك الآثار، بخلاف الحرارة القائمة بغيرها فإن وجودها إنما هو لغيرها فيكون ناعتاً له فيصير الغير حاراً - وكذا لو فرضنا الضوء قائماً بذاته كان الضوئية لنفسه لا لغيره فيكون ضوءً ومضيئاً لا لضوء يعرضه، بخلاف الضوء القائم لغيره فإنه موجود لغيره ويكون الغير مضيئاً به - قلت لا مناقشة لنا معهم في أن الممكنات كونها في الأعيان وترتب الآثار الخارجية عليها إنما هو بجهة اتصافها بالوجود بخلاف ذات الواجب تعالى فإن ذلك لذاته لا لأجل الاتصاف المذكور لاستلزامه المحال - فليكن تنازعهم في أن مبدئية آثار الخارجية منحصرة في الوجود، ففي الواجب من حيث كونه عين ذاته وفي الممكن من حيث العروض فالاتصاف فذات الواجب عندهم وجود بحت، وأن للمطلق أفراداً مختلفة منها ذات الباري تعالى وذلك الفرد موجود قائم بذاته معروض لا عارض وسائر أفراده عوارض لماهيات الممكنات - والدلائل على ذلك ما قاله ابن سينا في الشفاء كل ما له ماهية إنية فهو معلول وسائر الأشياء غير الواجب فلها ماهيات تلك هي التي بأنفسها ممكن الوجود وإنما يعرض لها وجود من خارج - فالأول ماهية له غير الإنية وذوات الماهيات يفيض منه عليها الوجود، فهو مجرد الوجود بشرط سلب العدم وسائر الأوصاف منه، ثم سائر الأشياء التي لها ماهيات فإنها ممكنة توجد به - وليس معنى قولي أنه مجرد الوجود بشرط سلب سائر الزوائد عنه أنه الوجود المطلق المشترك فيه،

إن كان وجوداً هذه صفته فإن ذلك ليس الوجود بشرط السلب بل الوجود لا بشرط الإيجاب، أعني في الأول أنه الوجود مع شرط لا زيادة وهذا هو الوجود لا بشرط الزيادة - وقال الطوسي في شرح الإشارات كل ما لا مدخل للوجود في مفهوم ذاته بأن يكون جزء ماهية أو تمام ماهية فالوجود غير مقوم له بل هو عارض له، ولا يجوز أن يكون معلولاً لذاته على ما بان في قولنا الوجود لا يكون بسلب الماهية فإذن وجوده من غيره - والمقصد أن الوجود الذي هو داخل في مفهوم ذات واجب الوجود تعالى ليس الوجود المشترك الذي لا يوجد إلا في العقل بل الوجود الخاص الذي هو مبدأ لجميع الموجودات إذ ليس له جزء فهو نفس ذاته وهو المراد من قولهم هي إنية - قال المحقق الدواني يلوح من تصريحاتهم وتلويحاتهم أن حقيقة الواجب عندهم هو الوجود البحت القائم بذاته المعرى في ذاته عن جميع الشيون والاعتبارات الغريبة وهو إذا موجود بذاته فتشخص بذاته، أعني بذلك مصداق الحمل في جميع صفاته هويته البسيط - انتهى - وبهذا يظهر ضعف ما ذكر بعض الأفاضل في حواشي شرح المواقف من أن مراد الفلاسفة بالعينية هو المترتب على ذاته المقدسة ما يترتب على الوجود لا كونه فرداً من مطلق الوجود، فإن ذلك على سبيل التشبيه ليس بمرضي فإنه صلح لا عن تراضي الخصمين - ولا يخفى على ذي نكتة أن الواجب تعالى كما هو موجود بذاته كذلك هو عالم بذاته حي بذاته قادر مريد بذاته - فليس القول بكونه فرداً خاصاً من مطلق الوجود مع استتباعه المفاسد على ما سيجيء إن شاء الله تعالى أولى من كونه فرداً خاصاً من مطلق الحيوة والقدرة والإرادة - فكما يقال إنه وجود بحت تعالى يقال إنه حيوة بحت إرادة بحت - وليس كذلك عندهم لما عرفت من تحقيق مذهبهم أنه وجود مع سلب سائر الصفات عنه فالفرق بين الوجود وسائر الصفات مع كون مصداق الحمل في جميعها هوية البسيط تحكم - ألا ترى أن العلم الحضوري عين العالم ولم يقل أحد أن حقيقة

زيد علم حضوري وان العلم مقول بالتشكيك فرد منه زيد مثلا قائم بذاته معروض لا عارض، وفرد منه عارض وهو الحصولي القائم به. ولا يلزم من الاتحاد بين الشيئين ان يكون حقيقته هو. وكم من فرق بين الاتحادات. فاتحاد الشيء بالذات واتحاد بين بالعرضي الذي هو لازم بين وعرضي هو لازم غير بين. فاتحاد الانسان بالحيوان الناطق الذي به هو هو واتحاد الضاحك بالقوة ثم بالضاحك بالفعل. وغاية ما يفسد استدلالكم ان الوجود الذي به يوجد الواجب لا يمكن ان يكون زائدا عليه ولا يلزم فيه ان يكون حقيقة الواجب الوجود البحت. قال بعض الفضلاء في حواشي المواقف حكاية عن بعض المحققين ان مطلق الوجود بديهي التصور كما اعترفوا به واوردوا للتوجيه وجوها فلا يخفى مفهومه على عاقل. و كل من يلاحظ هذا المفهوم يعلم بداهة انه لا يصدق على شيء قائم بنفسه بان يحمل عليه مواطاة اذ هو التحقق والكون. وهذا يقتضي ان يكون قائما بشيء ولا يعقل قيامه بنفسه، فكيف يقال ان ذات الصانع فرد من هذا المفهوم. واما ادعاء كون الادلة عينية الوجود بالمعنى الذي تقدم ذكره قطعية فمحل نظر، لان عدم احتياج ذات الواجب تعالى الى امر زائد لا يقتضي عينيته ولا كونه فردا من مطلقه لما مر. مع انها غير قائمة في نفسها، اذ العمدة فيه انه لو قام الاحتياج فكان ممكنا معلولا لا الواجب فيتقدم على الوجود بالوجود فيلزم الاتصاف به قبله والموجودية مراد اما بالدور او بالتسلسل وغير ذالك. قلنا بعد تسليم الاستلزام الزيادة قائم اذ يجوز ان يكون معنى الوجود ما له نسبة الى الوجود كالحداد على ما قال اهل حكمة الاشراق، فمنع الكبرى اذ علة الاحتياج الحدوث كما قالوا ويدفع بالحوالة الى البداهة وقالوا مخصوص بصفات الواجب تعالى على ما حقق لا يقال كيف يجوز التخصيص بالعقليات لما تبين من ان نقيض المتساويين متساويان الا في الصور الشاملة وكل جسم متمكن الا المحيط وهو اكثر من ان يحصى على ما قرر. واما قوله فكان ممكنا، قلنا ان اراد امكان المجهول كالوجود ههنا فلا نسلم، لتصريحهم

باستحالة الاعتباريات وان اريد امكان ثبوته للموصوف، معناه لم لا يجوز ان يكون الوجود المحتاج في نفسه الى الواجب الثبوت له. ولذا لم يحتج الواجب في الوجود وما يتبعه الى علة. كذا افاده بعض الافاضل. وتلخيصه ان يجوز ان يكون الشيء واجبا لذاته ويكون واجب الثبوت لغيره فلا يحتاج الى علة مرجحة لاحد الجانبين المتساويين، فعليكم اقامة البرهان على استحالته حتى نشتغل بجوابه. كيف ووجود الاين ليس بواجب في ذاته وثبوت التاثر له يحتاج الى مؤثر، وجميع مقتضيات الذات كذالك كالزوجية للاربعة. وان سلمناه فلا نسلم تقدم العلة بالوجود على المعلول مسندا بالعلة الغائية واجزاء الماهية. ودعوى البداهة في محل النزاع غير مسموع وان سلم ذالك في المقيد لوجود ذاته وانما ذالك اذا افاد غيره وهو بين بل لا يطلب ذالك وجوده في نفسه فضلا عن التقدم. وكل ذالك انما هو في الافادة على الغير فلا يبطل الاستدلال عن الاثر على مؤثر. ونقول بطريق النقض لو صح دليلكم لزم وجود الوجود وهو محال، وما يستلزم المحال كان محالا. اما الكبرى فظاهر واما الصغرى فلما تقرر من كونه من المعقولات الثانية. وندفع بانه في مطلق الوجود لا بالوجود الخاص. واعترض عليه بانه اذا كان فرد خاص منه موجودا لصدق ان يقال يحاذيه امر في الخارج والشرط المذكور غير مسلم، على انه لا معنى لكون المطلق معقولا ثانيا اذ الكلي الطبعي المنطقي لا وجود له فلا وجه لتخصيص الوجود فليتأمل. وايضا نقول بطريق النقض لو كان صح لكان الواجب وجودا لا موجودا، اذ من البين استحالة اتصاف الشيء بنفسه حقيقة لما فيه من تحصيل الحاصل. ويمكن دفعه بان معنى الوجود لموجود ما يقال بالفارسية هست اعم من ان يكون الوجود عينه او زائدا عليه وليس معنى الوجود ما اتصف به، وهذا الاطلاق اما حقيقة او مجاز مستعمل. وحقق ابو نصر وابو علي بانه بطريق المجاز. ولا يفرد بطريق المعارضة ما اورده المتكلمون في زيادة الوجود فليتذكر مع ما اورد عليه يكتفي به عنه. وسياتي ما يتعلق بهذا

مرتبة الذات - على أن عدم استلزام الغير الاعتباري قسم والتعين لا يستلزم الغيرية مطلقا عند أهل المعقول أيضا - فظهر مما ذكر في تحقق مرتبة ذات الشيء ثم اعتباره بالعوارض المحمولة، وقد مر منه شيء - ألا ترى أن الماهية لا بشرط شيء مطلقة وقد تعين بشرط شيء مع أنه لم يزد شيء إلا في الاعتبار وإلا فهما متحدان ذاتا ووجودا - قوله إلا أن يكون المراد بالتعين أنه صار وجودا أو موجودا أو الوجود زائد ولا يخفى أنه يوجب أن يكون الذات غير وجود، فيرد عليه البراهين الدالة على عينية الوجود خاصا كان أو عاما - ولا يخفى أن هذا الشق من الترديد بين البطلان، تعالى الله أن يتغير في ذاته وفي صفاته فلا حاجة إلى إيراد البراهين القطعية على ما زعم الفلاسفة خذلهم الله - وأيضا قد سبق في تحقيق مذهبهم أن الوجود الخاص عين الواجب العام حتى قال ابن سينا وغيره أنه بشرط لا شيء - قوله ويرد أن يكون هذا التعين زائدا وقد سبق أنه لا يمكن أن يكون زائدا - قلنا الكلام في الوجود الخاص ولم يثبت منه شيء - وما سبق فهو مع كونه غير تام فيما كان عاما أو مطلقا - قوله ثم على تقدير زيادته موجود في العلم أو في الخارج أو معدوم - فإن نفس الأمر لا يخلو عن العلم والخارج - قلنا يجوز أن يكون لتقرر عام من الوجود الخارجي على ما ذهب إليه المعتزلة - وما ذكر من الأدلة في الرد عليهم لم يستقم شيء منها على ما لا يخفى - وقد صرح المحقق الدواني في أعيان الممكنات بمثله واستشهد بقول المعتزلة - ألا ترى أنهم صرحوا بأن الأمور الخارجية إن كان ظرفا لوجودها فهي من الموجودات الخارجية، وإن كان ظرفا لنفسها، فهي أمور خارجية - وقال في مطالع خصوص الكلم اعلم أن الوجود من حيث هو غير الوجود الذهني والخارجي إذ كل منهما نوع من أنواعه، فهو من حيث هو هو أي لا بشرط شيء لا كلي ولا جزئي ولا عام ولا خاص وليس بجوهر إذ هو موجود في الخارج لا في موضوع - قوله وعلى الأول يلزم أن يكون صفة وليس كذلك فإنه يقتضي وجودا آخر - قلنا ممنوع، فإن ذلك فيما سوى الوجود على ما

حققوا وإلا لم يوجد ممكن أصلا لتسلسل الوجودات - قوله على الثاني يلزم التكثر في مرتبة الوجود ويمنعه البرهان العقلي - قلنا إنما يثبت ذلك لو قلنا بقيامه بذاته بقدمه - قوله فإن المراد بالوجود هو المبدء - قلنا المبدء ذات الواجب تعالى فقط والوجود إنما هو اعتبار من اعتبارات في حضرته فكيف يكون مبدء على طريقتنا - قوله ولو كان المبدء ذاتا مع الوجود لكان المبدء اثنين، وكل اثنين ممكن وهذا من البراهين القطعية - قلنا إن كان المراد من المبدء العلة الفاعلية فلا نسلم أن الوجود على تقدير زيادته يكون جزءا من الفاعل، وإن كان العلة التامة فلا نسلم استحالة إمكانها من حيث تضمنها أمورا ممكنة - وإنما المحال العقلي كون الصانع تعالى ممكنا - ألا ترى أن إمكان المقدور شرط في تأثير القدرة التامة فيكون جزءا من العلة التامة وكذا سائر الشروط ولا يلزم منه محال - وقد قال الحكماء في إثبات الإمكان الاستعدادي للحادث أن العلة التامة للحادث لا يجوز أن يكون ذاتا قديما وحده بل لا بد من شرط وهو يتوقف على شرط آخر يمتنع توقف الحادث على أمور غير متناهية بعلته، فلا بد من التعاقب فيكون كل سابق معد اللاحق من غير اجتماع إلى آخره - على أن الحكماء هم القائلون بأن المبدء هو الوجود بشرط التجرد فيلزم هذا المحذور فما هو مخلصهم فمخلصنا - قوله سلمه ربه، مما يناسب هذا المقام أن التعين الأول عبارة عن تعين ذاتي لا بد منه لكل موجود في كونه موجودا - فالشيء ما لم يتعين لم يتميز ولا أقل من العدم، وما لم يتميز لم يوجد ومعنى اللاتعين عدم مزاحمة هذا التعين لتعينات أخرى بل عدم انحصاره فيه وعدم تقيده - فالتعين الأول للحقيقة الإلهية هو الحقيقة الجامعة لجميع الصفات إجمالا فعلية كانت أو انفعالية - إلى قوله وتعينه الأول الذاتي لا يبعد تسميته بالوجود لكنه غير زائد - أقول وبالله العصمة والتوفيق وبيده أزمة التحقيق أن محصول ما ذكرتم اتحاد مرتبة اللاتعين وهو الذات البحت مع

مرتبة التعين الاولى والحقيقة الجامعة - فلما كان حقيقة الواجب وجودا
فلا يبعد بان يعبر التعين الاول بالوجود - ولا يخفى انه مخالف للحق الصريح من
تغاير مرتبتي الاطلاق الصرف المعرى عن قيد الاطلاق وبين المرتبة القابلية
الاولى المراعى فيها قيد الاطلاق عن تفصيل الكمالات وباعتبار الشيون فيها على
سبيل الاجمال - الا ترى ان ذات زيد مثلا متصف بصفات من العلم والقدرة
والارادة وغيرها ومن البين ان مرتبة ذاته مطلقة عن اعتبارها اجمالا وتفصيلا
فهي من حيث هي ليست بقابلة ولا لاقابلة - ثم اذا اعتبر فيها انها ذات صفات
وكمالات مجملا تميزت هذه المرتبة الاجمالية المراعى فيها الاجمال
بلا مرتبة عن مرتبته السابقة - وانها دون مرتبة الذات الموجودة في الخارج
المتعينة في نفسها - ثم اذا اعتبر فيها صفاتها مفصلة حدثت مرتبته الاخرى
لم يكن قبل ذالك ضرورة - فلما كان هذا شان الممكن المحتاج في وجوده الى
ماهية وهوية فما بال المطلق الحقيقي ولله المثل الاعلى - ويوضح هذا التاويل
في لفظ التعين فكيف المخلص في التنزل المقتضى اختلاف المراتب وكيف
يصح تسميتها بالتعين العلمي - وما ذكر في توجيهه لا يخفى بعده مع ان يمنع
الصفات في تلك الحضرة متحدة كالعلم، وخصوص اثاره انما يظهر في مرتبة
الاخرى - وكيف يصح تسميته بالبرزخية الكبرى ضرورة اقتضاء البرزخ
الطرفين بالاطلاق والتقييد وكيف يقال انه الحقيقة المحمدية وكيف
النسبة العلمية مرتبة اللاتعين وهي شان من الشيون الالهية وكيف يكون
عقلا وصادرا اول مع انه مصدر بل وراء نسبة المصدرية على ما لا يخفى مع
انه مخالف لتصريحات القوم وتلويحاتهم في بيان المراتب - قال الشيخ صدر الدين
القونوي في النصوص اعلم ان الحق من حيث اطلاقه واحاطته لا يسمى باسم
ولا رسم ولا يضاف اليه حكم ولا يتعين بوصف ولا رسم ليس نسبة الاقتضاء
اليه اولى من نسبة الاقتضاء فان الاقتضاء المتعقل اذ ذاك او المنفي حكم

متعين او صفة مقيدة - ثم ليعلم ان الاقتضاء ان كان ذاتيا فله ثلث مراتب -
حكم من حيث المرتبة الاولى هو انه لا يتوقف على شرط ولا موجب يكون
سببا لنفسه - وحكم من حيث المرتبة الثانية هو انه يتوقف تعينه على شرط
واحد - وحكم من حيث المرتبة الثالثة هو ان ظهور احكامه يتوقف على
شروط واسباب ووسائط - وقال قدس سره في نص اخر اعلم ان الحق من حيث
اطلاقه الذاتي لا يصلح ان يحكم عليه بحكم وانه لا يعرف بوصف او يضاف
اليه اضافة من وحدة او وجوب او مبدئية او اقتضاء ايجاد او تعلق علم منه بنفسه
او غيره، لان كل ذالك يقتضي التعين والتقييد ولا ريب ان في تعقل كل تعين
يقتضي شق اللاتعين عليه وكل ما ذكرنا في الاطلاق - بل تصور اطلاق الحق يشترط
فيه ان يتعقل بمعنى انه وصف سلبي لا بمعنى انه اطلاق ضده التقييد بل هو
اطلاق عن الوحدة والكثرة المعلومتين - اذا وضح هذا فاعلم ان نسبة الوحدة
الى الحق والمبدئية والتاثير والفعل ونحو ذالك انما يصح ويضاف الى الحق باعتبار
التعين - واولى التعينات النسبة العلمية الذاتية ويتعقل وحدة الحق من حيث
ان علمه بنفسه في نفسه الخ - وقال قدس سره في نص اخر اعلم ان الحق لما
لم يمكن ان ينسب اليه من حيث اطلاقه صفة ولا اسم ولا ان يحكم عليه
بحكم علم ان الصفات والاسماء والاحكام لا يطلق عليه ولا ينسب اليه الا من
حيث التعينات - ولما استبان كل كثرة وجودية او متعلقته يجب ان يكون
مسبوقة بوحدة ولزم ان يكون التعينات التي من جهتها تضاف الاسماء و
الصفات والاحكام الى الحق مسبوقة بتعين هو مبدء جميع التعينات ومحدها،
بمعنى انه ليس وراءها الا الاطلاق الصرف وانه امر سلبي مستلزم سلب الاوصاف
والتعينات والاعتبارات عن كنه ذاته سبحانه - قال المحقق الدوانی وجود مطلق
را مراتب اثبات مے کنند - مرتبۂ اولی غیب ہویت کہ دراں مرتبہ بہ ہیچ وجہ مشار الیہ نگردد و
بہ ہیچ وصف موصوف نہ، بلکہ احکام تنزلات اوست من حیث الاطلاق والتاثیر والفعل

والوحدة۔ ومرتبۂ ثانیہ مرتبۂ الوہیت است، وہی حقیقة اسم اللہ سبحانہ ولہ
بہذا الاعتبار الوجوب الذاتی۔ قال العارف الجامی قدس اللہ سرہ اول کہ ہنوز حکم
ظہور وبطون و واحدیت در احدیت مندرج بود وہر دو در سطوت وحدت مندمج، نام عینیت
وغیریت وظہور وبطون و وحدت وکثرت منتفی، شاہد خلوتخانۂ غیب خواست کہ خود را بر خود
جلوہ دہد۔ اول جلوہ کہ کرد بصفت وحدت بود، پس تعین اول کہ از غیب ہویت ظاہر شد
وحدت بود کہ اصل قابلیات است، واو را ظہور وبطون مساوی بودند باعتبار آنکہ قابل
ظہور وبطون بود احدیت و واحدیت از وے منتشی شدند۔ والتعین الثانی لغیب الہویة
واللاتعین ہی ہذہ الوحدة التی انتشأت منہا الواحدیة والاحدیة فطلب
برزخا جامعا بینہما وہی عین قابلیة الذات لبطونہا وظہورہا اجمالا ثم تفصیلا۔
پس تعین اول عبارت از تعین ذات بود باعتبار قابلیت مذکورہ وایں تعین را مرتبة الجمع
نامند والوجود الخ۔ وہذہ المقدمة وان کانت مما حررہا اصحاب ہذا الفن
لکن ذکرنا نبذة منہ احتیاطا۔ ومع قطع النظر عن جمیع ذالک فالکشف الصحیح
حاکیا عن ذالک مناد علی حقیقة ما ذکرنا۔ وشیخنا وامامنا قد حقق ذالک فی
مواضع من رسائلہ بما لا مزید علیہ۔ قولہ سلمہ ربہ ما معنی اللطائف
السبع الخ۔ قلنا کل ذالک جواہر لطیفة متعلقة بالبدن الانسانی بعضہا تعلق
بالتدبیر والاخری لیست کذلک، وفی الکل اسرار مودعة ودقائق غامضة وسیر
وسلوک یختص بکل من ذالک، وکذا الفناء والبقاء والتجلی الخاص متعلق بکل
واحد۔ ومکاتیب امامی وشیخی قدس سرہ مشحونة بذالک ولا حاجة الی التکرار۔
واما حقیقة التوحید علی الوجہ المذکور فانما یکون للعارف شہودا لا وجودا
ولکن بموجب انا عند ظن عبدی بی یعامل معاملات تناسب شہودہ، ومن
ذالک ما حررتم۔ وفی لزوم ہذہ الحالة لصاحب ہذا التوحید خدشة، بل
الحق لزومہ کما یفصح بہ عبارة السلف، والیہ یشیر کلام شیخ شیوخ العالم
فی العوارف وہو المرموز فی قولہ تعالی انما انا بشر مثلکم۔ قولہ ان نحن الا بشر

مثلکم مؤکدا کما تری۔ والعلامة علی صحة التوحید الحقیقی ہو حصول حقیقة
الاتباع بحبیب رب العلمین وحصول المراتب السبع من المتابعة۔ وعنوان جمیع
ذالک ہو التحلی بالسنن النبویة والاعمال المصطفویة علی مصدرہا الصلوة والتحیة
باداء وظائف العبودیة والاحتراز عما یخالف الشریعة الحقة عملا واعتقادا ولو
مثقال ذرة من خردل، وذالک مما علم بالنص۔ ولذا بالغ مشائخنا النقشبندیة قدس
اسرارہم فی تحصیل ہذا الامر الجلیل واہتموا بہ، ولم یعتبروا بما یحصل من
لطائف الاحوال بفتور شیء من ذالک، واعتنموا بالتحلی بحلی الشرائع من فقدان
المواجید علی ما حکی من امامنا عبید اللہ المعروف بخواجہ احرار رحمة اللہ علیہ۔
واللہ سبحانہ اعلم بالصواب۔

دیگر فرمودہ اند در مسئلۂ وحدت وجود چیزے بنویس کہ بغایت دقیق است۔ مکرم من!
چوں ایں مقدمہ ذوقی ست کشف حقیقت آں بہ تحریر وتقریر راست نیاید خاصة کہ بیک طریق
معلوم ایشاں شدہ باشد، وذوق آں مکرم گشتہ وبوجوہ دلائل عقلی ونقلی متیقن ایشاں شدہ کہ مقام
خواجہ حضرت خاتمیت علی صاحبہا الصلوة والتحیة ہمیں وحدت وجود است بروجہے
کہ شیخ ابن العربی واتباع ایشاں رحمہم اللہ مقرر ساختہ اند۔ ونیز مقرر ایشاں گشتہ کہ ہیچ مقامے
ومعرفتے بیروں ازاں نیست، وطریقۂ حضرت صدیق اکبر وعلی مرتضے رضی اللہ تعالی عنہما
وجمیع حضرات خواجگاں ہمیں است، وآنکہ جوگیہ وبراہمۂ ہند وفلاسفۂ یونان کہ بطالت شاں
بدیہی ست دراں شرکت دارند وبہ دقائق آں بزعم خود رسیدہ۔ ظاہر نمے شود کہ وجہ استفسار
چیست، وایں چنیں مقدمات گمانیہ وظنیہ شنیدن چہ لطافت دارد، کل حزب بما لدیہم
فرحون۔ اللہم فاطر السموت والارض عالم الغیب والشہادة انت تحکم بین
عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون۔ وآنچہ استفسار رفتہ بود کہ اہل حکمت رسمیہ گویند کہ
اجسام را ہیولی باید کہ حامل امکان او بود در مجردات چوں احتیاج بہ ہیولی نبود، معلوم شریف
بودہ باشد کہ حکماء گفتہ اند لا بد لکل حادث من مدة ومادة۔ ومادہ عام تر است از ہیولی
پس مادۂ اعراض موضوع است ومادۂ نفس بدن مادۂ صورت ہیولی وبر تقدیر کہ مراد از مادہ ہیولی

باشد محذور لازم نیاید زیراکہ موضوع بدن بے ہیولیٰ صورت نہ بندد۔ مکرم من! چوں مدارِ فلاسفہ برانکار
طور نبوت است واعتماد بر مقدماتے کہ از نسج عنکبوت اوہن است بایں چنیں ادلّہ قناعت کردہ
اند وبقدم عالم رفتہ واز خداء تعالیٰ روسیاہ شدہ۔ ہیچ طفلے شرائع صحیحۂ قطعیّہ را بریں دلائلِ
فاسدہ کاسدہ کہ دارند از دست ندہد۔ دریں مسئلہ متمسک ایشاں آن است کہ امکان صفتِ ثبوتی
است ومحل خود را خواہاں است وآں محل باید کہ مادۂ معانی مذکورہ باشد، وایں بوجوہ مردود است۔
اول لَانُسَلِّمُ کہ ممکن در حال عدم موصوف بامکان باشد وانقلابے کہ ازاں گریختہ اند بر تقدیر ثبوت
ممکن است فِیْ حَالِ عَدَامِہٖ، وبر تقدیر تسلیم مراد از صفت ثبوتی چیست۔ اگر آن است کہ عدم
داخلِ مفہومِ او نیست یعنی عدم مطلق یا مضاف نباشد مسلّم است لیکن ملازمت ممنوع۔ واگر بایں
معنی ست کہ موجود است پس ثبوتی بودن ممنوع است، بلکہ صاحب تجرید وغیرہ بر عدم ثبوتیتِ او
اقامتِ برہان نمودہ۔ بر تقدیر تسلیم لَانُسَلِّمُ کہ متعلق محل ومعانیِ مذکور باشد۔ واگر از امکان امکانِ
استعدادی مراد داشتہ باشند کہ صفت ثبوت است، پس محقق است کہ حادث فِیْ حَالِ عَدَمِہٖ
بایں موصوف نیست، وَاِلَّا یَلْزَمُ وُجُوْدُ صِفَۃٍ بِلَامَوْصُوْفٍ لِاَنَّ الْمَحَلَّ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ۔ و
مدار امکان استعدادی بر نفی قادر مختار است وَہُوَ ضَلَالٌ۔ وآنچہ آں حضرت مرقوم فرمودہ کہ ذوقِ
سلیم حاکم است بآنکہ ہر ممکن را ہیولیٰ باید، تعین کہ از ظاہر مصروف است کہ اثبات ہیولیٰ ثبوت
بقدم عالم میکند کہ کفر است، بلکہ مراد آں حضرت امرے خواہد بود کہ محلِ ایں صفت اعتباریہ باشد،
وَلَوْکَانَ ذَالِکَ الْاَمْرُ اَمْرًا عَدَمِیًّا چنانکہ از تحقیق ایشاں لائح است۔ زیراکہ صورِ علمیہ مندرج
در دائرۂ وحدت کہ باعتبار مثال دائرہ است والّا نقطہ بیش نیست، بوئے از وجود خارجی ندارد۔
وموافق تحقیق آں مخدوم بعض اکابر نیز تجویز کردہ اند کہ حاصلِ امکانِ حادث صورِ علمیّہ است کہ
فی نفس الامر گونہ تقررے دارد مناسبِ آں تقررے کہ معتزلہ معدومات را اثبات نمودہ اند ودریں
باب تفصیلِ سخن نمودہ۔

تنبیہ۔ از تحقیق سابق لائح گشت کہ ہیچ حادث را پیش از حدوثِ مادہ موجودہ قبل وجود در کار
نیست کہ حامل امکان باشد کہ با وجود عدم ثبوت دلائل او بقدم عالم مے کشد کہ کفر است۔
وبر تقدیر اقتضاءِ امکان مادہ را وجودیاً او عدمیاً ممکن است کہ صورِ علمیہ باشد کَمَا قَالَ کَثِیْرٌ

مِّنَ الصُّوْفِیَّۃِ، اَوْحَقَآئِقَ مَعْدُوْمَۃً عَلٰی مَایُسْتَفَادُ مِنْ عِبَارَۃِ الْمُتَکَلِّمِیْنَ، اَوْاَعْدَامًا۔
ومآل ہمہ نزدیک است کہ محل موجود را شرط نکردہ اند عَلٰی مَاحَقَّقَہُ الْمُحَقِّقُ الدَّوَّانِیُّ بِمَا لَامَزِیْدَ
عَلَیْہِ۔ لَایُقَالُ حَقَآئِقُ الْمَعْدُوْمَۃِ اَوِالْاَعْدَامِ مَجْہُوْلَۃٌ مُّطْلَقَۃٌ فَکَیْفَ یَتَعَلَّقُ بِہٖ
الْعِلْمُ الْاِلٰہِیُّ ثُمَّ التَّخْلِیْقُ، لِاَنَّا نَقُوْلُ ذَالِکَ مَمْنُوْعٌ۔ اَلَاتَرٰی اَنَّا نَحْکُمُ عَلٰی عَدَمِ الْعِلْمِ
بِاَنَّہٗ جَہْلٌ وَّلَابُدَّ مِنْ تَعَلُّقِ الْعِلْمِ وَالتَّمِیْزِ فِی الْجُمْلَۃِ۔ وَلَایَلْزَمُ قَلْبُ الْحَقِیْقَۃِ لِاَنَّ
الْمُرَادَ الْمَعْدُوْمُ فِی الْخَارِجِ لَامُطْلَقًا، وَالْعَدَمُ مَاصَارَ وُجُوْدًا حَتّٰی یَلْزَمُ الْقَلْبُ
الْمَذْکُوْرُ۔ دیگر امید است کہ آں صاحبزادہ بر جادہ رعایتِ حقوقِ شریعتِ غرّاء بظاہر وباطن
فرمایند واز اطلاق ایں قسم سخناں کہ یک حقیقت است کہ از جہتے واجب است واز جہت دیگر
حاملِ امکان تحاشی نمایند۔ قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنَ الصُّوْفِیَّۃِ، اِعْلَمْ اَنَّ اِصْطِلَاحَاتِ
الصُّوْفِیَّۃِ غَیْرُ اِصْطِلَاحِ الْحُکَمَآءِ، اِذْ اِصْطِلَاحُہُمْ خِلَافُ الدِّیْنِ لِاَنَّہُمْ یُنْکِرُوْنَ
الْعُبُوْدِیَّۃَ وَیَدَّعُوْنَ الْاُلُوْہِیَّۃَ وَیَقُوْلُوْنَ الْحَقُّ مَادَّۃٌ وَّالْخَلْقُ صُوْرَتُہٗ وَکُلُّ
اِنْسَانٍ قَدِیْمٌ بِالنَّظَرِ اِلَی الْمَآدَّۃِ وَبِالنَّظَرِ اِلَی الصُّوْرَۃِ حَادِثٌ، فَالْحَادِثُ وَالْقَدِیْمُ
شَیْءٌ وَّاحِدٌ وَّالْخَلْقُ وَالْعَیْنُ مُتَّحِدٌ فَاَیْنَ الْعُبُوْدِیَّۃُ وَاَیْنَ الْاُلُوْہِیَّۃُ الخ۔ وَقَالَ فِیْ
مَوْضِعٍ اٰخَرَ جَمِیْعُ الصُّوْفِیَّۃِ عَلٰی اَنَّہٗ تَعَالٰی قَدِیْمٌ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَایَجُوْزُ اِتِّصَالُہٗ
بِشَیْءٍ وَانْفِصَالُہٗ عَنْ شَیْءٍ وَّحُلُوْلُہٗ فِیْ شَیْءٍ وَصِفَاتُہٗ کَذَاتِہٖ لَاہُوَ وَلَاغَیْرُہٗ، اَلْاِنْسَانُ
مَخْلُوْقٌ وَّرُوْحُہٗ کَجَسَدِہٖ وَہُوَ فَاعِلٌ مُّخْتَارٌ۔ وَمَنِ اعْتَقَدَ غَیْرَ ہٰذَا فَہُوَ زِنْدِیْقٌ
بِالْاِجْمَاعِ۔ کَذَا ذَکَرَہٗ کَلَابَادِیْ۔ وَاَمَّا کَلِمَاتُ بَعْضِ الصُّوْفِیَّۃِ فِی الْغَلَبَاتِ کَمَا
قَالَ بَعْضُہُمْ مَارَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ وَمَا فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ، فَظَاہِرُہٗ وَاِنْ
کَانَ کُفْرًا فَلَہَا تَاْوِیْلٌ، وَہُوَ اَنَّ الْغَیْبَ الْمُشَاہَدَ عَنِ الْخَلْقِ لَایَبْقٰی فِیْ بَصِیْرَتِہٖ
لِلْخَلْقِ وُجُوْدٌ وَّشُہُوْدٌ، فَیَکُوْنُ ہٰذَا الْقَوْلُ مَعْفُوًّا عَنْہُ عِنْدَ الْغَلَبَۃِ۔ وَاَمَّا مَنِ
اعْتَقَدَ بِظَاہِرِ ہٰذِہِ الْکَلِمَاتِ مَعَ وُجُوْدِ الصَّحْوِ فَہُوَ کَافِرٌ۔ وآنچہ از حکماء نقل فرمودہ اند
وگفتہ اند بے اشتباہ روشن مے گردد کہ معدوم موجود نشود وموجود معدوم نہ، نیز مخالف عقیدۂ
اہل حق است شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہُمْ مگر بدیہۃً وہم آنہا خواہد بود۔ کسے کہ ایمان بقدرت کاملۂ

حضرت قادر متعال داشتہ باشد ہرگز شک نیارد در آنکہ او تعالیٰ قادر است کہ بے مادہ ایجاد کند، و تا دیدہ بحقیقت شریعتِ مصطفویہ عَلٰی مَصْدَرِهَا الصَّلٰوةُ وَالتَّحِيَّةُ مکتحل نہ شود ہرگز بتحقیق ایں مسائل نہ رسد۔ حکماء چوں اعتماد بر عقل خود داشتہ اند از حُسنِ اتباعِ انبیاء محروم ماندہ اند، و خدا را آنچناں عاجز تصور نمودہ اند کہ بے شق مادہ خلق نتواند کرد۔ چوں قدماء ایشاں دہریہ اند متاخراں ہر چند تلبیس کردہ اند و باثباتِ صانع رفتہ لیکن در اکثر تصریحات و تلویحاتِ آنہا انکارِ صانع ہویدا مے گردد۔ و اثبات قوۂ مؤثرہ و متاثرۂ آنہا و اجماع شاں بر قدم عالم و قول بایجاب صانع و نفی اختیار وَاِنَّ الْوَاحِدَ لَا يَصْدُرُ عَنْهُ اِلَّا الْوَاحِدُ ہمہ رموز اند بایں معنی كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْمُتَتَبِّعِ فِيْ كَلَامِهِمْ۔ ہر چند جمعے تاویلات کردہ اند اما اکثر موافق مقرراتِ آنہا نیست وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ ہویدا است کہ ایں سخن ایشاں بے تاویل نیست و الّا انکار حوادث کونیہ کہ بے شک محدثات اند و از کتم عدم بر آمدہ اند مثل حرکات متعاقبۂ فلکیہ و اجزاء زماں و غیرہا کہ وجود شاں از عدم و عدمِ شاں بعدِ وجود از اجلاء بدیہیات است، لازم مے آید، مگر بر قضیۂ تشکیک کہ فردِ اعلاء وجود مراد داشتہ اند کہ ذات واجبی باشد جَلَّ وَعَلَا۔ آرے بر اصول صوفیہ و اہل حکمت کہ بوحدتِ وجود قائل اند محقق است و توجیہ وجیہ۔ قولِ صوفیۂ کرام عائد بر قولِ علماءِ عظام است كَمَا حَقَّقَهٗ شَيْخِيْ وَاِمَامِيْ قُدْوَةُ الْمُحَقِّقِيْنَ قُدِّسَ سِرُّهٗ بِمَا لَا مَزِيْدَ عَلَيْهِ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا۔ ایں ہمہ جرأت و بے ادبی و دراز نفسی حسب الامر عالی بود، و الّا ایں احقر را چہ یارا کہ در خدمتِ علیہ ایں ہمہ گستاخی نماید۔ والسّلام

مکتوب حضرت خواجہ عَبْدُ اللّٰهِ معروف بخواجہ خورد ابن حضرت خواجہ مُحَمَّد بَاقِی بِاللّٰه قُدِّسَ سِرُّهُمَا۔ در استفسارِ علومِ غریبہ و معارفِ دقیقہ بخدمتِ حضرتِ ایشاں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ بعد از عرض نیازمندی و شکستگی و بیدلی معروض رائے اشرف اجلی مے گرداند کہ بایں ہمہ خرابی و پستی کہ نصیب حال و ہمتِ ایں گرفتار شدہ است، امیدواری را از دست نمے دہد و بزرگان ایں طریقۂ علیہ را وسیلہ ساختہ پیوستہ از خداوند میخواہد کہ بعنایتِ خاص خود گرفتار را از گرفتاری ہر چہ مسمّٰی بماسوا نست بروجہ کلی خلاصی بخشیدہ گرفتار محبت خود گرداند تا در غلبات

از نسبتِ شریفہ استغراقِ تمام در بحرِ وحدت و انقطاعِ حقیقی از کثرت موہوم میسر گردد، اَشْتَهِيْ عَدَمًا لَا وُجُوْدَ بَعْدَهٗ۔ بعد ازاں اگر خواہد از مقامِ معرفت کہ مقصودِ آفرینش است بہرہ مند گرداند، بحضور ذاتی کہ حق سُبْحَانَهٗ را با خود در جمیع مراتب حاصل است مطلع مے سازد، بانکہ بیقین و وجدان می یابد کہ ایں حضور و شہود صفتِ اوست تَعَالٰى۔ ایں جا از سالک نام و نشانے نیست و دراں مقام است اتصاف باوصافِ الٰہی و تخلق باخلاق وجوبی، و ہم دریں مقام است ارشاد و تکمیل تام۔ و ایں مقام را کہ مسمّٰے ست بفناءِ حقیقی و بَقَا بِاللّٰهِ وَسَيْرٍ فِي اللّٰهِ و وجود را بعد از فناء نہایتے نیست چہ در مراتب وصول وجوہ محبوبِ حقیقی واقع شدہ است و وجوہ محبوب را غایت نمے باشد و مشہودات بے وجہ از وجوہ مستحیل است و ہم دریں مقام است شہود احدیت در کثرت کہ بعضے کُمّل را کہ وَرَثۂ محمدیہ اند بعد از رُجُوع میسّر است۔ اصحابِ رُجُوع دو قسم اند بعض اہل ایں شہود اند و بعض نہ، چنانچہ شیخ محمد لاہجی در شرحِ گلشنِ راز باں تصریح کردہ است۔ قسم اوّل را اکمل میگویند۔ و بالجملہ اینجا عروجے ست و رجوعے، در طریق عروج بعض را ایں مشرب پیش آید و بعض را نہ۔ و احوط آں است کہ بایں راہ نبرند، چہ مے تواند کہ بعض از مراتبِ ظلال مقید شود۔ اما چوں بایں راہ رفتہ باشد و بمددِ صحبتِ مرشد و صفاءِ استعداد او بکمال تربیت برسد و بہ مطلق حقیقی فانی گردد، بعد از رجوع شاید استعداد مساعد یافتہ بوراثتِ تامہ کہ شہود آں گشت و آں را کوثر نامیدہ اند مشرف گردد، بلکہ غالب ہمیں معنی ست۔ مقصود از ہمہ گستاخی غیر ایں نیست کہ اگر بخاطر برسد اعانت ایں طریقۂ شریفہ، در حق ایں گرفتار بلکہ در حقِ جمیع دیگر کہ در ایشاں استعدادِ ایں معنے یافتہ شود، نمایند۔ اگر چہ توجہ بطریق دیگر باشد ازیں طریق نیز خالی نگذارند۔ معلوم شریف آں حضرت است کہ ایں جا دو جہت است، یکے دوام آگاہی بذات کہ آں را یادداشت گویند و آں را حضراتِ خواجگاں بہ تربیت و پرورشِ آں سعی دارند و مے فرمایند۔ و ایں طریقِ اجمال است۔ دیگر شہود خاص کہ در مجموع مے باشد بصفت یگانگی، و یکے بصفت ہمگی، و ایں طریقِ معرفتِ تفصیلی ست بعض از کُمّل افراد اَوْلِيَاءُ اللّٰه باشد کہ در ہر شئے دریابندۂ وصفِ خاص گردند و در خود بر آں یابندہ اسمے از اسماءِ ذاتیہ کہ در خارج مظاہر نمے باشد ذاتیات را از یک دیگر متمیّز مے سازند۔ و ایں درجہ از درجاتِ بَقَاء بِاللّٰه بغایت نادر است۔ ایں معنی را در کلامِ حضرت سلطانِ مملکتِ تحقیق خواجۂ احرار قُدِّسَ سِرُّهٗ یافتہ شدہ است اما ہنوز بفہم نرسیدہ است، لطف فرمودہ اگر گنجائش

وقت باشد در رشحات ملاحظہ نمایند وبشرحِ آں ممنون سازند۔ چنانچہ بعض دیگر مظہر اسماءِ فعلیہ مے شوند، ہم درمقامِ بِاللہ رابایں دو وجہ تفسیر فرمودہ اند۔ در شرح معنیٔ اول توجہ فرمایند۔ وایں فقیر پیش ازیں در عریضہ مشتمل برمسائل نوشتہ بود کہ در لطائف سبعہ ہرچہ تواں نوشت بنویسند۔

اول در تحقیق آں لطائف کلمۂ چند بنویسند، یعنی لطیفۂ عالی چہ چیز است ولطیفۂ نفسی کدام است وہم چنیں لطیفۂ قلبی و روحی و سِرّ وخفی واخفیٰ۔

ثانیاً در مغایرت وعدم آں بایک دیگر لفظے چند کہ ذاتی بود مقصود تحریر فرمایند۔ در مکتوبات ورسائل حضرت قبلہ گاہی قُدِّسَ سِرُّہٗ دریں باب چیزے یافتہ نشد۔ آرے ذکر لطائف ہست، اما اینکہ ہر لطیفہ حقیقتِ او چیست ومغایرت بایک دیگر چگونہ است اعتباری یا حقیقی یافتہ نشدہ، ازبیان لطائفِ حقائق مغایرت وعدم آں نیز معلوم مے شود۔ آرے در بعض رسائل بعض مشائخ کبرویہ مثل شیخ زین الدین خوافی وغیرہ چیزے یافتہ میشود، اما تفصیل نیست، ووافی وکافی نیست وبعضے خوب بفہم ہم نمے رسد ویا لفعل ہم آں مقام حاضر نیست تا نوشتہ شود۔ والسلام

مکتوب ۳۱ سی ویکم۔ بنام حضرت خواجہ عبدُ اللہ معروف بخواجۂ خورد ابن حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قُدِّسَ سِرُّھُمَا۔ درفنأ وبقأ وحضور وشہود ودر رؤیت۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔عرض نیاز ایں شکستہ آوارہ بصد عجز وانکسار بحضرتِ علیہ مقبول باد۔ عنایت نامہ عشرت ومسرّت افزاءِ دُور افتادہ ہا گردید۔ الطاف واشفاق کہ در ضمن آں اندراج یافتہ است سببِ امیدواریہاءِ ایں ناقابل مقصر گشت۔ اَللہ تعَالیٰ آں صاحبزادۂ مکرم را ہمیشہ بر مخلصان ومحبان خود مشفق ومہربان دارد۔ از اذواق ومواجید ایں طائفۂ علیہ مشروح ساختہ اند وبہ نکات لطیفہ ولطائف شریفہ مشحون گردانیدہ بمطالعۂ آں حظہا فراگرفت، ہرچند ایں گرفتارِ نفس امارہ را بوجہٍ من الوجوہ لیاقتِ استماع ایں غوامض دقیقہ واسرارِ غریبہ نیست چہ جاءِ آنکہ دست تحقیق بدامانِ آں کشاید۔ ہیہات۔ در رشحات مذکور ست از شیخ ابوسعید قُدِّسَ سِرُّہٗ پرسیدند کہ سخن در طریقت گفتن کرا شاید، فرمود کسے راکہ اگر ظاہر

اورا برہمہ اہل زمین عرضہ کنند برظاہر او ہیچ عیب شرعی نباشد، واگر باطنِ اورا برہمہ اہلِ آسمان عرضہ کنند در باطن او ہیچ نقصانے نباشد۔ اما چوں عنایتِ عزیزاں کہ دریچہ لطفِ الٰہی ست جَلَّ وَعَلا ایں مسکین مطرودے را از حضیضِ مذلّت باوجِ رفعتِ قبول بر داشتہ است، توجہ ایشاں را عُروۂ وثقیٰ ہمت ساختہ بدو کلمہ نامربوط پرداخت۔ امیدوار عفو است۔ مخدوما! اطلاق نام ونشان سالک دو احتمال دارد نام ونشان کونی وامکانی وزوالِ آں در سطواتِ انوارِ قدم ظاہر ولامع است، مانا کہ مراد قطب المحققین خواجۂ احرار قُدِّسَ سِرُّہٗ از نفی ذات وصفاتِ سالک دریں مقام بایں معنی بود۔ احتمال دیگر عینِ ثابتۂ او کہ سالک مظہر اوست وزوال آں دریں مقام لازم نیست، وحصول ترقی از عین ثابتہ کہ مبدءِ تعین او باشد ممکن است بل واقع، چنانکہ در کلامِ حضرت حجۃ العارفین حضرتِ ایشاں قُدِّسَ سِرُّہٗ مبسوط است ودر رشحات درمیان فرق میان ملک وانسان نیز مذکور است۔ ومتبادر چنان است کہ نام عبارت از ذاتِ عارف است انتفاءِ آں بداں معنیٰ ست کہ عارف را ذات نیست وَاِنَّ الْعَالَمَ اَعْرَاضٌ مُّجْتَمِعَةٌ فِیْ عَیْنٍ وَّاحِدٍ عَلیٰ مَا تَقَرَّرَ عِنْدَهُمْ۔ اما نفی نشان کنایہ از آثار است وآں آثار حضرتِ وجود است عِنْدَهُمْ، عینیت جز بطریق تجوز ونفی انتساب محل گنجائش ندارد کہ انقلاب علمِ واجبی جَلَّ شَانُہٗ مستحیل است۔ دیگر اتحادِ مقام بقاء وفناء خلاف مقرر است وموہم آنکہ حصول فنأ بر انکشاف وحضورِ مذکور موقوف است، بلکہ فناء ہماں استغراق است در شہودِ ذاتِ حق سُبْحٰنَہٗ بے آنکہ اورا وقوفے بود بشہودِ او جَلَّ ذِکْرُہٗ، بل شہودے کہ وصفِ شاہدی ومشہودی در دیدۂ دل نیاید وہمگی در بحرِ ہستی گم گردد۔ ونفی نام ونشان کہ مرقوم فرمودہ اند ہم درہمیں مقام راست آید کہ عبارت از فناء ست۔ ونیز از حصول مقام بقاء مجرد تعین بآنکہ ایں حضور وشہود زیرِ صفت اوست کفایت نیست تا بوجودِ موہوبِ حقانی مشرف نشود از بقاءِ شربے ارزانی نیست۔ ہرچند ایں تعین ثمرۂ آں وجود موہوب است اما عمدہ را رعایت کردن لازم است۔ دریں وقت صاحب ایں حضور وشہود جز او سُبْحَانَہٗ نخواہد بود وفانی آوارہ از خلوت خانۂ عدم بخلوت گاہِ وجود رخت نخواہد کشید تا حقیقتِ اَشْتَهِیْ عَدَمًا لَّا وُجُوْدَ بَعْدَہٗ صورت پذیرد۔ بدان است اشارۂ حضرتِ خواجۂ احرار قُدِّسَ سِرُّہٗ آنجا کہ فرمودہ اند اگر حق سُبْحَانَہٗ اورا ازیں مقام ترقی

بخشد وبقاأرساند، اورا از نزد خود نورے بخشد کہ بآں نور تواند دید کہ مشاہدۂ او جَلَّ ذِکْرُہٗ جز او نیست ۔ وسَیرِ مقامِ تکمیل معبّر بسیر عَنِ اللّٰہِ بِاللّٰہِ است سیرِ فِی اللّٰہ را بآں متحد ساختن، ہرچند از کلام بعض مشائخ متوہم است، مخالفِ مقرراست ۔ وآنچہ حضرت خواجۂ احرار قُدِّسَ سِرُّہٗ فرمودہ کہ سیر عَنِ اللّٰہِ بِاللّٰہِ برائے تکمیل ناقصاں ایں جا صورت بندد منافی آں نیست، بلکہ مؤید آں است چنانچہ سیاق دلالت دارد ۔ ہوید است کہ فرق میانِ اولیاء و مستہلکین وغیر ایشاں باعتبار ہمیں سیر است، والّا ہر فناء را بقاء لازم است و تحقیق ولایت را ایں دو جناح درکار ۔ ونیز استہلاک را بسیرِ اوّل خصوصیتے نیست بلکہ در سیرِ ثانی باعتبار تفصیل شیون از توارد بقاؤ فنا چارہ نبود، چنانچہ حضرت خواجہ قُدِّسَ سِرُّہٗ بآں ایماء کردہ آنجا کہ فرمودہ اگر بحیاتِ ابدی در انقطاع اصل از تعلقاتِ صوریہ کوشی بنہایتِ ایں طریق نتوانی رسید، چہ ہر نفی را اثبات لازم است وہر اثبات را نفی الخ ۔ آنچہ مرقوم فرمودہ اند کہ وجوہ محبوب را غایت نمے باشد وشہود ذات بے وجہے از وجوہ مستحیل، مانا کہ عبارت جمعے از عرفاء موہم ایں معنی شدہ باشد ۔ قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ ۔

تو و طوبٰی و ما و قامتِ یار فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

ظاہر است کہ کلام مشائخ بیشتر موافقِ استعدادِ مستمعان است ومطابقِ حالِ طلاب ۔ سالکے کہ سیرِ او بتفصیلِ شیون افتادہ باشد، واستعدادِ او بہ قاب قوسین مناسب، در حقِ او انحصار سیرِ ثانی، اِذْ فِی الْاِتِّصَافِ بِالْاَوْصَافِ الْاِلٰہِیَّۃِ التَّخَلُّقُ بِاَخْلَاقٍ غَیْرِ الْمُتَنَاہِیَّۃِ مَعَ عَدَمِ اِنْقِطَاعِہٖ مُسَلَّمٌ ۔ وایں حال محبّین غیر محمّدیّین راست، بخلاف محمدی المشرب کہ معاملۂ او بہ اَوْ اَدْنٰی قرار یافتہ باشد ۔ بعد از سیر صفات وشیون وقطع آں بطریقِ اجمال از راہِ محبوبی منجذب اصل الاصول، واز عین الاعیان کہ مرکز طبعی اوست بر آمدہ محفوف سُرادقاتِ ذات شدہ باشد، اگر از ذاتِ صرف حظّے فراگیرد و سیرش بیرون از وجوہ اعتبارات واقع شود چہ مستحیل ۔ واگر شہود تجلی را دراں حضرتِ علیا بار نبود انحصار سیر در شیون واعتبارات لازم نیاید، بلکہ حظّے ست مجہول الکیفیت کہ محاط عبارات و مشمول اشارات نشود کہ تنگنائے عبارت جز وجوہ را نتواں اداء کرد، اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ ۔ در عالمِ مجاز آنچہ از شاہد در حیطۂ شہود آید و محاطِ نظر گردد معبّر الفاظ شود و غالب جز عوارض

مکشفۂ محبوب نخواہد بود، والّا ذاتِ معشوق ازاں یک سو ست، کہ گرفتار ذات است و معرض از عوارض وصفات ۔ وچوں ذوات را باہم نسبتے ست بیروں از ادراک ازاں رُو از ذوات نصیبے دارد، دراں حال اگر عمرِ نوح عَلَیْہِ السَّلَامُ یابد ازاں حظ وافر وازاں نسیم متواتر بعوارض نخواہد خرامید واز قبلۂ توجہ احدیت بسبیل واحدیت نخواہد پیوست، مگر در وقت رجوع کہ عبورے دریں گلشن نماید واز گلہائے ایں موطن حظّے گیرد ۔ اما چوں عروج موافق نزول است و مقابل نقطۂ علیا نقطۂ سفلٰی ست ناچار باسفل تنزلات محقق خواہد شد و در مقامِ تسلیم بمرادِ محبوب قیام نمودہ بمہاجرت قرار خواہد داد، حدیث کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْحُزْنِ گویا رمزے ست باں ۔ باز بشوقِ رفیقِ اعلٰی عازمِ دیارِ محبوب شدہ رجعت قہقری باصل خواہد کرد تا وصول مدت موت دریں معاملہ خواہد گذرانید ۔ چوں بنداءِ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مستعد گردد از کشاکش ہجراں خلاصی یابد ۔ ہرچند دامن کبریائے محبوب علی الاطلاق ازاں بلند تر است کہ کوتاہ دستے باں حضرت علیا تواند آویخت وبہم آغوشی آں منزہ تواند رفت، اما اگر بے چارہ مشتاق گردِ حریمِ محترمِ او نگردد کجا رود وبچہ رُو آورد ۔

ذات برمن زدہ است راہِ صفات ذاتِ من نیست جز محبتِ ذات

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ ۔ وبذوق درمے یابد کہ ہرچہ مشہود و منظور گردیدہ، وآنچہ متعلق علم وفہم گشتہ ویا بوجہے مجہول الکیفیتے ازاں حضرتِ علیا فراگرفتہ، وہرچہ متعلق طلب و محبت شدہ وآنچہ اتحاد پیدا کردہ ونسبتے بہم رساندہ، دامن عز حضرتِ کبیر ازاں متعالی ست، وآں جز متخیل ومنحوت او نہ وشایانِ نفی واعراض، بحقیقتِ کلمۂ لانفی آں واجب است، لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ گویاں تبری ازاں لازم، کہ محدث را با قدیم راہے نیست، او تعالٰی وَرَاءَ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءَ الْوَرَاءِ ست

مے پرستی ہم خیالِ خویشتن اے شدہ ام در جوالِ خویشتن

ہمچنیں صفاتِ واجبی جَلَّ وَعَلَا وشیونِ ذاتیۂ تعالٰی کہ بقدم موصوف اند وہمچو موصوف خود ببقاء ذاتی متصف ۔ محدث بے چارہ را رہ باں نیست وسیر او را باں تماشاگاہ گذر نہ، باوجود آنکہ اگر جویاں است او راجویاں است واگر پویاں است ببارگاہ او پویاں، واگر معنی دارد ہم باو دارد واگر وصل دارد باو، از صفات جز ذات نخواہد واز تعینات جز حضرتِ اطلاق نہ، در نزہت گاہ غیب ہویّت ہمدوش

تنزیہ صرف است و در خلوت خانۂ احدیت ہم آغوش مطلق محض۔ وآنکہ جمع اضداد گفتم صواب است زیراکہ محدث با آثار خود رخت بملک عدم کشیدہ است بوجہے کہ او را باز گشتے نیست، ہرچہ ہست خود بخود ہست خود طالب و خود مطلوب خود شاہد و مشہود خود مُحبّ و خود محبوب است، ہم او را واجد است وہم موجود وہم ناظر است وہم منظور، وایں آوارہ ترجمانے بیش نیست چوں الفاظ بر رُوءِ معانی وچوں کالبد بر اشباح۔ ونیز کارخانۂ عارف بشہود وابستہ است و درمیان شہودات و وجدانیات تدافع نیست بموجب اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ باو مناسب یافت احکام ومعاملات است۔ گفتہ نشود کہ چوں معاملہ بذاتِ بحت وغیب ہوّیت پیوست ترقی راچہ معنی بود وتفاوتِ اقدامِ اَھْلُ اللہ راچہ گنجائش۔ زیراکہ وسعت کہ در مقام تفصیل صفات است ظلے ست ازاں وسعتے کہ دراں ساحت گاہ مقدس است ورشحہ الیست ازاں بحرِ محیط فَھُوَ الْبَسِیْطُ الْوَاسِعُ، اگرچہ عقلِ عقیل در ادراکِ آں وسعتِ بیچونی عاجز باشد واز تصور آں ترساں۔ آنجا دیدۂ دیگر درکار است کہ عقل دریں موطنِ معلّٰی خردگل است، ولہٰذا رؤیتِ بصری بذاتِ اقدس متعلق خواہد شد باوجود آنکہ ہر کدام را باندازۂ قرب خصوصیتے جدا خواہد بود وترقی علیٰحدہ۔ وحل ایں رؤیت بر رؤیت تمثلے از تمثلاتِ ذات نہ رؤیتِ عین ذاتِ اوست تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ، وموجبِ نفی خصوصیتِ رؤیت است بدارِ ثواب وخروج از قوانین شریعتِ غرّاء واعتزال است از مذہبِ اہلِ حق شَکَرَ اللہُ سَعْیَہُمْ۔ وہرگاہ رؤیتِ بصری ممکن باشد، مشاہدۂ بصیرتی چرا مستحیل بود وطلّاب چرا مایوس باشند، ہرچند سواءِ مشہود مراتب باشند کہ شیفتۂ مشتاق والۂ آں بود وجز تمنا ازاں بدستش نیاید۔ وآنچہ بعض محققین بر استحالۂ تعلقِ علم بذاتِ واجبی استدلال اقامہ کردہ اند کہ علم موجبِ احاطہ است بر تقدیر تمام دلالت بر نفی حصولی دارد نہ حضوری حضرت قطب العرفاء در فقرات فرمودہ اند چوں دل از مزاحمت تصرف غیر حق سُبْحَانَہٗ آزاد شدہ، الوہیت دیگرے از پیش بصیرتِ او برخاست، دریں مقام بشہودِ تجلیاتِ صفاتِ حق سُبْحَانَہٗ از شہود اوصاف خود وغیر خود نجات یافتہ از تجلّیِ ذات در پسِ پردۂ تجلیاتِ صفاتی بہرہ مند شود، وَمِزَاجُہٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِہَا الْمُقَرَّبُوْنَ۔ تواند کہ اشارہ بایں معنی باشد وحقیقتِ احسان میسّر شود، چنانکہ لفظ کَاَنَّ اشارہ باں میکند۔ عبور ازیں مقام ہیچ کس را مسلم نیست بے اتباعِ کمال مرحضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ

اَفْضَلُہَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَتَمُّہَا۔ ادر مقاماتِ فنا ونیستی چنانکہ نیل مقاماتِ بیشیں متیسر نیست بے متابعتِ او صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ چہ متابعتِ ہر مقام بحسبِ آں مقام است، کسے را متابعتِ آں عالی مقام میسّر شود کمتر از کمتر است، لیکن کسے را بمحض عنایت شاید کہ آسان گرداند۔ رسیدن باں دولت کہ بشہود وانکشافِ ذات از تفاصیل اسماء وصفات زائل شدہ غیر ذات مشہود او نباشد بسیار متعذر است مگر کسے کہ از ذات وصفاتِ خود نیست شدہ باشد و بخلعتِ خاص کہ تعبیر ازاں بوجود موہوب حقانی کردہ اند مشرف شدہ باشد اِنْتَہٰی کَلَامُہٗ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ ودر رشحات آوردہ فرمودند کہ معنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پیش بعضے کہ اَللہ اسم ذات است مِنْ حَیْثُ ھُوَ آں تواند کہ نیست اِلٰہ کہ عبارت از مرتبۂ الوہیت یعنی ذات مع الصفات اِلَّا اللہُ یعنی ذات بحت معرّٰی عن الکل۔ ایں معنی را در خود روانمے باید داشت، زیراکہ در زمان خلوت دل از اغیار مشہودِ صرف جز ذاتِ مقدس ہیچ نیست۔ وایں نسبت مبتدیاں خواجہ عبد الخالق را قُدِّسَ اَسْرَارُھُمْ میسّر است۔ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ۔ ع

بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

درہمیں معنی مے فرمودند کہ مبتدیاں طریقۂ خواجہ بہاؤ الدین را قُدِّسَ سِرُّہٗ چاشنی از غیب ہوّیت حاصل است انتہی۔ مقرر است کہ غیب ہویت عبارت از مرتبۂ لاتعیّن است بلکہ شہود برزخیتِ کبرائ ثانئ آں است۔ چنانچہ صرائح ولوائح اکابر براں ناطق است۔ مقصود ازیں ہمہ گستاخی واطالتِ کلام انکشافِ حقیقتِ حال است، تا برجودت وکساد مخزون فہم قاصر خود اطلاع یابد، والّا

ے من ہماں احمدِ پارینہ کہ ہستم، ہستم ... بل ہیچم وکم ز ہیچ ہم بسیارے

مکرّمِ من! المحقق است کہ تجلی ذات نصیبِ آں سرور است عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ، وشک نیست کہ آں بیروں از دائرۂ تفصیل اسماء وصفات است وخارج از حیطۂ وجوہ واعتبارات۔ وکمل تابعانِ او را عَلَیْہِ السَّلَامُ در مقامات او عَلَیْہِ السَّلَامُ حظے ست تا حقیقت وراثت راست آید، وبشارت اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ بحصول پیوندد۔ و ایں معرفت من حیث الکشف والعیان والاثبات والبیان محل ریب نمے نماید۔ واگر در عبارت عزیزے خلافِ آں ظاہر شود، حمل بر استعدادِ مستمعان باید نمود، یا تفاوتِ اقدامِ اَھْلُ اللہ

باختلافِ ازمنه واوقات ـ حضرت شیخ ابن العربی قُدِّسَ سِرُّہٗ باصحابِ خود مے فرمودند که هر جمعه بیارید تازه بیارید نه قدیمه ـ درابتداء وتوسط ونهایت عَلٰی تَفَاوُتِ دَرَجَاتِهِمْ، احوال مختلفه است ومواجید متلونه، مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ، بلکه بعد حصولِ اقصٰے درجاتِ کمال ـ چوں ایں دار دارِ تقلب است واحکام شریعت همیشه دامنگیر است وحرمان ویاس از دولتِ حصول بمطلب نقد حالش، اگر در وقتِ نزول وتلبس آں احکام، که اَلنِّهَایَةُ هِیَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَةِ اشاره بداں است، از یاس خبر دهد واز داغ حرماں بنالد وحصول سعادت وصول را محال گوید دلیل بر امتناع آں نمے شود، قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّهٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ الخ ـ فرموده اند هم دریں مقام شهود احدیت در کثرت که بعض ازکمل را که وَرَثَهٔ محمدیه اند بعد از رجوع میسّر است ـ مکرما! ایں از حکم الٰهی ست که اولیاءِ خود را، که باطن هاءِ ایشاں بحقیقتِ تنزیه گرفتار است وبتمام وکمال با محبوبِ خدا در بارگاهِ انس مخصوص است از برائے افادهٔ طلاب وافاضهٔ انوارِ هدایت برخلاف باز گشتے بدازیں خلوت گاه مید هند وبُوئے از مطلوب در ریاحینِ ایں تماشاگاه بمشامِ جانِ شاں مے رسانند تا وجوهِ مناسبت بهم آید، که فتحِ ابوابِ فیض بے آں متصور نیست چنانچه در حدیث حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثَةٌ رمزے ست بداں، نه آنکه مطلق را محبوس قید سازند ومقید گردانند وآفتاب را در طشتِ آب بینند ـ جمعے که باستیلاءِ قهرمانِ مطلوب بحقیقتِ فناء رسیده بتشریفِ مَازَاغَ الْبَصَرُ مکرم شده باشند از آفاتِ تقیّدات محفوظ اند واز اغلالِ علائق آزاد ـ وایں شهودِ وحدت در پردهٔ کثرت ایشاں را مانع شهود صفتِ اطلاق نباشد، چرا که حقیقتِ گرفتاری آنها هماں است، و ایں برائے رعایت حکمتے ست واظهار جزئیت رحمتے ـ پس ازیں تحقیق لائح شد که شهودِ احدیت در کثرت متمم کمالِ ایں جماعتِ علیا نباشد وموجبِ فضلِ ذاتیه نه، بلکه فی الحقیقت ایں شهود حجابے است بر بدرِ کمالِ ایشاں وکلفے ست بر چهرهٔ جمالِ ایشاں ـ واز انبیاءِ مرسل عَلَیْهِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّحِیَّاتُ اَتَمُّهَا وَاَکْمَلُهَا وصحابهٔ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان ازکمل وَرَثَه از اهلِ عرفان بدازیں ترانه ترنم نه نموده اند ومحبوس حضیض ایں تنگنا نگشته ـ وایں جماعت اصحابِ ذوق ووجدان را که در غلبات سکر وحال محکوم ایں تجلی شده اند ومغلوب ایں شهود گشته، فضل بریں فرقهٔ کبرٰی نبود ودر مرتبهٔ کبرٰی در قربِ الٰهی جَلَّ وَعَلَا نباشد ـ آنچه در حصولِ فناء مشروط است آں است که ایں

کثرت مانع حضور وحدت نباشد ومزاحم شهود احدیت نگردد، وظاهر است که دریں فرقه اتم است وآنچه مرقوم فرموده اند که شیخ محمد لاهجی قسم اول را اکمل مے گوید، مکرما! کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ جائے که سخن در انبیاء وکمل ورثه باشد بکلام هر کس استشهاد نتواں آورد ـ ونیز مرقوم فرموده اند بالجمله اینجا عروجے است ورجوعے درآں عروج، بعضے را ازیں مشرب پیش مے آید وبعض را نه، واحوط آں است که بایں راه نبرند چه مے توانند که بعضے از مراتبِ ظلال مقیّد شود ـ مخدوما! ایں مشرب که شهودِ احدیت در کثرت باشد حصولِ آں اصحابِ عروج را که در صدد قطع منازلِ امکانیه اند وبسیر لَا اِلٰهَ مشغول، محال است چرا که طلوعِ آفتابِ احدیت را اضمحلالِ ظلماتِ امکانیه لازم است وحصولِ فناء درکار، که صاحبِ عروج ازاں بے نصیب است وآنچه دارد صورت ایں مشرب است نه حقیقتِ آں مشهودِ او کثرت است بکمالِ وحدت بخلاف فانی که مشهودِ او جز وحدت نیست و کثرت جز وهم وخیال نه، شَتَّانَ مَا بَیْنَهُمَا، اگر الحاق صورت بمعنی نموده اند خداوند عروج را صاحب ایں مشرب نامند ـ پس آنچه در فهم قاصر در آمده واز طریق تسلیک اکابر اطلاع یافته، اولویت حصول آں است در اوانِ سلوک که بمعاونتِ آں در مفاوزِ غیب الغیب عبور نماید، ولذا آں را فتح الباب مے نامند ـ بدیهی ست که ایں محبوسِ اغلال مباعدت را اقتباسِ انوارِ فیوضِ حضرتِ مقدس ومنزه بے توسطِ مبارق ظلال در کمالِ عُسر است، ورعایت وجوهِ مناسب مقتضاءِ حکمت است که ایں دار تدبیر مقتضی آں است، لیکن بتوجه پیر مقتدائے از تقید بمراتبِ ظلال محفوظ خواهد بود ـ آرے در نسبت سابقاں که انبیاءِ کرام باشند عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وکمل وَرَثهٔ ایشاں در طریق ارشاد رعایت وجوهِ مناسبت درکار نیست، که بقُلّاب اصطفاء ومحبوبی وانجذاب اجتباء ومرادی از اوّلِ کار قبلهٔ توجهِ ایشاں جز غیب هویت نیامده است وبه زیغ البصر گرفتار نشده اند واز شاهراهِ تنزیهِ مطلق بکوچه هاءِ تشبیه نیفتاده اند، بخلاف نسبت لاحقاں که غالباً از اصطفاء یکسو مانده بطریق امانت پیوسته اند واز محبوبی به محبّی قناعت نموده ـ

مرقوم فرموده اند که بعد از رجوع اگر استعداد مساعد افتد بدولت تامه که شهود اکمل است وآں را کوثر نامیده اند مشرف گردد بلکه غالباً همیں است ـ امیدگاها! چوں حقیقتِ توحید که عبارت از اِفْرَادُ الْحَدَثِ عَنِ الْقِدَمِ است میسّر شد وکمالے که وصول بحضرتِ احد است بحصول

پیوست، بتشبیه چرا گراید واز قبلهٔ طلب که ذات منزه است بظلالِ کونیه چوں آید۔ چگونه ازاں وراثت تامه وشهود اکمل باشد واز شهودِ احدیت بے مزاحمت کثرت شهود وحدت در کثرت چساں اتم بود، بآنکه استغناءِ ذاتی واحد علی الاطلاق بزرگتر ازان است که در هیچ آئینه اوراگنجائشے بود، ومورد خطاب اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ۔ چوں گردد۔

سوال۔ از تقریر تو لائح گشت که بعض کمل را بجهت ابقاءِ مناسبت بایں عالم شهود دست مے دهد۔ وآں منافئ کمال ایشاں نیست والحال چنیں مے نماید۔

جواب۔ درصورتےست که باطنِ عارف تنزیه صرف و واحد مطلق باشد بحسب ظاهر گونه تعلق بایں کثرتگاه داشته باشد وحظے از مشاهده در جلوهٔ آں تماشا گاه گیرد، نه آنکه وقتِ رجوع معاملهٔ او بهمیں رجوع وحدت در کثرت بود وهماں را وراثتِ تامه شهود اکمل داند چنانکه عبارتِ عالیه مشعر برآں است۔ شَتَّانَ مَا بَیْنَهُمَا۔ پس ازیں تحقیق لائح شد که مقصود فریقین، یعنی جمعے که بشهود واحدیت بے مزاحمت کثرت مستعد شده اند وجماعهٔ که بشهودِ وحدت در کثرت آرام یافته، حضرت احد حقیقی ست جَلَّ وَعَلَا که بکمال تقدس واطلاق موصوف است، لیکن فرقهٔ اُولٰے را کثرتِ از نظر ساقط شده ومضمحل وهلاک گشته مشهود ومنظور ومطلوب ومحبوب جز ذاتِ صمدیت نیست، وفرقهٔ ثانیه رامطلوب ومشهود جز آنحضرت فرد حقیقی نیست۔ وایں کثرت موهومه تعینےست از تعیّناتِ او وتقیدےست از تقیدات او، در پردهٔ آں نیز منظور جز آں بسیط حقیقی نیست وملحوظ نظر غیرِ مطلق رانه۔ اماچوں در مرایاءِ کونیه ومجالی امکانیه جلوه گر گشته است واز صرافت بیرنگی برنگ آمده عنانِ توجه باطن اذکیاء ونظرِ بصیرتِ اصفیاء ازاں تافته گرفتار برنگ آمده ولَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ گویاں و ذره وارپویاں باقی احد گردیده است۔ یقین که طریقهٔ فرقهٔ اُولٰی احکم و اَوثق است وشایانِ کبریائی حضرتِ اعلیٰ، وازادعاءِ عینیت باشیاءِ حسیسه، که در کمالِ اشکال است وغایتِ استحاله، وعذر خواهِ آں جز عفوِ الٰهی جَلَّ وَعَلَا واستیلاءِ سکر وغلبهٔ حال نیست، مبراست۔ ولذا شاهراهِ انبیاء عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَالتَّحِیَّاتُ وکمل ورثهٔ ایشاں ناموافقِ آں افتاده، مکشوف اعظم اولیاء وائمهٔ هدیٰ جز آں نیامده۔ حضرت غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّهٗ وشیخ شیوخ کلابادی قُدِّسَ سِرُّهٗ باوجود کثرتِ توالیف

حقائق رمزے بآں ماجرا نفرموده اند بلکه موافق جمهور رفته۔ وحضرات خواجگانِ بزرگوار قُدِّسَ اَسْرَارُهُمْ که برگزیدگانِ حق تعالٰی بوده اند وطریقه پسندیدهٔ ایشاں افضل طرق است، صرفِ همت جز در تحقیق توحید شهودی وتحصیل یاد داشت واستهلاک در لجهٔ غیب هویّت درضمنِ اصلاحِ ظاهر بسُنت وعمل بعزیمت مرضیه وتجلّی باطن بعقیدهٔ حقه اهل سنت وجماعت شَکَرَ اللّٰهُ سَعْیَهُمْ نفرموده اند، وهمِ اعظم غیر آں رانه پنداشته وشهودِ مذکور راهم در وجهِ کمال یا اکمال نه انگاشته، اگرچه در عباراتِ بعض متاخرانِ ایشاں ایمائے بآں رفته باشد۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی النَّاظِرِ فِیْ کَلَامِهِمُ الْمُتَّفِقِ فِیْ مَرَامِهِمْ۔ صاحب رشحات ازحضرت خواجهٔ احرار قُدِّسَ سِرُّهٗ نقل کرده که قول بعینیت در کمال شناعت است واگر مقصودِ آفرینش همیں شهودے بود، بمعنی عینیت اشیاء حق تعالٰی را، ایں بزرگاں که در وضع احسن طرق وتسلیک وارشاد اهتمام مرعی داشته اند چرا خلق اللّٰه را بر مقصودِ آفرینش دلالت نمی کردند، ومجتهدانِ کرام، که آراسته بحق بوده اند وبیشک فرقهٔ ناجیه اند، چوں از وراثتِ اتم ومقصودِ آفرینش غافل مے رفتند، وبرتقدیر آگاهی ازاں باوجود اهم در ابلاغ غیر اهم چوں مے کوشیدند۔ باینکه گویم که ایں سرِ توحید است، وحضرت خواجهٔ بزرگ فرموده که راه بسرّ توحید آسان است اما بسرِ معرفت مشکل۔ ویا آنکه ایں در مراتب شهود است ویافت غیر شهود است کَمَا تَقَرَّرَ۔ چرا یافت مقصودِ آفرینش نباشد که در عالم مجاز مشاهدهٔ محبوب دریچهٔ وصالِ اوست، وائے اگر اکتفاء بمشاهده شود وازگوش باغوش نیاید۔ ؎

رسید آوازهٔ ما گوش در گوش	زبختِ بد نیامد دوش بر دوش

دیگرے گوید ؎

بخدمت پیشِ اوئیم ایستاده	ولے بے خدمتی را داد داده

ولذا محققاں از شهود ومشاهده تحاشی نموده اند وعنانِ همت را بماوراءِ آں تافته۔ عجب تر آنکه آنحضرت نوشته که حضرات خواجگان تربیت نسبت یادداشت که طریق اجمال است می نمایند وطریق تفصیل که مقصود آفرینش است شهود خاص است در مجموع بصفت یکے۔ مخدوما! ازاں ملاذ ترویج ایں نسبتِ علیّه که اشرفِ نسبت است مامول است واحتراز از آنچه موهم به توهینِ

آں باشد، ہرگاہ ایشاں چنیں گویند از بیگانگاں چساں گلہ نماید و بچہ حجّت پیش آید۔ بازبایں
احقر امرے فرمایند کہ در تربیّتِ طلاب ایں طریقہ را نیز مرعی مے نمودہ باشند، ہرگاہ بزرگانِ ما
کہ ایں گدائے کمترین ریزہ چینِ خوانِ انعامِ ایشاں است رعایتِ امرے نفرمودہ باشند ایں
قلیل البضاعۃ را چہ تصرف و اختیار مخالفت است، باآنکہ بوجوہِ معقول و مکشوف خلاف
آں شدہ باشد و بذوق و وجدان طورِ دیگر دریافتہ۔ مَعَ ذٰلِكَ ہر کرا از طلاب موافقتِ استعداد
است وایں وارد بر وطلوع مے فرماید، بُشْرٰی لَكَ گویاں تقویت آں مے نماید کہ از احوال
جلیۂ ایں طریق است و مبشّرِ فتحِ باب، و چوں از مقاصد اصلیہ نیست بر راہِ ترقی ازاں دلالت
مے نماید۔ و آنچہ از رشحات نقل فرمودہ کہ عارف در ہر آن یابندۂ اسمے باشد از اسماءِ ذاتیہ کہ آں
را در خارج مظاہر نمے باشد الخ، و شرحِ آں را استدعاء نمودہ۔ مکرما! ہرگاہ باطنِ عارف مُجلّاءِ
اسماءِ ذاتیہ شود چہ استحالت است، وایں معاملات ذوقی و وجدانی ست نہ بیانی، پس اشکال
ساقط است۔ و آنچہ اولیاء بنفیِ آں قائل شدہ اند و عقل بامتناعِ آں حاکم است انقلابِ حقائق
است و تبدل امکان است بوجوب بحسبِ واقع نہ باعتبارِ شہود۔ فَاِنَّهٗ لَا يَبْعُدُ فِيْ سَطْوَاتِ
ظُهُوْرِ الْاَسْمَآءِ الذَّاتِيَّةِ عَلٰى بَاطِنِ الْعَارِفِ وَفَنَآئِهٖ فِيْهَا وَالْبَقَآءِ بِهَا اَنْ يَّتَخَيَّلَ
التَّحَقُّقَ بِهَا وَظُهُوْرَ اٰثَارِهَا فِيْهِ ذَوْقًا وَّوِجْدَانًا لَا عِلْمًا وَّاَدَبًا۔ وَهُوَ فِيْ غَلَبَةِ الْحَالِ
وَقُوَّةِ اسْتِيْلَآءِ اَنْوَارِ الْجَلَالِ وَاضْمِحْلَالِ الْاٰثَارِ الْاِمْكَانِيَّةِ فِيْ تَلَأْلُئِ الْاَشِعَّاتِ
الْوُجُوْبِيَّةِ مَعْذُوْرٌ بِشَرْطِ اَنْ تُدْرِكَهُ الْعِنَايَةُ بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰى وَظَآئِفِ الْعُبُوْدِيَّةِ
بِاَصْنَافِ الْعِبَادَةِ وَالتَّحَلِّيْ بِالْاِسْتِقَامَةِ عَلٰى مُتَابَعَةِ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ
الصَّلَوٰتُ وَالْبَرَكَاتُ عِلْمًا وَّاعْتِقَادًا۔ وَبِدُوْنِهٖ خَرْطُ الْقَتَادِ۔ وَهُوَ الْمَحَكُّ الْاَسْنٰى
وَالْمِعْيَارُ الْاَوْفٰى فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ الْبَدِيْعَةِ وَالْمَقَامَاتِ الرَّفِيْعَةِ وَهُوَ الْفَارِقُ بَيْنَ
الْكَرَامَةِ وَالْاِسْتِدْرَاجِ۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِحُرْمَتِهٖ مِنْ ذَوْقِ هٰذِهِ السَّعَادَةِ
الْقُصْوٰى وَالْعِنَايَةِ الْعُلْيَا۔ دیگر در بابِ بیانِ روح لطائفِ انسانی طلبِ تحقیق و مزید
تفصیل فرمودہ اند، امیدگاہا! کریمۂ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الخ مشعر آن است کہ کشیدِ
عنانِ بیان دریں امور محمود است، ولذا علماءِ راسخین و عرفاءِ محققین جز باجمال سخن نہ گفتہ اند و

گردِ کشفِ ایں دقیقہ نگشتہ اند، احقر قلیل البضاعۃ را چہ یارائے آں۔ اگر رسائلِ حضرتِ قبلہ گاہی
قُدِّسَ سِرُّهٗ را بتفصیل مطالعہ فرمایند، اجمالے کہ حکمِ تفصیل دارد بدست آید و اکثر عقدہائے اغلاق
منحل گردد۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔
فصل بالخیر۔ آنحضرت در اکثر مکاتیب برمز و اشارہ بل بصریح و کنایہ ایں احقر را و سائر دوستاں
را دلالت بمشربِ وحدتِ وجود بمعنی عینیتِ اشیاء مر حق را سُبْحَانَهٗ مے فرمایند و باہتمام بلیغ
کمال را منحصر دراں میدانند، و جمعے را کہ بایں مذاق ندارند با وجود مشربِ وحدتِ وجود بمنقصت
منسوب مے سازند، و وجہِ آں ظاہر نمے شود۔ و لائح است کہ ایں مقدمات ذوقی ست و حالی
نہ جدلی و قالی۔ اگر حق سُبْحَانَهٗ آں مکرم را بحقیقتِ آں حال رسانیدہ است و باستیلاءِ آں مغلوب
ساختہ، چوں وجدانِ یکے بر دیگرے حجت نیست مقتضاءِ حُسنِ ارشاد کہ ناشی از کمالِ رحم و وداد ست
تصرف است در باطن ہاءِ مستمنداں تا بحقیقتِ آں راہ یابند و از مذاقِ آں باخبر باشند، قیل و قال جز
جدال ثمرہ ندارد، باحتمال آنکہ مخاطبان نیز دریں باب ذوقے داشتہ باشند و از حال بہرہ۔ مقدمات
منقولہ و معقولہ چنداں فائدہ ندارد، و تصحیحِ مراتب و استدلال بر قوانینِ جدال در غایتِ صعوبت۔
باآنکہ عمدہ دریں باب حضرتِ وجود است وَمَا يَتْبَعُهٗ در حضرتِ حق سُبْحَانَهٗ، وایں کثرت
منبسطہ جز در مرتبۂ اراءت نیست وكَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ست، در
خارج مطلق ذاتِ مقدسہ حضرتِ واجب الوجود و صفاتِ حقیقیۂ او۔ اما چوں مرتبۂ اراءت کہ بعلم
خداوندی وابستہ است و بقدرتِ کاملہ برپا از زوال محفوظ است و مناطِ احکام شدہ۔ وایں تقرر
مصادمِ تقرر واجبی نمے شود و موجبِ تحدیدِ او نہ، لِاَنَّ الْمُخَيَّلَ لَا يُصَادِمُ الْمَوْجُوْدَ وَالْمَوْهُوْمَ
لَا يُحَدِّدُ الْمُحَقَّقَ۔ فَلَمَّا انْحَصَرَ الْوُجُوْدُ وَمَا يَتْبَعُهٗ فِي الْوَاجِبِ تَعَالٰى وَالْعَدَمُ فِيْمَا
سِوَاهُ، ظَهَرَ كَمَالُ كِبْرِيَآئِهٖ تَعَالٰى وَعَظْمَتُهٗ وَحَقِيْقَةُ كَمَالِ قَهْرِهٖ وَوَحْدَتِهٖ۔
وَحِيْنَئِذٍ لَاحَ سِرُّ وَحْدَةِ الْوُجُوْدِ وَكُنْهُ اِفْرَادِ الْقِدَمِ عَنِ الْحُدُوْثِ، وَمَا قَالَهُ
الْاَكَابِرُ فِيْ بَيَانِهٖ يَعْنِيْ نَفْيَ الْحُدُوْثِ وَاِقَامَةَ الْقِدَمِ، وَحِيْنَئِذٍ امْتَازَ الْعُبُوْدِيَّةُ
عَنِ الرُّبُوْبِيَّةِ وَالْحَقُّ عَنِ الْخَلْقِ بِحَمْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔ ایں طریقۂ پسندیدہ نصیبِ ایں
فقراء شدہ، ما بہ الاختلاف جز قول بعینیت نماند کہ موجبِ اتحادِ اجسامِ کثیفہ است با حق سُبْحَانَهٗ

وعینیت آنکه در غایتِ رکاکت است چنانچه حضرت قطب العرفاء خواجهٔ احرار قُدِّسَ سِرُّہٗ بآں تصریح فرموده اند کَمَا فِی الرَّشَحَاتِ۔ وکلام حضرت شیخ شهاب الدین سهروردی وحضرت شیخ روزبهان بقلی وَغَیْرُهُمَا تنبیه برآں است واضح ایں قول مستلزم اعتزال است از مذهب اهلِ سنت وجماعت درباب صفاتِ واجبی جَلَّ وَعَلَا وقول ایشاں بر زیادتی بر ذاتِ مقدسه، باآنکه صاحبِ تعرف در عقیدهٔ مقررهٔ صوفیهٔ علیّه گفته لَا هُوَ وَلَا غَیْرُهٗ موافقِ علماء۔ وآنچه در بیانِ آں بعضے گفته اند لَا هُوَ مِنْ حَیْثُ التَّعَقُّلِ وَلَا غَیْرُهٗ مِنْ حَیْثُ الْوُجُوْدِ مردود است، که در صفات محمول صادق است فقط کَمَا صَرَّحُوْا۔ تَیَمُّنًا بِذِکْرِهٖ ختم رسالت بمکتوب حضرت قطب المحققین خواجهٔ احرار قُدِّسَ سِرُّہٗ که بمولانا قاضی محمد مرقوم فرموده نمایم، واز حضرت حق مسئلت کنم که عمل بموجبِ آں ایں مسکین وسائر دوستاں را میسّر کند۔ مکتوب ایں است حقیقتِ عبادت عبارت از خضوع وخشوع وشکستگی ونیاز است که شهود وعظمتِ حق سُبْحَانَهٗ بر دل ظاهر شود۔ ایں چنیں سعادت موقوف بر محبت است، وظهورِ محبّت موقوف بر متابعتِ سرورِ اولین وآخرین است عَلَیْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَتَمُّهَا وَالتَّحِیَّاتِ اَکْمَلُهَا، ومتابعت موقوف بر دانستنِ طریقِ متابعت است پس بضرورت ملازمتِ علماء که وارثانِ علومِ دینی اند برائے ایں غرض شریف باید کرد، واز ملازمتِ علماء که علم را وسیلهٔ معاشِ دنیوی وسببِ حصولِ جاه گردانیده دُور باید بود۔ واز صحبت درویشاں که سماع ورقص کنند وهرچه یابند بے تحاشی گیرند وخورند پرهیز باید کرد۔ واز شنیدن توحید ومعارفے که سببِ نقصانِ عقیدهٔ مذهبِ اهلِ سنت وجماعت شود دُور باید بود۔ تحصیل برائے ظهورِ معارفِ حقیقت که بازبسته است بمتابعتِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ باید کرد۔ والسلام

مکتوب ۳۲ سی ودوم بنام مولانا محمد هاشم کشمی در حقیقتِ فقر ورفع تناقضِ احادیثِ فقر۔

الحمد للّٰه وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ صحیفهٔ مکرمت بهجت افزاءِ دُورافتادهها گردید۔ مدّت هاءِ مدید برآمده که از خدمتِ علیّه چیزے نرسیده است، همواره نگرانی دامنگیر است۔ مکتوب شریف چوں متضمن بعض اسوله بود، هرچند محافظت کرد که در وقتِ نوشتنِ جواب منظورِ نظر باشد تا باندازهٔ آں چیزے نویسد، دراں وقت یافته نشد۔ آنچه مجمل یاد مانده برآں ابتداءِ سخن کرد۔ ظاهرًا پرسیده اند فقرے

که اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ نشان ازاں است کدام است وَالْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ عبارت از کدام فقر۔ مکرّما! آنچه معقولِ ایں احقر است آں است که فقر در حدیثیں متحد است، چه سَوَادُ الْوَجْهِ کنایه از عدم ذاتی اوست که انفکاک او از ممکن از جمله محالات است، چه قلبِ حقائق از ممتنعات است وذل وافتقار وعجز وانکسار از آثارِ آں عدم است، وفاقهٔ ابدی واحتیاجِ سرمدی از خصائصِ آں، وکریمهٔ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ الْاٰیَةَ ونص اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ وآیهٔ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ شواهدِ بیّنهٔ آں۔ هویدا است که در عرصه گاهِ هستی ونیستی جز وجود وعدم چیزے دیگر نیست۔ چوں وجود نصیب واجب شد لاجرم عدم حظ ممکن گشت وحقائقِ ممکنات جز عدمات نیامده وجود وتوابع آں مخصوص بواجب تعالٰی گردید۔ وچوں وجود را حُسن لازم آمد وحُسن استتار را بر نتافت، ناچار مظهر خواست تا خود را جلوه دهد، آئینه در کار شد مقابلِ شئ، اِذْ بِضِدِّهَا تَتَبَیَّنُ الْاَشْیَاءُ۔ مقابلِ وجود جز عدم نیست، افتقارِ ممکن باعثِ افتخارِ او گردید وفقرِ او موجبِ غناءِ او شد، ورُو سیاهیش سببِ سُرخروئیش گشت۔

غلام خویشتنم خواند لاله رُخسارے ۔۔۔ سیاه رُوئی من کرد عاقبت کارے

هرچند عدم ممکن تمام تر ظهورِ آثارِ وجود درو بکمال تر۔ پس تنزیه وجود از آثارِ تقییدات که بے مزجِ عدم صورت نه پذیرد در اثباتِ غنائش واجب آمد وتفرد عدم از لوازمِ وجود در تحقیقِ فناءِ او لازم شد۔ تا عدم بحقیقتِ اطلاقِ خود نرسد مظهرِ حقیقتِ وجودِ مطلق نگردد۔ ازیں تحقیق کنهِ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ کَلَّ لِسَانُهٗ هویدا گردید، چه عارف دریں وقت از حضرتِ وجود وحقیقتِ عدمیهٔ خود کلّ اللّسان است، زیرا که حکم در مرتبهٔ تقیید است که از امتزاجِ وجود وعدم پیدا شده، چراکه وجودِ مطلق تا بحضیضِ تنزل نیاید محاط تعبیر نشود وتنزل بے تقیید صورت نه پذیرد وتقیید بے مزجِ عدمِ ممکن نبود۔ همچنیں عدمِ مطلق تا متلبس بوجود نگردد محکوم نشود، لِاَنَّ الْوُجُوْدَ لَازِمٌ لِلْمَحْکُوْمِ عَلَیْهِ وَلَوْ مِنْ وَّجْهٍ پس محقق شد که مرتبهٔ حکم وتعبیر هم در جانبِ وجود وهم در جانب عدم منافیِ مرتبهٔ اطلاقِ آں است۔ فَکَمَا اَنَّ الْوُجُوْدَ الْمُطْلَقَ مِنْ حَیْثُ هُوَ لَا یُعَبَّرُ بِعِبَارَةٍ وَّلَا یُشَارُ بِاِشَارَةٍ وَّلَا یَتَعَلَّقُ بِهٖ عِلْمٌ وَّلَا یَصِلُ اِلَیْهِ وَهْمٌ، کَذٰلِكَ حَالُ الْعَارِفِ الْفَانِیْ بِالْفَنَاءِ الْمُطْلَقِ الْوَاصِلِ اِلَی الْعَدَمِ الْمُطْلَقِ مِنْ حَیْثُ هُوَ کَذٰلِكَ خَارِجٌ عَنْ حِیْطَةِ التَّعْبِیْرِ۔ فَلْیُتَأَمَّلْ فَاِنَّ

هٰذِهِ الْمَعْرِفَةُ مِنْ نَفَائِسِ الْمَعَارِفِ۔ واز تحقیق سابق معنٰے إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ بظہور پیوست، یعنی چوں فقر کہ عبارت از حقیقتِ عدمیۂ اوست تمام شود ولائح گردد کہ کمالاتِ وجودیہ جز مستعار نیست و امانت باہلِ آں سپارد، بعد ازاں جز عدم مقید نماند، و تقیید عدم چوں در مرتبۂ اعتبار است آں را نیز از دیدۂ بصیرتش برداشتہ باطلاق عدم پیوندد، و در سالک از وجود و عدم اثرے نماند و فناءِ مطلق رو دہد۔ دریں وقت عارف مظہرِ ذات با جمیع کمالات خواہد بود، لِأَنَّ الْأُلُوهِيَّةَ عِبَارَةٌ عَنْ مَرْتَبَةِ الذَّاتِ مَعَ جَمِيعِ الْكَمَالَاتِ۔ و آنچہ از استفاضہ از فقر استفسار رفتہ، معلوم شریف بودہ باشد عدم کہ حقیقتِ ممکن است مبدءِ شر و نقصان است۔

و چوں بر عارف حقیقتِ کسادِ ذاتیِ او ہویدا گردد دناءت و خساست جبلّی بر منصۂ ظہور آید و کمال حضرتِ واجبی جَلَّ سُلْطَانُهُ متجلی شود، ناچار از خود بسوءِ او تعالیٰ گریزاں شدہ آغاز از عدم طبیعی و فقر ذاتی خویش خواہد نمود۔ وُجُودُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهِ ذَنْبٌ گفتہ عدم خود را کہ معبّر بفقر است عدیلِ کفر داشتہ و پناہ بحضرتِ وجود بردہ بنداءِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ خواہد پرداخت۔ و انخلاع از آثار فقریہ و لوازم عدمیہ مسئلت خواہد نمود و اَغْنِنَا بِغِنَاءِكَ وِردِ جانش خواہد گردید۔ و آنچہ استفسار فرمودہ کہ مسئلت و تمناءِ دین در حدیثِ مصطفوی عَلٰى مَصْدَرِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ بچہ معنی بود، پوشیدہ نماند کہ اقوالِ پیغمبر عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ جوامع الکلم است حمل آں در مقامِ شریعت براداءِ وظائفِ عبودیت و در طریقت نفی محبت موہوم و در حقیقت بر تبختر در بارگاہ حضرتِ حقیقت الحقائق بموہبت و فضل ممکن است۔

در اثناءِ تحریر رقیمہ طاہر صحیفۂ گرامی رسانید بمطالعۂ آں حظ ہا فرا گرفت، خصوص از شرح آں غفلت کہ موطن اخص الخواص است و طائفان کعبۂ اصل الاصول و مستعدانِ دولتِ ایمان بغیب و مناط سعادتِ ارشاد و اکمال و مفتح بابِ وراثت

هَنِيْئًا لِأَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهُمْ وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ

و ایں شعر کہ در ضمنِ آں فرمودند بغایت دلپذیر افتاد

ما نغنودیم لیکن چشم پنداری غنود ننگِ غفلت بود بیداری بخواب انداختیم

دیگر خاطر از جانب اخوی اعزّی خواجہ محمد فاروق نگران است کہ بر مہم صعب تعین نمودہ اند۔

مجملاً توجہے بحالِ برادر رفت، بِحَمْدِ اللهِ سُبْحَانَهُ بالیدہ و سربلند بنظر در آمد۔ ہر چند رفعتِ رفعتِ آخری ست، امّا حضرت کریم قادر است کہ جمع سازد و مسکین را از خاکِ مذلّت برداشتہ بدرجاتِ کونین رساند۔ والسلام

مکتوب ۳۳ سی و سوم۔ بنام شیخ محمد عُبَیْدُ اللهِ ابن عروۃ الوثقیٰ

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ گرامی نامۂ آں محبِّ مشفق بہجت افزاءِ دور افتادگاں گردید۔ حَمْدًا لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ کہ باستقامت اند و از تذکرۂ احبّہ فارغ نہ۔ اللہ تعالیٰ دوستانِ خود را بمعیتے کہ از حضیضِ مباعدت باوجِ قرب رساند از وجود موہوم برہاند و از طریقت بحقیقت و از حقیقت بحقیقت الحقائق دلالت نماید و کرم دارد، و از سرچشمۂ محبت کہ مبشّرِ آں دولتِ قصویٰ است، و حدیثِ مخبرِ صادق عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ شاہدِ عدل بریں معنیٰ ست سیراب دارد، تا در استیلاءِ آں جز آفتابِ احدیت در دیدۂ بصیرت نماند۔ و چوں مصداق آں حسن اتباعِ سید المرسلین است عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَكْمَلُ التَّحِيَّاتِ و آں را درجاتِ مختلفہ و مراتبِ متنوعہ است بکرمِ خویش بحصولِ آں مستعد و چوں ظاہر عنوانِ باطن است حلیۂ سُنَنِ سنیہ و طاعاتِ مرضیہ زینت بخشِ معنیٰ و صورت کناد۔ والسلام

مکتوب ۳۴ سی و چہارم۔ بنام بعض اربابِ طریقت۔ در بعض اصطلاحاتِ طریقت۔

نَحْمَدُهُ عَلٰى نَعْمَائِهٖ، وَنَشْكُرُهُ عَلٰى اٰلَائِهٖ، وَنُصَلِّيْ عَلٰى سَيِّدِ اَنْبِيَائِهٖ، وَعَلٰى اٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَصَحْبِهِ الْاَبْرَارِ اِلٰى يَوْمِ الْقَرَارِ۔ حضرتِ حق سُبْحَانَهُ ذاتِ بابرکاتِ ایشاں را شمولِ الطاف و عنایاتِ خویش داشتہ بحضورے مسرور دارد کہ غیبت در قفاءِ نہ نبود، و شہودِ احدیت بنوعے ارزانی فرماید کہ کثرتِ موہومہ مزاحمِ آں نباشد۔ ایں حضور چوں بکیفیتے واقع شود کہ وجودِ غیر مزاحمِ او نشود۔ و در طریقۂ حضراتِ خواجگان قُدِّسَ اَسْرَارُهُمْ در مبادی جذبہ رو دہد و دراں نحوے از استہلاک و اضمحلال نصیبِ سالک شود، و گاہ سببِ آں حصولِ بے تعلقیِ اجزاءِ عالمِ امر او از اجزاءِ عالمِ خلقِ او باشد پیش ازانکہ رسوخ پیدا کند و ملکہ گردد، دریں طریقۂ علیّہ بعدم معبّر است کہ حضرت خواجۂ بزرگ قُدِّسَ سِرُّهُ در شانِ آں فرمودہ اند کہ وجودِ عدم بوجودِ بشریت عود کند، امّا وجودِ فناء بوجودِ بشریت عود نکند۔ مشائخِ دیگر مناسبِ ایں مقام تجلیِ

صوری گویند و در ہماں مقام توحیدِ صوری ست کہ مشہودِ سالک کثرت است بتخیّلِ وحدت۔ و وجود کونی و امکانیِ او ہنوز برجاست، ہرچند دریں موطن بہ اَنَا الْحَقّ و سُبْحَانِی تکلم نماید و لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّارٌ نقدِ حالش بود، اما چوں بفناء مشرف نشدہ است و از حقیقتِ وحدت آگاہی ندارد و از دائرۂ نقص نہ برآمدہ است و شربے از معرفت بکامِ جانِ او نچشانیدہ اند، اگر عنایتِ بے غایت مدد نہ نماید و بمرشدِ کامل کہ نظرِ او دواست و توجہِ او شفاء نرساند خسارتِ نقدِ وقتِ اوست کہ در گردابِ صورت گرفتار ماندہ بساحلِ معنی نرسیدہ جمِ غفیر را از مبتدیاں مے بینیم کہ بہمیں توحید آسودہ اند و اکابر را بمیزانِ خود سنجیدہ کمال انگاشتہ اند۔ و ایں تجلی صوری کہ مشاہدۂ جمالِ لایزال است در کثرتِ صور و اشکال، عام تر است از انکہ در کسوتِ صورِ حسّی باشد یا غیبی و در پردۂ الوان ظاہر شود و یا بانوار، پس تجلی نوری داخلِ آں بود و از سہ مرتبۂ یقین کہ علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین است صاحبِ ایں حال را نصیب از اول بود، و سیرِ او داخلِ سیرِ آفاقی ست کہ آں را بُعد در بُعد گفتہ اند و سیرِ مستطیل نیز نامند۔ و آنکہ گفتہ شد مناسبِ ایں مقام یعنی وجود و عدمِ تجلی صوری ست نہ عینِ آں، زیرا کہ در طریقۂ حضراتِ خواجگان قُدِّسَ اَسْرَارُہُمْ چوں اندراج النہایت فے البدایت است و از اوّلِ کار نظرِ ایشاں بر احدیتِ ذات است، اوّل قدمِ ایں بزرگاں کہ بوجود و عدم معبّر است نہایت النہایتِ دیگراں را متضمن است، و چاشنی از تجلیِ معنوی کہ تجلی صفات باشد و از تجلی ذات کہ آخرینِ تجلیات است اوّلِ کار در کامِ جانِ طلاب می نہند و تربیت می فرمایند۔

ع قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

فرمودہ اند کہ ہماں حضور چوں رسوخ پیدا کند و ملکہ گردد مشاہدہ نامند۔ و چوں الفاظ کہ دیگراں اطلاق می دارند موہمِ حلول و اتحاد است و مشعرِ تنزل و تقید و حسبِ ظاہر مخالفِ شریعتِ بیضاء، مشاہدہ را برسوخِ نسبتِ مذکورہ تعبیر فرمودہ اند۔ و ہمچنیں در بیانِ مقاماتِ دیگر متابعتِ محبوبِ ربّ العزۃ را عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلَوَاتُ صورۃً و معنیً رعایت مے نمایند۔ فرمودہ اند کہ ہماں حضور چوں از صفتِ شاہدی و مشہودی مبرا شد فناءِ حقیقی نام یافت۔ و ایں وقت بسرِّ کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ مشرف گشتہ و حیرت و جہل و اضمحلال و استہلاک نصیبِ او آمدہ و کفرِ حقیقی۔ مقامِ جمع حاصلِ کارِ او شد، و از علم الیقین بعین الیقین پیوست، و از تمیز میانِ حسنِ اسلام و قبحِ کفر باز ماند و میگوید

ے کہ سالک ز دیوانِ او دفترے ست بکفر و باسلام یکساں نگر

و از سیرِ آفاقی بانفس آمد و از سلوک بجذبہ رسید و دائرۂ کونی و امکانی قطع نمود و باسمِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا کہ مبدءِ تعینِ اوست واصل شد، و از مزاحمتِ تفرقہ خلاصی یافت و از خللِ کثرت نجاتے حاصل کرد و کار و بارش بحضرتِ وجود پیوستہ از ردّ محفوظ گشت و از رجوع بہ بشریت مامون گردید۔ در طریقۂ علیّہ حضراتِ خواجگان قُدِّسَ اَسْرَارُہُمْ حصولِ ایں نسبت مرطالب را حکمِ اخذِ الف بائ دارد و حکمِ اخذ کار از پیرِ مقتدائے تا قدم در سلوک نہ نہد، لہذا پیش گاہِ ایں اکابر بلند افتاد و ابتداءِ ایشاں متضمنِ نہایت گشت۔ ازیں بیان کسے گمان نبرد کہ از عدمِ تمییز بیّن حسنِ اسلام و قبحِ کفر لازم مے آید کہ پا از دائرہ شرع بیروں نہادہ باشد، و مشائخ فرمودہ اند کُلُّ حَقِیْقَۃٍ رَدَّتْہَا الشَّرِیْعَۃُ فَہِیَ زَنْدَقَۃٌ۔ زیرا کہ در کفر دو اعتبار است اعتبارِ خلقِ او کہ تعلق بخالق دارد و اعتبارِ کسبِ او کہ بہ بندہ متعلق است، و شک نیست کہ خلقِ کفر قبیح نیست۔ و صاحبِ فناء کہ از مزاحمتِ کثرت خلاصی یافت بجمع حقیقت رسیدہ است، تبعین کہ شہود دراں حال ہماں اعتبارِ اوّل است، پس حکم بقبحِ آں چساں نماید و اعتبارے کہ ملحوظ نیست چگونہ بروحکمِ قبح کند و متمیّز سازد۔ بعد ازاں باز اگر بہوش آید و حضورے کہ از خود زائل نمودہ بود بحق سُبْحَانَہٗ منسوب داشت و یافت کہ او تعالیٰ خود بخود حاضر است، ببقاءِ حقیقی مستسعد گردید و از حیرت و جہل بعلم آمد و از جمع بفرق بعد الجمع مکرم گشت و فنائش ببقاء ثمرہ بخشید و از مضیقِ علم الیقین و سکرِ عین الیقین بفضاءِ حق الیقین تبختر نمودہ بحقیقتِ اسلام متحلی گشت و گفت ع دلم بکعبۂ اسلام مائل افتاد است

بعد ازاں جمعے را شہودِ احدیت در کثرت مے رسانند و بتوحیدِ وجودی محظوظ میدارند۔ ایں جماعت می فرمایند کہ ہرچہ در عرصۂ وجود است ہستیِ او عینِ ذاتِ اوست و آں ذاتِ واجب است جَلَّ وَعَلَا، زیرا کہ اگر ہستیِ او تعالیٰ زائد بر ذاتِ او باشد آں زائد البتہ غیر خواہد بود لِاَنَّ الْاِثْنَیْنِ مُتَغَائِرَانِ، پس ذاتِ الٰہی جَلَّ شَانُہٗ محتاج بغیر باشد و احتیاج علامتِ امکان است و آں محال است و مستلزم ابطالِ واجب الوجود، پس ناچار ہستیِ او عینِ ذاتِ او خواہد بود۔ و ممکن چوں وجود او از ذاتِ او نیست البتہ ہستیِ او زائد باشد بر حقیقتِ او، و آں زائد یا عارض است ممکن را یا معروضِ او۔ اصحابِ ذوق از راہِ وجدان یافتہ کہ حقائق عارض اند و وجود کہ ہستی باشد

معروض است کہ قائم بالذات است وماسواءِ او قائم باو، وازیں جاست کہ فرمودہ اند اَلْعَالَمُ اَعْرَاضٌ مُّجْتَمِعَةٌ فِیْ عَیْنٍ وَّاحِدٍ۔ ہویداست کہ وجود چوں مبدءِ آثار است البتہ موجود باشد، ودرممکن اگر عارض بود البتہ موجود خواہد بود بوجودے کہ عارض وجود است وہمچنیں وجود الوجود را وجودے دیگر باشد وتسلسل لازم خواہد آمد وآں باطل است، پس عارضیت وجود باطل شد پس البتہ معروض باشد۔ ونیز برتقدیر عروض جعل جاعل یا در نفس وجود است یا در اتصاف وہر دو باطل است پس چنانچہ در کتب معقول مشروح است مَعَ مَافِیْہِ وَعَلَیْہِ چوں وجود معروض شد متحقق گشت کہ در عرصۂ کائنات ذاتِ موجود حضرتِ حق سُبْحَانَہٗ ست، وماسوا را وجود نیست جز باعتبار اینکہ اموراند کہ منسوب اند بحضرتِ وجود کہ موجودِ حقیقی ست و وجودِ او از ذاتِ اوست۔ زیرا کہ اگر موجودِ حقیقی باشند وجود شاں عین ذاتِ شاں باشد یا عارض ذاتِ شاں، وچوں ہر دو شق ممتنع است پس وجودِ شاں جز انتساب شاں بحضرتِ وجود نباشد کہ فِیْ حَدِّ ذَاتِھَا معدومات اند، وازیں جا گفتہ اند اَلْاَعْیَانُ مَاشَمَّتْ رَائِحَةَ الْوُجُوْدِ۔ ایں عوارض باید کہ ازاں ہستی مطلق ناشی باشد زیرا کہ جز او تحقق ندارد، پس ناچار کمالات مندرجۂ او بود کہ در مرتبۂ تنزل علمی متمیز شدہ حقائق ممکنات آمدہ۔ وایں حقائق متمیزہ علمیّہ بحضرتِ وجود کہ ذات واجبی ست جَلَّ وَعَلَا نسبت مجہول الکیفیت پیدا کردہ و در مرآتِ ظاہر وجود منعکس گشتہ رنگ مرآت گرفتہ است ہست نما شدہ اند۔ وچوں آں کمالات کہ حقائق ممکنات اند در مرتبۂ اطلاق عین مطلق اند وآں مطلق در مرتبہ تقیید عین آنہا، ناچار حکم بعینیت نمودند وگفتند ؎

در شکلِ بُتاں رہزنِ عشاق حق است لابلکہ عیاں در ہمہ آفاق حق است
چیزے کہ بود در روزے بتقییدِ جہاں وَاللہ کہ ہماں زوجۂ اطلاق حق است
غیرتش غیر در جہاں نگذاشت لاجرم عینِ جملہ اشیا شد

ازیں بیان کسے توہم نکند کہ کثرت با وحدت متحد گشت یا وحدت در کثرت حلول نمود کہ آں باتفاق کفر است، زیرا کہ حلول واتحاد بر تقدیرے متصور بود کہ وجودات متکثرہ باشد و در وحدتِ وجود ایں اوہام مرفوع است۔ قدوۂ احرار شیخ فریدالدین عطار قُدِّسَ سِرُّہٗ فرمودہ ؎

اینجا حلولِ کفر بود اتحادِ وہم کایں وحدتے ست لیک بتکرار آمدہ

چُنانچہ صورتِ زید در مرایاءِ مختلفہ ظہور نماید واختلافِ اَلوان واشکال مرایا بہیئاتِ متکثرہ ظاہر شود، دریں جا موجود خارجی یک ذاتِ زید است کہ در اراءت وتخییل در مرایاءِ متعددہ متکثر نمودہ است و ازیں کثرتِ وہمیۂ صُورتِ زید تکثر در ذات لازم نیامد وشائبۂ حلول واتحاد پیدا نشد۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ در ما نحن فیہ موجود خارجی ذاتِ واحدِ حقیقی ست کہ تکثر را دراں راہ نیست وتعدد را دراں گنجائش نہ، غایۃ الامر از انعکاسِ کمالات در مرآتِ ذات وظہورِ آں در مرآتِ صفات شعبدۂ کثرت از بطون بظہور آمدہ۔ عارفِ جامی قُدِّسَ سِرُّہٗ گوید ؎

ممکن ز تنگنایءِ عدم ناکشیدہ رخت واجب بجلوہ گاہِ عیاں نانہادہ گام
در حیرتم کہ ایں ہمہ نقشِ بدیع چیست برلوحِ منظر آمدہ منظورِ خاص وعام
بادہ نہان وجام نہاں آمدہ پدید در جام عکسِ بادہ و در بادہ رنگِ جام
جامی معاد ومبدءِ ما وحدت است وبس ما در میانِ کثرتِ موہومہ والسلام

یعنی ذاتِ احد جَلَّ سُلْطَانُہٗ آئینہ داری ذات وممکنات کردہ وحقائقِ ممکنہ مرآتیتِ آثارِ ذات واحد قہار جَلَّ شَانُہٗ نمودہ۔

سوال۔ چوں کثرت موہومہ بود شریعت کہ مبناءِ آں بکثرت است چگونہ باشد۔

جواب۔ کثرتِ موہومہ نہ بایں معنیٰ ست کہ بمجرد اختراع وہم باشد وتخت خیال، وہم مرتفع شود بلکہ بایں معنیٰ ست کہ در مرتبۂ اطلاق ازاں نام ونشاں نیست۔ مراتبِ تقییدات ہر چند در مرتبۂ اطلاق تحقق ندارد، اما چوں در مراتبِ تنزلیہ بصُنع خداوندی متقن شدہ ومتعلق علومِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا گشتہ، از زوال بارتفاع خیال محفوظ است، وبداں اعتبار موطنِ تکلیفِ ایں نشأہ ومناطِ ثواب وعقابِ دار القرار گشتہ۔ وبالجملہ نزدِ ایں بزرگواراں اوست سُبْحَانَہٗ کہ در مراتبِ مختلفہ واحکامِ متضادہ ظاہر شدہ۔ اطلاق احکامے دارد کہ در مرتبۂ تقیید کاذبہ است، وہمچنیں تقید احکامے دارد کہ در حضرات اطلاق صادق نیست ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

مثلاً حقیقتِ انسان کہ آں را در مرتبۂ اطلاق دو احکام است بلکہ فی ذاتہا مبرا از احکام است، و در مراتبِ تقیید وتعین بقیودِ شخصیہ احکامِ مختلفہ متضادہ دارد ہر چند فی الحقیقت وجود ہماں حقیقت است

واین اختلاف اشخاص جز بعوارض کہ جزءِ حقیقتِ او نیست نہ ۔ اما ہماں یک حقیقتِ واحدہ را مِنْ حَیْثُ اِطْلَاقِ الْحَقِیْقِیِّ وَالتَّقَیُّدَاتِ الذِّہْنِیَّۃِ وَالْخَارِجِیَّۃِ آثار و احکامِ متکثرہ است کہ ظاہر بنیان را سبب توہّم اختلاف آں اشخاص گردیدہ است ۔ و شک نیست کہ چنانکہ اشخاص حقیقتِ انسانیہ باہم تمیز عارضی دارند فی الحقیقت اتحاد دارند ہمچنیں افراد حیوان کہ در حیوانیت شرکت دارند فی الحقیقت وجود ہماں حقیقتِ حیوانیہ را ست و انواع مندرجہ تحتِ آں بعوارضِ اعتبارات است ، زیرا کہ وجود مطلق را ست و قید جز باعتبار نیست ۔ کذالک افراد جسم کہ در آنہا وجود حقیقتِ جسمیہ را ست و اختلاف جز باعتبار نہ ، و مَسْئَلَۃُ الْجَوْہَرِ ثُمَّ الْوُجُوْدِ کہ وجود ہماں حقیقت بسیط را ست در مراتبِ متنزلہ کہ جوہر باشد و جسم و حیوان و انسان و اختلافِ اجناس و انواع و اصناف و اشخاص جز بہ پندار نہ ، و تزاحم آثار و احکامِ آں باختلافِ مراتب ہمہ صادق و ہیچ اشکالے لازم نہ ، و شاہد آنکہ موجود ہماں حقیقتِ مطلقہ جنس الاجناس است کہ در جمیع موجودات ساری ست و باسماءِ متعددہ ظہور فرمودہ و تقیداتش جز باعتبار نیست ، آن است اَنَّ الْاِنْسَانَ جِسْمٌ قَضِیَّۃٌ صَادِقَۃٌ ، و معنیٔ او آن است کہ دو صورتِ مختلفۂ ذہنیہ کہ صورتِ انسان و صورتِ جسم باشد در وجودِ خارجی باہم متحد اند ۔ و چوں جسم با انسان متحد شد و محتاج امرِ زائد گشت ، پس موجود فی الحقیقت ہماں جسم بود و تقییدِ انسانیہ اعتبار بیش نباشد ۔ و نیز چوں جسم را دریں قضیہ با انسان اتحاد شدہ ، قضیۂ اَلْحَجَرُ جِسْمٌ با حجر نسبت اتحاد بود ، پس انسان را با حجر نیز در مرتبۂ جسم اتحاد است بَدَاہَۃً ، پس جمیع مقیّدات با مطلق متحد شدند و ہمچنیں باہم در مرتبۂ مطلق ، و وجودِ حقیقت ہماں مطلق را مقرر شد و مقیداتش اعتباراتِ اوست کہ در مراتبِ تنزل تکثر و تعدد پیدا کردہ در عرصہ گاہِ ظہور آمدہ است ۔ این است بیانِ مجمل مسئلہ وحدت الوجود بنہجے کہ متاخرینِ صوفیہ تقریر نمودہ اند ، و تمسکِ آنہا فی الحقیقت کشف و وجدان است ، ادلہ و براہینے کہ برآں ایراد نمودہ اند از قبیل تنبیہات است بر بدیہات قطب المحققین حضرتِ ایشانِ مالہا دریں باب مقالاتِ مفردہ است در ضمن تحقیقاتِ فائقہ و تدقیقاتِ رائقہ کہ مؤید است بکتاب و سنت و قرین است باعتقادِ اہلِ سنت و جماعت میفرمایند کہ مقصود از سیر و سلوک تحصیلِ لوازمِ بندگی ست نہ حصولِ ربوبیتِ خداوندی ، و تحقیقِ معرفتِ نفس است بذل و افتقار و عرفانِ مولیٰ جَلَّ وَعَلَا بکمالِ غنا و اقتدار ۔ کسانے کہ بخبثِ ذاتی موصوف است

و بدناءتِ طبعی موسوم ، او چگونہ عین سلطان ذی شان باشد پس حکم بعینیت چساں وجیہ بود و قصۂ وحدت و اتحاد چگونہ پسندیدہ باشد ، مگر در حالتِ سکر و غلبۂ حال کہ اَلسُّکَارٰی مَعْذُوْرُوْنَ ۔ و الا اہلِ صحو و تمیز اتحادِ قاذورات و فضلات را با آں فَاطِرُ الْاَرْضِیْنَ وَالسَّمٰوَاتِ کہ قدوسی صفتِ ذاتی اوست و سُبّوحی اظہر صفاتِ او ہرگز تجویز نہ نمایند ، و بفرقِ اعتباری درمیانِ مراتبِ تنزیہ و مقالاتِ تشبیہ اکتفاء نکنند ، و عبودیت را با ربوبیت درہم نسازند و بداہتِ عقل را از دست ندہند ۔ و آنچہ منتسبانِ وحدتِ وجود کہ بعینیت قائل اند گفتہ اند کہ حقیقتِ واجب تعالیٰ ہستی مطلق و وجود بحت است و براں بناءِ مسئلۂ وحدتِ وجود داشتہ کَمَا مَرَّ مُجْمَلًا مدخول فیہ است ، زیرا کہ آں بر تقدیرے مسلّم باشد کہ ذاتِ باری تعالیٰ بوجود موجود بود و ہستی کائن بود تا گفتہ شود کہ ہستی او عینِ ذاتِ او باشد ۔ قطب العرفاء شیخ علاء الدولہ سمنانی گفتہ کہ فَوْقَ عَالَمِ الْوُجُوْدِ عَالَمُ الْمَلِکِ الْوَدُوْدِ یعنی در مقامِ اطلاق چنانکہ سائرِ اعتبارات را گنجائش نیست ، وجود را نیز کہ از جملہ کمالاتِ ذاتیہ اعتباریہ است در آنحضرتِ علیا بار نبود لَا عَیْنِیَّۃً وَّلَا زِیَادَۃً ۔ ہرگاہ نزدِ ایں اکابر حیات و علم و سمع و بصر و قدرت و ارادہ و تکوین کہ صفاتِ حقیقیہ اند و وجودِ شاں زائد بر وجود ذاتِ مقدس نیست ، با وجودِ آں نمے تواں گفت کہ حقیقتِ واجب تعالیٰ علم است یا قدرت است مثلاً ، ہمچناں وجودِ او تعالیٰ چوں زائد بر ذات نباشد چرا حقیقت واجبی باشد ۔ بدیہی ست کہ کنہ ذاتِ واجب تعالیٰ مجہول مطلق است و قول بانکہ حقیقتِ او تعالیٰ وجود است و ہستی مطلق منافیِ آن است ما آنکہ تعقلِ موضوع در حکم درکار است ۔ و چوں مقرر شد کہ حقیقتِ واجبی جَلَّ وَعَلَا وراءِ وجود است پس وجود بر تقدیرِ وجود صادر ے باشد از مصنوعاتِ تعالیٰ پس بر تقدیر معروضیتِ او مر حقائقِ ممکنات را و عارضیتِ او ، و بر فرضِ عینیتِ او مقیدات کونیہ را او با غیریت او مر آنہا را حکمِ عینیت درمیان واجب و ممکن متصور نبود ۔ ایں قدر ہست کہ آنچہ در عرصۂ ظہور آمد چوں پرتوے ست از انوارِ کمالِ او و ظلے ست از ظلالِ شیون و اعتباراتِ او و دائرۂ ممکنات جز مظاہرِ جمال و کمالِ او نیست ، ناچار والہانِ جمالِ لایزال را نظر بداں ظلالِ نور الانوار نیست و مرایاءِ مظاہر از ساحتِ شہودِ شاں ساقط است ۔ و آں انوارِ مقدس مقتبس از اں نور است کہ لَا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ نشان از اں است ، پس مشہود و منظور در پردۂ کثرت جز واحد علی الاطلاق نیست ۔ و فرقۂ را ایں اختفاء

مرآت وگمانِ اتحادِ ظل باصل بحکم عینیت دلیر ساخت وبر وحدت واتحاد آورد، گفتند ؎

مجموعۂ کون را بقانون سبق — کردیم تصفّح ورقاً بعد ورق
حقا کہ ندیدیم و نخواندیم درو — جُز ذاتِ حق وشیونِ ذاتیۂ حق

ماناکہ ایں اکابر از مزج تشبیہ مطلق خلاصی نیافتہ اند و بحضرتِ اطلاق تبختر نفرمودہ ولذا گفتہ اند ؎

باگل رُخِ خویش گفتم اے غنچہ دہاں — ہر لحظہ مپوش چہرہ چوں عشوہ دہاں
زد خندہ کہ من بعکسِ خوبانِ جہاں — در پردہ عیاں باشم وبے پردہ نہاں

واگر در ریاض قدس تنزیہِ حقیقی عبور میکردند، عنانِ توجہ از ہرچہ بداغِ چونی وچندی متّسم است تافتہ بہ بیچون مے شتافتند وتشبیہ را بہ تنزیہ مختلط نمے داشتند وبحقیقت کلمۂ لاہمہ را منتقی مے ساختند۔ ہویدا است کہ مطلق از اوجِ اطلاق تنزل نفرمودہ است ومقیّد را در حضیضِ تقیّد عروج محال، ہرچہ تنزل است وبتقید آمدہ از اطلاق بمراحل دُور است، مَالِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ، اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ۔ غناءِ ذاتی حضرتِ کبیر متعال آئینہ برنتابد وآئینہ را تابِ مقابلۂ آں نبود واِنَّ الْحَادِثَ اِذَا قُوْرِنَ بِالْقَدِیْمِ لَمْ یَبْقَ لَہٗ اَثَرٌ۔ آرے چوں وجود از اخصِ کمالات واجبی ست ومبدءِ خیر، ممکن کہ حکم عدم ذاتی اودارد کہ ماوراءِ شراست اثبات نمودن جُز بطریقِ تجوز واستعارہ مشکل است پس عالم را جز وجودِ اراءتے وخیالے نصیب نبود چنانچہ صُورتِ منعکسہ در مرآت۔ فرق درمیان ہر دو ثبوت آن است کہ ثبوتِ عالم ہرچند در مرتبہ حس و اراءت است اما صنع قادرِ مختار در ہمہ مرتبہ بآں متعلق شدہ تقررے پیدا کردہ متقن گردیدہ است واز اول بزوال حس وخیال محفوظ ماندہ ومورد احکام صادقہ گشتہ۔ وچوں وجود واجبی جَلَّ وَعَلَا در مرتبۂ خارج بود وتحقق عالم در مرتبۂ حس واراءت، از وجود عالم تحدید واجب تَعَالٰی لازم نیاید کہ تجدید اتحاد مرتبہ را خواہان است۔ بدیہی ست کہ صورت مرآتیت مصادم وجود وجود زید کہ در خارج وجود ثبوت دارد نمے شود۔ ازیں بیان وحدتِ وجود بمعنی اثبات قدم ورفع حدوث بحصول پیوست وحقیقت توحید لائح گشت کہ نفی ماسواءِ او تَعَالٰی بودہ باشد، وکنہِ فناء کہ از سالک نام ونشانے از ذات وفعل او نماند ونفی انتساب کہ بطور مشربِ اول بحصول آید کہ آں صورتِ فناءست۔

سوال۔ اہلِ وحدتِ وجود چوں قائلِ جمع بین التشبیہ والتنزیہ اند باید کہ شہودِ ایشاں اتم بود وایمانِ آنہا اکمل، زیرا کہ ایں جماعت مرتبۂ تنزیہِ حقیقی را مسلّم داشتہ، تشبیہ چوں از مراتبِ تعین اوست بآں تنزیہ ایمان داشتہ مرآتِ کمالِ مطلق میدانند۔

جواب۔ لانسلم دریں مشربے کہ ما در مقامِ تحقیقِ آنیم از تشبیہ انکار واز مشاہدۂ کمال لایزال در ظلال آں اعراض است، اما مابہ الاختلافِ اطلاق لفظِ عینیت واتحاد است درمیان تنزیہ وتشبیہ بر تحقیق ما عالم مظہرِ کمالات است اما مظہرِ عین ظاہر نیست وبمشرب اہلِ وحدتِ وجود کائن است وایں مزج تشبیہ وتنزیہ دامنِ ہمّت را از اطلاق حقیقی باز داشت وکارخانہ سلوک را بمراتبِ تعیّنات معطل ساخت۔ ماند تحقیقِ اعیانِ ممکنات، چوں سخن بتطویل انجامید از خوفِ ملالتِ طبعِ مستمعان بوقت دیگر موقوف داشت۔ اگر مشیئت موافقت نمود شمۂ ازاں بتحریر آید۔ والسلام

مکتوب ۳۵ سی وپنجم۔ بنام مولانا محمد صدیق کشمی در کلمۂ اَلْخَیْرُ فِیْمَا صَنَعَ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ حضرتِ حق سُبْحَانَہٗ ذات بابرکات مخدومی مکرمی را مشمول عنایاتِ خویش بدولت سرفراز سازد کہ حوصلۂ امانی آں برنتابد ودر ساحتِ استعداد نگنجد۔ چہ آنچہ در فضاءِ حوصلۂ ممکن آید وموافقِ قابلیتِ او بود دامنِ عزِ مطلوب ازاں بزرگ است وسُرادقاتِ کبریائی او ازاں متعالی، حصولِ آں جُز بفضل راست نیاید وجُز عنایتِ صرف راہ بآں نبود کہ پاءِ علم ازاں مرتبۂ مقدسہ لنگے دارد وچشمِ عرفان وسلوک دراں بے نشان خیرہ۔ نامۂ مکرمت کہ مصحوب اخوی اعزی میاں محمد یحیےٰ مرسل بود مشرف ساخت، مرقوم بود کہ اَلْخَیْرُ فِیْمَا صَنَعَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ درباب کفار چگونہ راست آید بکرما! ممکن است کہ مراد بخیر اصلح نظام عالم باشد وافق بحکمتِ عام، وظاہر است کہ ضلالِ جماعت ہرچند نسبت بذاتِ شاں شراست اما نسبت بحکم عام خیر است چنانکہ کلمۂ معروفہ لَوْلَا الْحَمْقٰی لَخَرِبَتِ الدُّنْیَا ایماء بداں دارد، وحضرت خلیل الرحمٰن عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ در مناجات گفت وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ بِکَلِمَۃِ التَّبْعِیْضِ رِعَایَۃً لِّقَضِیَّۃِ الْحِکْمَۃِ عَلٰی مَا قَالُوْا۔ چنانچہ در عالم صغیر کہ انسان باشد ظہورِ فضل عالمِ اصغر کہ قلب بود بطغیانِ ہواہاءِ نفسانی ست، ہمچناں فضلِ ایشاں در عالمِ کبیر باستیلاءِ شیاطینِ انفسی وآفاقی ست، اگر نہ ظہورِ شرور در اہلِ کفر وطغیان مے بود طلوعِ نورِ خیر در اہلِ فلاح وایمان ممکن

نمی بود۔ آنچہ مرقوم فرمودہ اند کہ از خیر محض ہر چہ بظہور رسد محض خیر است ولیکن بمقتضاء محل خیر صورت شر پیدا کرد، باز سخن درانجامے رود کہ آں محل نیز بصنع خداوندی ست جَلَّ وَعَلَا، اگر کفر شود کہ در اصل اقتضاء اسم المُضِلُّ است کہ جمعے را علاجِ سلوکِ آں طریق باید نمود و سخن دراں مرتبہ نیز مردود آنچ۔ مکرما! حلِ ایں اشکال بطور صوفیہ وجودیہ ظاہر است بطورِ ایں اکابر شرِ مطلق گریز نیست ہر چہ ہست نسبت است وفی ذاتہٖ ہمہ خیر است، چنانچہ در کتبِ سلوک بتفصیل مشروح است وہمچنیں بمشرب قطب المحققین حضرتِ ایشانِ ما قُدِّسَ سِرُّہٗ زیراکہ حقائق ممکنات عدمات است کہ بالذات شر دارد و خیر مستعار و مستفاد از حضرتِ ذات واجب الوجود است پس در ظہور کمالاتِ ذاتیہ در مرایاءِ اعدام شرارت نیست و ہر شر از مرآت کہ عدم است کہ موطن نقص وفساد است شر شدہ است، کریمہ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ایماءِ بداں دارد۔ مناسبِ ایں مقدمہ است آنچہ متکلمین فرمودہ اند کہ خَلْقُ الْكُفْرِ لَيْسَ بِقَبِيْحٍ بَلْ هُوَ حَسَنٌ وَّجَمِيْلٌ وَّاِنَّمَا قُبْحُ الْكُفْرِ فِيْ كَسْبِهٖ۔ پس ما در مَا صَنَعَ اللّٰهُ اگر مصدریہ است ومعنے خیر فِيْ صُنْعِ اللّٰهِ وَفِعْلِهٖ است وآں موجّہ است۔ واگر موصولہ است پس محصول او آن است کہ اَلْخَيْرُ فِيْ شَيْءٍ صَنَعَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ۔ وآں نیز محقق است زیراکہ مفعول ومصنوع الٰہی ست جَلَّ وَعَلَا، مثلاً کفر فی ذاتہٖ حسن باشد مِنْ حَيْثُ كَوْنِهٖ مَنْسُوْبًا اِلَى الصَّانِعِ، وقبیح باشد مِنْ جِهَةِ كَوْنِهٖ مَنْسُوْبًا اِلَى الْعَبْدِ وَكَسْبِهٖ، وَلَا مَحْذُوْرَ فِيْهِ۔ وَالسَّلَامُ

مکتوب ٣٦ سی وششم۔ بنام شیخ عبد الاحد پسر خود در شرحِ بیتِ حافظ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

ماجرا کم کُن و باز آ کہ مرا مردمِ چشم … خرقہ از سر بدر آورد و بشکرانہ بسوخت

خطاب بمعشوقے کہ بنازِ معشوقی واستغناءِ محبوبی موصوف است وجز حرفِ عز وسخنِ کبریاء بر صفحۂ روزگارش نگذشتہ نمودہ مے گوید، کہ ماجراءِ کبر وقصۂ غنا کوتاہ کن وطریقۂ مہربانی ولطف پیشہ گیر وبساط مہاجرت را در پیچیدہ بدولت خانہ وموانست دِہ باز آ یعنی رُوح را پیش از تعلق بایں بدن ہیولائی وپیکرِ ظلمانی در بارگاہِ قدس وحدت حقیقت بار بود ومحرمیت آں حریم محترم شرفِ احترام داشت۔ باز بعد از قطع تعلق کثرت موہومہ بسعادتِ قُرب و وصال۔ خود را سرفرازی بخش،

ومراد از چشم کہ محلِ بصارت است دل است کہ موطنِ بصیرت است، ومراد از مردمِ چشم فؤاد است کہ مرکزِ قلب است کہ محلِ مشاہدۂ الٰہی ست۔ خرقہ یعنی لباسِ تعین وتقید کہ حجاب حضرتِ اطلاق بود وغمامہ بر آفتابِ احدیت، از سر یعنی خیال کہ محلِ آں دماغ است و وجود قیود جز دراں نیست زیراکہ در مقامِ خارج وحقیقت جز اطلاق واحدیت را وجود نیست، چنانچہ شیخ محی الدین ابن العربی قُدِّسَ سِرُّہٗ بیان فرمودہ اَلْاَعْيَانُ مَا شَمَّتْ رَائِحَةَ الْوُجُوْدِ بدر آوردہ از دیدۂ خیال دوبین کشیدہ بشکرانہ بسوخت۔ شکر عبارت است از صرفِ عبد جَمِيْعَ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِيْمَا خُلِقَ لِاَجْلِهٖ۔ پس حکمت در آفرینش دل آن است کہ تفکر در کمالاتِ حقیقت نمودہ ہر چہ بداغِ عدم موسوم است از نظر اعتبار ساقط کردہ واز کثرتِ وہمیہ خیالیہ گریختہ باحدیتِ مطلقہ آویزد، واز ہمہ تافتہ بکعبۂ مراد توجہ نماید۔ پس افناءِ ماسوا واہلاکِ تعیناتِ وہمیہ جزءِ شکر باشد۔ پس محصول بریں نمط باشد کہ ماجراءِ جفاءِ ہجر کم کن کہ موجب ہجر تعلق باطن بود بایں کثرتِ موہومہ وتعیناتِ کونیہ امکانیہ۔ وچوں لباس دوئی وخرقۂ دوبینی دریدہ شد ومطلق از پس غمامِ تعلقات متجلی گشت قصۂ فراق کوتاہ باید وحدیثِ ہجراں باتمام رسد، اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ بظہور آید ومعاد حکمِ مبدءِ پیدا کند ؎

جامی معاد ومبدءِ ما وحدت است وبس … ما درمیانِ کثرتِ موہومہ والسلام

سوال۔ ہرگاہ مانع وصال لباسِ دوئی بود وآں دریدہ شد وبعد ارتفاع مانع جز حصولِ مطلوب چارہ نبود پس چرا گفت ماجراء کم کن و باز آ ونگفت دُور کن زیراکہ کم ساختن ماجراءِ فراق مقتضی بقاءِ اصلِ فراق است۔

جواب۔ دریدنِ لباسِ دوئی چوں در شہودِ عارف است ودر وجود محال از فراق چارہ نبود و از ہجراں گذر نہ۔ ؎

آں وہم بود کز تو دوئی برخیزد … امکان وحدت براہِ روی برخیزد

سوال۔ ہرگاہ تعیناتِ علمیہ باشد پس بارتفاع شہود کثرتِ ارتفاع تعیناتِ علمیہ لازم آید، زیراکہ در خارج مطلق ازاں نام ونشان نیست۔

جواب۔ تعیناتِ علمیہ است اما چوں معلوم است و در مرتبۂ اراءَت ایقان یافتہ، بارتفاعِ

خیال ووہم مرتفع نشود کہ اِنْقِلَابُ عِلْمِ اللّٰہِ محال است۔

جواب دیگر آنکہ ارتفاعِ کثرت از علم بالکلیہ ممنوع است ووصول باطلاقِ حقیقی محال است

؎ عنقاء شکارِ کس نشود دام باز چین — کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

گر ز معشوقت خیالے در سر است — نیست معشوق آں خیالِ دیگر است

تحقیق آن است کہ اِنَّ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ وَّظُلْمَۃٍ لَّوْرُفِعَتْ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ، ہر چند حجب ظلمانی کہ حجب امکانیہ است مرتفع شود اما حجب نورانیہ کہ عبارت از اسبالِ کبریا ست واز استارِ عزت برجا ست۔

؎ نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدیؔ را سخن پایاں — بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

؎ با گلِ رُخِ خویش گفتم اے غنچہ دہاں — ہر لحظہ مپوش چہرہ چوں عشوہ دہاں

زد خندہ کہ من بعکس خوبانِ جہاں — در پردہ عیاں باشم و بے پردہ نہاں

عزیزے گوید ؎

غرض وراءِ امکاں چہ خیالِ فاسد است ایں — ہوسِ جمالِ سلطاں بدلِ گدا نشستہ

شیخ عبداللہ انصاری گوید ؎

الٰہی یافت تو آرزوءِ ماست — اما دریافتِ تو نہ بازوءِ ماست

دست بگریبانِ او نیست ببازوءِ کس — بو الہوساں فضول سر بگریباں برند

نے پاءِ آنکہ از کرۂ خاک بگذرم — نے دست آنکہ پردۂ افلاک بردرم

ع لَا مِنْکَ الْفِرَارُ وَلَا عَنْکَ الْقَرَارُ

؎ چہ من سرمایۂ جز غم ندارم — چرا ہر لحظہ صد ماتم بدارم

ومے تواند کہ ایں بیت خطاب باشد از خداوندِ عین الیقین بصاحبِ علم الیقین۔ یعنی ماجراءِ استدلال وبحث وقیل وقال کوتاہ کن وازیں تنگناءِ جدال باز آو بساحت دل در آکہ مرا مردمِ چشم یعنی دیدۂ شہود خرقۂ علم راکہ حجاب اکبر است از سر برداشتہ است، واز دماغ کہ محلِ عقل است بدر آوردہ بشکرانہ بسوخت ونام ونشان ازاں نگذاشت، چراکہ در فضاءِ عیں حجابِ علم را گنجائش نیست۔ وایں رفعِ حجاب موہبتے ست از حضرت دہاب ومورد شکر محمدت وتعالیٰ۔

ونیز مے تواند خطابِ صاحبِ علم باشد مر جاہلاں را۔ یعنی ماجراءِ جہلِ مرکب یا بسیط کہ ناشی از فسادِ نظر است یا تعطیلِ آں کوتاہ کردہ عقل ودانش را کار فرما کہ مرا مردمِ چشم یعنی عقلِ مستقیم وفہم قویم خرقہ یعنی لباسِ غباوت وضلالت از سرِ من بدر آوردہ بنظرِ صحیح دلالت فرمودہ بشکرانہ بسوخت۔

ونیز مے تواند کہ ایں شعر خطاب صاحبِ تجلّیِ صوری باشد مر مبتدی راکہ بمجاہدہ شروع وسلوک نمودہ باشد وبدولتِ تجلیات نرسیدہ۔ یعنی ماجراءِ فراق از محبُوب کہ نصیبِ تُست بمن مگو وکوتاہ کن کہ مرا مردمِ چشم یعنی دیدۂ باطنِ من یا مُرشدِ کاملِ من خرقۂ غفلت از سرِ من بدر آوردہ بشرفِ تجلّی رساندہ بسوخت تا در صُور واشکال بجمالِ محبُوب ذوالجلال خود متلذذ ام۔ ؎

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرتِ شوق — ہر کجا می نگرم رُوءِ ترا می بینم

ویحتمل کہ ایں بیت خطاب صاحبِ تجلّیِ معنوی باشد بصاحبِ تجلّیِ صوری۔ یعنی اے آنکہ از پردۂ صُور مشاہدۂ جمالِ بیکیف مے نمائی واز کثرتِ موہومۂ ظاہرہ بالکل خلاصی نیافتی واحدیت را در کثرت مِنْ حَیْثُ الْکَثْرَۃ مطالعہ مے نمائی واز صورت بمعنی پے نبردۂ ماجراءِ خود کوتاہ کن وبمن تلبیس حق بباطل مکن کہ مرا مردمِ چشم یعنی دیدۂ معنی بینِ من یا مرشدِ کاملِ من خرقۂ شہودِ صورت را بدر آوردہ بدولتِ شہودِ معنی رساندہ بشکرانہ بسوخت ؎

صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر — کو با جمالِ جاناں پنہاں چہ کار دارد

چُنانکہ در محلے بایں اشعار نمودہ مے گوید ؎

چشم آلودہ نظر از رُخِ جاناں دُور است — بر رُخِ او نظر از آئینۂ پاک انداز

ونیز مے تواند خطاب باشد از صاحبِ تجلّی ذات بصاحبِ تجلّیِ صفات۔ یعنی ماجراءِ تعلق بشیون وصفات کوتاہ کن وبا وجود طلوعِ احدیتِ ذات بعیونِ علمیۂ کمالات نگراء کہ مرا مردمِ چشم یعنی ذاتِ احد کہ چشم کنایہ از عین ثابتہ است ومردم چشم ذاتِ مطلقہ کہ اَلْحَقُّ یَتَعَیَّنُ فِیْ کُلِّ مُتَعَیَّنٍ خرقہ یعنی حجاب نوریّتِ صفات از سر یعنی مبدءِ تعینات کہ مرتبۂ اطلاق باشد از دیدۂ شہودِ من برداشتہ بشکرانہ یعنی جزاءِ ہمتِ من کہ در حُبِّ ذاتی نمودہ ام بسوخت واثرے ازاں شہود نگذاشت۔ ونیز مے تواند کہ خطاب باشد از سالکے کہ از مجاہدہ پا در مشاہدہ مے نہد بخود۔ یعنی اے نفس بعد ازانکہ مجاہدۂ شدیدہ نمودی وسلوکِ طریقِ پیرویِ شریعت کردی ماجراءِ یأس بوصول بارگاہِ مشاہدہ ولحوق بہ پیشگاہ

حقیقت کوتاہ کن کہ مردم چشم یعنی محبوبِ من کہ در من مجاہدات و ریاضات منظور نظر طلب و مشہود دیدۂ حُبِ من اوست و کریمی صفت جمیلۂ او و شاکری سمت جلیلۂ او خرقہ از سر یعنی حجابِ تعینات از دوشِ غناءِ ذاتیِ خود کہ بر رُوءِ اطلاق کشیدہ بدر آوردہ و از پیش نظر والہ جمالِ ذاتیِ خود برداشتہ بشکرانہ یعنی بجزاءِ مجاہدہ کہ در راہِ طلب او رفتہ بسوخت و اثرے از آثار آں در دیدۂ شہود نگذاشت۔ و نیز می تواند کہ ایں خطاب باشد از عاشقِ شوریدہ کہ از تنگناءِ عقل بمراحل رفتہ بفضاءِ جنوں رسید بعاقلے کہ در بندِ عقل گرفتار است۔ کہ اے محبوسِ عقیلۂ عقل ماجراءِ ہوشیاری کوتاہ کن و قصۂ فکرِ دور اندیش بگذار کہ مرا مردم چشم یعنی دل داناءِ من خرقۂ عقل معاش کہ مجبول است بر مزاولتِ ارادۂ باطلہ و اعراض از مطلب اعلیٰ و مقصد اسنیٰ از سرِ طبیعتِ کونیہ کہ مزاجش از آب دو بینی سیراب گشتہ برآوردہ بسوخت و خلعت عقلِ معاد و علمِ اعلیٰ پوشانیدہ از ماسوا غفلت و در حضرتِ مولا علے الاطلاق حضور بخشید۔ چنانکہ خود باں اشعار نمودہ میگوید ؎

خرقۂ زہد مرا آبِ خرابات ببرد — خانۂ عقلِ مرا آتشِ خمخانہ بسوخت

و نیز گفتہ ؎

چوں شدم مجنونِ رُوءِ عشقِ لیلیٰ درجہاں — عاقلا پندے مدہ ہمچوں منِ دیوانہ را

و نیز مے تواند کہ خطاب باشد از عارفِ آزاد بزاہدے کہ در بندِ طاعتِ خود گرفتار است یعنی ماجراءِ غرور و پندارِ حضورِ خود کوتاہ کن و از صولتِ زہد و عبادتِ خود درگذر کہ مرا مردمِ چشم یعنی مُرشدِ کاملِ من خرقۂ غرور و سرورِ مجاہدہ از سرِ من کشیدہ بشکرانہ بسوخت و نامے ازاں نگذاشت۔ چنانچہ اِشعارے بداں نمودہ مے گوید ؎

تو و تسبیح و مصلّٰے و رہِ زہد و صلاح — من و میخانہ و زنار و رہِ دَیر و کنشت

یک جو از خرمنِ ہستی نتواند برداشت — ہر کہ در دارِ فناء در رہِ حق دانہ نکشت

و ایں تربیت چوں اداءِ واجب است از شیخ جزاءِ آں را بشکرانہ بجا آورد۔ و نیز مے تواند خطاب عاشقِ والہ بودہ باشد بملامت گرِ خود یعنی ماجراءِ ملامت و قصۂ جفا کوتاہ کن کہ مرا مردمِ چشم یعنی محبوبِ من خرقۂ حجاب از پیشِ آفتابِ جمالِ خود برداشتہ مرا بدولتِ عشق نواختہ است و بزندانِ محبتِ خود مبتلا ساختہ چنانچہ طاقتِ من طاق شدہ و خرمنِ صبرِ من بباد رفتہ، و ایں رفعِ

حجاب و نقاب اداءِ آں شکرِ جمال است کہ حُسن را ظہور درکار است و عشق را در پاءِ آں سرِ نیاز ؎

ہر کُجا حُسن می نماید رُو — می نہد سر بسجدہ عشق آں سُو

؎ یَا لَائِمِی فِی الْہَوٰی اَعْذُرْنِیْ مَعْذِرَۃً — مِنِّیْ اِلَیْکَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمْ

بدیہی ست کہ کفران کہ ضد شکران است عبارت از ستر نعمت است، پس اظہار ناچار شکرانہ آمد، مقرر است مِنْ شُکْرِ النِّعْمَۃِ اِظْہَارُہَا۔ وَہُوَ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ۔ والسّلام

مکتوب ۳۷ سی و ہفتم۔ بنام اورنگ زیب عالمگیر سلطان الہند در ترغیب ترویج احکام شرعیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُقَرَّبِیْنَ الْاَخْیَارِ، وَاٰلِہِ الْاَطْہَارِ وَصَحْبِہِ الْاَبْرَارِ۔ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْضٰی لَکُمْ ثَلَاثًا وَّیَکْرَہُ لَکُمْ ثَلَاثًا۔ یَرْضٰی لَکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا، وَاَنْ تَنَاصَحُوْا مَنْ وَّلَّاہُ اللّٰہُ اَمْرَکُمْ۔ وَیَکْرَہُ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مُّہْلِکَاتٌ وَّثَلَاثٌ مُّنْجِیَاتٌ وَّثَلَاثٌ کَفَّارَاتٌ وَّثَلَاثٌ دَرَجَاتٌ۔ فَاَمَّا الْمُہْلِکَاتُ فَشُحٌّ مُّطَاعٌ، وَہَوًی مُّتَّبَعٌ، وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ۔ وَاَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَالْعَدْلُ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضٰی، وَالْقَصْدُ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی، وَخَشْیَۃُ اللّٰہِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ۔ وَاَمَّا الْکَفَّارَاتُ فَانْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْکَرِیْہَاتِ، وَنَقْلُ الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ۔ وَاَمَّا الدَّرَجَاتُ فَاِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَالصَّلٰوۃُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ۔ رَوَاہُ الطِّبْرَانِیُّ۔ وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ ابْنِ عُبَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لَّا تَرٰی اَعْیُنُہُمُ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ، وَعَیْنٌ حَرَسَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَعَیْنٌ غَضَّتْ مِنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ۔ اما بعد ذرہ خاکسار بمیقدار بعرض اشرف ارفع بندگان حضرت امیر المومنین ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرَضِیْنَ، رَافِعُ اَعْلَامِ

الشریعۃ الغرّاء قامع بنیان البدعۃ الغبراء، مالک السلطنۃ القاهرۃ کاسر اعناق الکفرۃ الأکاسرۃ، محی السنّۃ والاسلام رحمۃ اللہ علی الانام میرساند کہ بحمد اللہ تعالیٰ از متاعب سفر نجات یافتہ بتاریخ پنجم شہر حال بزاویۂ مسکنت رسید، وبفراغ خاطر و جمع ہمت بوظیفۂ دعاء کہ شیوۂ فقراست مشتغل گردید۔ وچوں ایں دعاء ظہر الغیب متضمن صلاح عام وانتظام نظام است واز صمیم قلب وخلوص نیّت، مثمر عزّ اجابت وشرف قبولیت است۔ الحمد للہ کہ بطلوع آفتاب ہدایت ظلمات کفر وضلالت رُو بانعدام آورد وبیخ الحاد وبدعت از پا افتاد، ورایات عدل وانصاف باُفق اعلیٰ رسید وآثار قطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العلمین بظہور پیوست۔ معہذا اگر راہ عنایت ودیں پروری درباب رفع ما بقی من الفواحش و المنکرات ومنع برخے از منہیات ومسکرات بمقتدایان خدمات اسلام تاکید اہتمام رود نورٌ علیٰ نوراست، ودرباب تعمیر مساجد مندرسہ ومدارس معطلہ وترفیہ علماء وفضلاء وتکریم زہاد وصلحاء احکام واجب الاستعلام شرف صدور یابد موجب اعلاء ارکان شریعت بیضاء وتمکین دولت عظمیٰ بطریق اتم باشد۔ زیادہ براں جرأت از حد ادب دُور است۔ کامل بیگ کہ بحکم اشرف رفیق سفر بود در رعایت حکم جہاں مطاع واداء حقوق اخوّت فروگذاشت دقیقہ نکردہ، رحمت خدا بر مسلمانے وحلال نمکے۔ والحمد للہ اوّلاً وآخراً والصلوٰۃ علیٰ رسولہ دائماً وسرمداً۔ والسلام

مکتوب ۳۸ سی وہشتم۔ بنام شیخ ابراہیم مدرس مدینہ منورہ۔ در معرفت الٰہی و در فضلیت طریقۂ نقشبندیہ۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد حمد اللہ العزیز السلام والصلوٰۃ علیٰ رسولہ خیر الانام، وعلیٰ اٰلہ واصحابہ دعاۃ الناس الی دار السلام، فیبلغ العبد الضعیف محمد سعید العمری النقشبندی الاحمدی الی الاخ الکامل الحبر المحقق الفاضل المدقق الشیخ ابراهیم الخیاری المدنی سلّمہ اللہ سبحانہ وابقاہ واوصلہ الیٰ غایۃ ما یتمنّاہ هدیۃ التحیۃ والسلام، ویدعو لہ من صمیم قلبہ بالسلامۃ والاستقامۃ والعافیۃ والکرامۃ، ویرجو لہ من اللہ الکریم ان یجعلہ مقروناً بالاجابۃ والقبول۔ ونسأل من فضلہ ان یرزقہ علم الوراثۃ، فانّ

علم الظاهر اذا اقترن بالعمل وقورن بالاخلاص اورث معرفۃ الاسرار التی هی المقصد الاعلیٰ والمطلب الاسنیٰ من الافعال الظاهرۃ والاعمال الصالحۃ کما اشیر الیہ فی قولہ تعالیٰ هو الذی انزل علیک الکتٰب منہ اٰیاتٌ محکماتٌ هنّ امّ الکتٰب واُخر متشابهاتٌ ط الاٰیۃ۔ ولا شک انّ المقصود من الامر ظهور النتائج، فکذا المقصود من المحکمات اسرار المتشابهات التی للراسخین الذین هم اهل الوراثۃ الواصلین الیٰ درجات متابعۃ سیّد المرسلین علیہ وعلیٰ اٰلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیّۃ حظٌّ وافرٌ منها۔ ولیعلم انّ الطریقۃ النقشبندیّۃ التی شرفتم باخذها واحرازها اقرب طریقٍ الیٰ تحصیل هٰذہ الدرجۃ العلیا، وفیها تقدّم الجذبۃ علی السلوک۔ فالسالک لهٰذہ الطریقۃ العلیّۃ مجذوبٌ سالکٌ وهو المسمّی بالمراد والمحبوب۔ وفی سائر الطرق شروع السیر من عالم الخلق وفی هٰذہ الطریقۃ من القلب الذی هو محلّ الجذبۃ۔ وهٰذا الحضور والالتذاذ الذی نجدہ فی اوّل القدم من اٰثار الجذبۃ۔ وایضاً فی هٰذہ الطریقۃ التزام والاجتناب عن البدعۃ رأساً والعمل بالعزیمۃ والاحتراز عن الرخصۃ مطلقاً۔ وایضاً فیہ اندراج النهایۃ فی البدایۃ۔ واوّل القدم منها استیلاء سلطان الذکر علی الباطن بحیث یصیر غافلاً عن نفسہ وعمّا سواہ، ثمّ الفناء فی الذکر، ثمّ فناء الذکر والذاکر فی المذکور الذی هو خلاصۃ مقام السکر، ثمّ التشرّف بمقام الصحو والبقاء والتخلّق باخلاق اللہ والتحقّق بما اشیر الیہ فی قولہ تعالیٰ اولٰئک یبدّل اللہ سیّاٰتهم حسنٰتٍ، وهو مقام بی یسمع وبی یبصر، وبعدہ مقام جمع الجمع۔ رزقنا اللہ وایّاکم قطرۃً من بحار اذواقهم ومواجیدهم۔ والسلام

مکتوب ۳۹ سی ونہم۔ بنام اورنگ زیب عالمگیر سلطان الہند۔ در سفارش شیخ شہاب الدین بُرہانپوری۔

عن انسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّہ قال من کانت نیّتہ طلب الدنیا، شتّت اللہ علیہ امرہ وجعل فقرہ بین عینیہ ولم

يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ - وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ، جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ - رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ - اَمَّا بَعْدَ حَمْدِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ فَازُوْا مِنْهُ بِحَظٍّ جَسِيْمٍ، ذرهٔ خاکسار بے مقدار معروض خادمانِ عتبۂ علیہ مے گرداند کہ ایں احقر چوں بشہر محاذ رسید، مطلع شد کہ حقائق آگاہ شیخ محمد برہانپوری کہ بحج رفتہ بود رحلت نمود و فرزندانِ ایشاں صلاح آثار شیخ شہاب الدین وغیرہ دریں شہر رسیدند و بانتظار موسم نشستہ اند تا بوطن مراجعت نمودہ بزاویۂ مسکنت اقامت نمایند۔ بر پریشانی احوال آں جماعہ چوں واقف شد ترحم بخاطر فاتر راہ یافت، و حل ایں عقدہ در عالم اسباب وابستہ بعنایت و توجہ ایشاں یافت، ناچار بدو کلمہ مصدعِ خدمتِ آں سُدّہ سنیہ گشت ۔ چناں کرم فرمایند کہ بجلاوت درگوشہ بیادِ حضرتِ حق سُبحانہٗ مشغول باشند و ہموارہ بدعاءِ سلامتی آں حضرتِ عالی رطب اللسان گردانند۔ شیخ شہاب الدین باوجود طریقۂ بزرگانِ خود از طریقۂ ایں فقراء نیز حظّے گرفت ۔ بالجملہ بوجوہ محل کرم و ترحم است، زیادہ برآں گستاخی نرفت - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا - وَالسَّلَام

مکتوب ۴۰ چہلم ۔ بنام اورنگ زیب عالمگیر سلطان الہند ۔ در ترغیب بر تائید ارکانِ شریعتِ غرّاء۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ، وَعَلٰى اٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَصَحْبِهِ الْاَبْرَارِ - عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا بَنِيْ اٰدَمَ كُلُّكُمْ مُّذْنِبٌ اِلَّا مَنْ غَفَرْتُ فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ - وَكُلُّكُمْ فَقِيْرٌ اِلَّا مَنْ اَعْطَيْتُ فَاسْئَلُوْنِيْ اُعْطِكُمْ - وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَاسْئَلُوْنِي الْهُدٰى اَهْدِكُمْ - وَمَنِ اسْتَغْفَرَنِيْ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنِّيْ ذُوْ قُدْرَةٍ عَلٰى اَنْ اَغْفِرَ لَهٗ، غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِيْ - وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوْا عَلٰى قَلْبِ اَشْقٰى رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ سُلْطَانِيْ مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ - وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوْا عَلٰى قَلْبِ اَتْقٰى رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ

فِيْ سُلْطَانِيْ مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ - وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ سَاَلُوْنِيْ حَتّٰى يَنْتَهِيَ مَسْئَلَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ، فَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْنِيْ، مَا نَقَصَ مِمَّا عِنْدِيْ مَغْرَزَ اِبْرَةٍ لَّوْ غَمَسَهَا اَحَدُكُمْ فِي الْبَحْرِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ - وَعَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ وَّلَا اَمَةٍ يَّسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِيْ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً اِلَّا غَفَرَ لَهٗ سَبْعَمِائَةِ ذَنْبٍ - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ - امابعد ذرۂ خاکسار بے مقدار بعرضِ اشرفِ انور مے رساند کہ ایں مسکینِ مقصّر چساں شکرانۂ احسان و عنایتِ بے غایتِ حضرت صمدیت جَلَّتْ عَظْمَتُهٗ نماید کہ بموہبت و فضلِ خویش فتح و ظفر لشکر اسلام کرامت فرمود و رفع و ہدم ارکانِ کفر و بدعت و قمع رسومِ الحاد و زندقہ نمود - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَضْعَافَ مَا حَمِدَهٗ جَمِيْعُ خَلْقِهٖ - چہ عرض نماید کہ از استماعِ ایں بشارتِ عظمٰی بریں شکستہ زاویۂ خمول چہ قدر شادی روداد، نہ از روۓ مصالح ظاہرہ کہ بموجبِ کریمہ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ از حیز اعتبار ساقط است بلکہ بجہت اعلاءِ كَلِمَةُ اللّٰهِ الْعُلْيَا، كَمَا اَشَارَ اِلَيْهِ تَعَالٰى وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ - ایں ہوا خواہِ حقیقی امیدوار است کہ ہمتِ عُلیا مصروفِ تائیدِ ارکانِ شریعتِ غرّاء فرمودہ فرمان اہتمام بحکام و متصدیان اطراف و اکناف صادر شود تا سعی بلیغ و اجتہادِ تام دریں باب مصروف دارند، و تعظیم علماءِ باللہ و ابرار صالحین بوجہ اتم و اکمل نمایند، و از احوالِ رعایا و مساکین و مظلوماں بواقعی خبردار باشند - از اشتیاق دریافت سعادت حضور چہ شرح دہد، لیکن تاحال از توارد ضعف و بے اعتدالی مزاج طبع بر صرافتِ اصلی نرسیدہ است - بہرحال در ہر جا از خدمتِ اداءِ وظائفِ دُعاء کہ شیوۂ فقراء ست فارغ نیست، زیادہ براں جرءت و گستاخی نرفت - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا -

مکتوب ۴۱ چہل و یکم ۔ بنام شیخ محمد فرخ پسرِ خود ۔ در نسبتِ میانہ و نسبتِ عالمِ خلق و تعبیر رؤیتِ ذات جل سلطانہ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى - بِحَمْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ يَوْمَ الْخَمِيْسِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ بَعْدَ اِتْحَافِ الصَّلَوَاتِ الْمُبَارَكَاتِ النَّامِيَاتِ اِلٰى حَضْرَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَكْمَلُ التَّحِيَّاتِ لِلثَّالِثِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ رَبِيْعِ الثَّانِيْ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

چند عقدۂ انغلاق شرفِ انحلال یافت۔

اَوّلاً۔ ظہور نسبتے کہ بمیانہ تعلق دارد کہ از یمین و یسار بیگانہ است۔

دُوُم۔ طلوعِ نسبت خاصۂ اصلیہ کہ بعالمِ خلق تعلق دارد خصوص جُزءِ ارضی کہ آں ظہور از شوبِ ظلیت مبرّا است، بخلاف ظہور عالمِ امر کہ از شوبِ ظلیت جُدا نیست، چنانکہ تحقیقِ ہر کدام در مکاتیبِ عالیہ بتفصیل ثبت یافتہ است۔

سوم۔ حلِ آں معنی کہ در مکتوبِ عالی مذکور است ہر چند رؤیت نیست اما بے رؤیت ہم نیست۔ بِعِنَایَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَبِصَدَقَةِ حَبِيْبِهٖ حالتے بزرگ رو داد کہ بعالمِ خلق خصوص بجزءِ ارضی تعلق داشت۔ ہویدا شت کہ چوں معاملہ از ظلیت وارہد از حیطۂ تصورِ عقلی و تعقلِ ذہنی مبرا خواہد بود و نصیب از عیاں کہ منزہ از بیان است خواہد داشت۔ چوں اصل الاصول بمنصہ گاہِ عیاں آید و گوش باآغوش رخت کشد چہ نویسد کہ تعبیر ازاں بچہ صیغہ نماید۔ ہر گاہ کلامِ او سُبْحَانَهٗ منزہ از حرف و صوت و مبرا از آلتِ سامعہ و جہت در عرصہ گاہِ سماع آید، ذاتِ مقدس جَلَّ سُلْطَانُهٗ اگر بے کیف و بے جہت و بے مدخلیتِ آلت بحیثیتے کہ ہیچ فتور در تنزیہ و تقدیس راہ نیابد متجلی شود، چرا محلِ ریب و مظنہ عیب بود۔ مَنْ لَّمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ غایة الامر دریں دار ہر چہ رُو دہد تمثالے ست ازاں معنی کہ بفردا موعود است، تا علوِ ہمت و سموِ فطرت بہر خس و خاشاک نہ آویزد و بہ تہیۂ دار اللقاء تمامی جہد نماید و باداءِ وظائفِ عبودیت تمسک بِحَبْلُ الْمَتِيْن کند، لہٰذا حقیقتِ رؤیت خاصۂ آخرت گشت۔ زنہار بدید و دانشِ خود پا از دائرۂ اجماع نہ برآرد بلکہ مکشوفِ خود را تابع آں سازد۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ والسلام

مکتوب ۴۲ چہل و دوم۔ بنام شیخ عبد الاحد پسر خود۔ در آنکہ مقرّب ترین اشیاء بحضرتِ حق سبحانہٗ برابر کلام مجید نیست۔

بحمدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ سرِ سخن کہ حضرتِ ایشان قُدِّسَ سِرُّهٗ در آخر کار می فرمودند، مقرّب ترینِ اشیاء بہ حضرتِ حق سُبْحَانَهٗ چیزے برابر کلام مجید نیست کہ صفتِ او تعالیٰ بے پردہ ظاہر شدہ و حسب حال میخواندند ع اندر سخن دوست نہاں خواہم گشت

معلوم گشت و منکشف گردید کہ مبدءِ ایں گنجینہ ذاتِ منزہ است و مبلغ و منتہاءِ او عباد، اگر منتہائے بواسطہ بتواضع پیش آید و بعجز و انکسار خرابۂ ہستی خود را پیشکش نماید دستش گرفتہ بار در حضرتِ اقدس دہد و رفعِ حجاب نماید، چنانچہ قولِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مؤیدِ ایں معرفت است۔ عَنْ جِبْرَائِيْلَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ طَرْفُهٗ بِيَدِ اللّٰهِ وَ طَرْفُهٗ بِاَيْدِيْكُمْ، فَتَمَسَّكُوْا بِهٖ فَاِنَّكُمْ لَنْ تَهْلِكُوْا وَلَنْ تُقْتَلُوْا اَبَدًا۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ۔ غورے دریں باب در عشرۂ ماہِ رمضان ۱۰۴۰ میسر شد، نداء در دادند کہ نسبت تو مرکزی ست۔ توجہے بحال یارے کہ از متاخرانِ اصحاب حضرتِ ایشانِ ما بود افتاد، نمودند کہ از راہے بماسِر نیازی دارد، بعد ازاں صحیفۂ احوالش را بتفصیل ہویدا ساختند و بر بعض مقامات کہ عبورش ارزانی داشتہ اند اطلاع دادند۔ بہر حال تا مبادی تنزیہ گذرش معلوم شد، اما راہ در پیش دارد تا بحضرتِ مطلوب رسد۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ والسلام

مکتوب ۴۳ چہل و سوم۔ بنام شیخ سعد الدین محمد صالح پسر خود۔ در شرح کلمۂ "ہر چہ مقصودِ تست معبودِ تست"۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مشائخ قُدِّسَ سِرُّهُمْ فرمودہ اند ہر چہ مقصودِ تست معبودِ تست، تنبیہ است مر عابد را کہ در وقت عبادت باید کہ مطمحِ نظر جز ذاتِ حضرتِ معبود نباشد کہ عابد او تعالیٰ بود زیرا کہ اگر علتِ غائیہ کہ پیش نظر داشتہ باشد فی الحقیقت عبادت است راجع بآں غایت خواہد بود کہ مقصود است۔ بدیہی ست کہ خضوع و تذلل شئ بجہتِ تحصیلِ امرے خضوع بآں امر است پس تا مطالب بتمامہا رخت از ساحتِ مراد نکشد، شایانِ عبادتِ ذاتِ بے ہمتا نبود۔ مانا کہ در عبارت اکابر اولیاء قُدِّسَ اَسْرَارُهُمْ تعبیر از فناءِ حقیقی بفناءِ ارادت بجہت آں بودہ باشد کہ مستلزم آں است، و گویا نفس عبارت از ارادہ است و بآں سبب امارہ نام یافتہ است کہ امارگی عبارت از حصول ارادت است کہ امر تابع آں است، و چوں صفتِ ارادہ فانی شد فناءِ نفس محقق شد۔ شیخ اجل قُدِّسَ سِرُّهٗ اشارہ بآں در فتوحاتِ مکیہ نمودہ است لکن مذاقِ حضرتِ ایشانِ ما رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ آبی ازیں معنی ست، زیرا کہ فناءِ ارادت فناءِ صفتے ست از صفات، ہر چند مستلزم نحوے از فناءِ آں است، ہمچنیں فناءِ صفتے مستلزمِ فنا نیست نفس را فناءِ اتم وقتے بحصول آید کہ نفس از

ذات و آثارِ خود فانی گردد و از دشمن لعین کہ بمعادات مولاءِ مولی نعم منتصب شدہ است نامے و نشانے نماند، مغلوب و مقہورِ دیگر است و فانی و متلاشی دیگر۔

سوال۔ اکابرِ سلف از صحابہ و تابعین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ طلبِ جنّت و استعاذہ از نار نمودہ اند و نصوص مؤیدِ ایں معنیٰ ست و کریمہ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا نیز صریح است دریں کہ مطمح عابد تواند بود کہ خوف و طمع باشد۔

جواب۔ طلبِ جنّت نہ باں جہت است کہ تماشا گاہ است و استعاذہ از نار نہ برائے اینکہ محنت گاہ است، بلکہ برائے موضعِ وصل و ہجرِ محبوب است، با آنکہ خوف و طمع عبارت از جلال و جمالِ ذاتی می تواند بود۔ فَافْھَمْ۔ وَھُوَ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ۔

مکتوب ۴۴ چہل و چہارم۔ بنام نصیر خان۔ در آنکہ دنیا مزرعۂ آخرت است۔

نَحْمَدُہٗ عَلٰی اٰلَاۗئِہٖ وَنُصَلِّیْ عَلٰی اَکْرَمِ اَنْبِیَاۗئِہٖ۔ حضرتِ حق سُبْحَانَہٗ سرگرمِ محبت خود داشتہ بمتابعتِ سید الکونین سربلند دارد۔ بِحَمْدِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَحُسْنِ اَفْضَالِہٖ احوالِ شکستہ بال ایں ذرۂ حقیر بعافیت مقرون است۔ ہموارہ سلامتیِ ذاتِ بابرکات با حصولِ مرادات و ترقیِ درجات از واہب العطایا مسئلت مے نمایم، چوں دعاءِ ظہر الغیب اسرع باجابت است امیدِ شرفِ قبول است۔ مدتے ست کہ خبرے از اخبارِ ایشاں نرسیدہ است، چشمِ انتظار در راہ است۔ انتظار ہم از حد گذشتہ، ناچار قاصدِ مخصوص را روانۂ خدمت ساخت تا بزودی بر اخبارِ فرخندہ آثار اطلاع دہد و از کشاکشِ نگرانی رہاند۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ۔ سعی نماید کہ دریں دارِ فناء کہ متاعِ غرور است سرانجامِ دار الخلود حاصل شود، تا بعدِ انقطاعِ اختیار و انقضاءِ مدتِ حیات ندامت نقدِ وقت نباشد و یَاحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ زبانِ حال و قال نشود۔ باید کہ طلبِ مطلبِ اعلیٰ و شوقِ وصولِ مقصدِ اسنیٰ ہمیشہ دامنگیر بود ؎

در جہاں شاہدے و ما فارغ   در قدح جرعہ و ما ہشیار
زیں سپس دستِ ما و دامنِ دوست   زاں سپس گوشِ ما و حلقۂ یار

اگر دنیا مزرعۂ آخرت و وسیلۂ وصولِ درجاتِ نعیم نبودے بس از بازیچۂ اطفال نبودے۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ۔ اِنَّ



الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا۔ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ۔ ہر چند حرفِ نصیحت ازیں مذنب سراپا تقصیر باں زبدۂ خاندانِ استقامت فی المعنیٰ تحصیلِ حاصل است، لیکن فرطِ محبت و ہوا خواہی بر آں مے دارد، امید عفو است۔ فضائل و کمالات دستگاہ میاں شرف الدین بخدمت مستعد شدہ باشد۔ چوں مشارٌ الیہ از مغتنماتِ روزگار است یقین است کہ قدرِ صحبتِ ایشاں شناختہ باشد۔ وَالسَّلَامُ

مکتوب ۴۵ چہل و پنجم۔ بنام اورنگ زیب عالمگیر سلطان الہند۔ در خوف خاتمہ و در تعظیم و توقیر علماء۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعْلٰی مَعَالِمَ الْاِسْلَامِ، وَرَفَعَ قَوَاعِدَ الدِّیْنِ وَمَھَّدَھَا لِلْاَنَامِ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَہٗ ھَادِیًا سُبُلَ السَّلَامِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الْاَطْھَارِ وَصَحْبِہٖ الْاَخْیَارِ۔ اَمَّا بَعْدُ ذرۂ خاکسارِ بے مقدار محمد سعید بعرض بندگانِ شاہزادۂ دیندار عالیقدر مجمع السعادات والکمالات البہیۃ الانوار مورد الاسرار مربی العلماء ملجاء الفقراء مَدَّ اللّٰہُ تَعَالٰی ظِلَالَ اِقْبَالِہٖ وَاِحْسَانِہٖ، مے رساند کہ ہمتِ سامیۂ آں عالیحضرت چوں بترویجِ ملّتِ بیضاء و تائیدِ شریعتِ زہراء بتمام و کمال مصروف است و دریں آخر الزمان کہ اوانِ تراکمِ ظلمات و توارد محدثات و مبتدعات است شاہسوارِ مضمارِ استقامت ذاتِ اشرف است، بر ما فقراءِ زاویہ نشینانِ غربت و مسکنت لازم است کہ بدعاءِ سلامتی و فتح و نصرتِ ایشاں در اوقاتِ حسنہ مشغول باشیم۔ و چوں ایں دعاء متضمن خیریتِ عام است و بظہر الغیب صادر است، امید شرفِ قبول و اجابت دارد، وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ اٰمِیْنًا۔ نشانِ سعادت عنوان کہ بایں ذرۂ حقیر صادر شدہ بود دبورود آں مشرف گردید و در یوزۂ دعاءِ سلامتیِ خاتمہ رفتہ بود، بمطالعۂ آں خوشحالیِ عظیم رو داد۔ حَمْدًا لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ کہ حضرتِ غنی علی الاطلاق ذاتِ انور را دریں جاہ و جلالِ سلطنت کہ مثمر انواعِ سکر و غفلت است بسعادتِ خوفِ خاتمہ کہ مبناءِ خَشْیَۃِ اللّٰہِ است و ہادم اللذات ممتاز گردانیدہ۔ در حدیثِ نبوی عَلٰی مَصْدَرِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ آمدہ است کہ دو خوف جمع نشود نہ دو امن، آیۂ کریمہ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ مشعرِ ایں معنیٰ ست۔ اما شیخ عبد العظیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ در ترغیب و ترہیب آوردہ است

عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سبعة یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ - الامام العادل، وشاب نشا فی عبادة اللہ، ورجل قلبہ متعلق بالمساجد، ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیٰ ذلک وتفرقا علیہ، ورجل دعتہ امرءة ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللہ، ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ من خشیة اللہ - وعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عینان لا تمسھما النار ابدا، عین باتت تکلاء فی سبیل اللہ، وعین خرج منھا مثل رأس ذباب من خشیة اللہ - رواہ الاصبھانی - وعن مسلم بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان باکیا فی امة من الامم رحموا - وما من شیء الا لہ مقدار ومیزان الا الدمعة فانہ یطفأ بھا بحار من نار - رواہ البیھقی مرسلا - وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقشعر جلد العبد من خشیة اللہ تھافت عنہ ذنوبہ کما یتھافت عن الشجرة الیابسة ورقھا - رواہ ابو الشیخ وابن حبان - عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ای المؤمن افضل، قال افضلھم احسنھم خلقا - قال ای المؤمن اکیس، قال اکثرھم للموت ذکرا، واکثرھم مما یعدہ استعدادا اولئک الاکیاس - رواہ البیھقی - حسب الاشارت ایں احقر در اوقاتِ حسنہ بعد دعاءِ سلامتی و مزید توفیق و ازدیادِ اقبال بدعاءِ سلامتیِ خاتمۂ ایشاں مشتغل شدہ، امید است کہ میسر خواہد شد بمشیتہ سبحانہ - و از جملہ امورِ معینۂ حسنِ خاتمہ التزامِ قراءت سید الاستغفار است لیلا و نہارا - در مشکوٰة مذکور است عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الاستغفار ان یقول العبد اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت، خلقتنی وانا عبدک، وانا علیٰ عھدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت، ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت - قال، من قال من النھار وھو

موقن بھا فمات من یومہ قبل ان یمسی فھو من اھل الجنة، ومن قالھا من اللیل وھو موقن بھا، فمات قبل ان یصبح فھو من اھل الجنة - رواہ البخاری - و نیز در صحیفہ سعادتِ مسئلتِ علم با عمل رفتہ، ہر چند مے داند کہ حضرتِ حق سبحانہ حضرتِ ایشاں را ملکۂ ہر دو دولت عطا فرمودہ، مع ذلک از حضرتِ وہاب سوال مزید بر مزید مے نماید، بخیر و اجابت مقرون باد - از جملہ امورِ معینۂ سعادتِ علم و عمل تعظیم و توقیر علماء ست و اہتمام بشانِ ایں طبقۂ علیا - اگر بدرجۂ آنہا نتوانند رسید بموجب المرء مع من احب کہ حدیثِ صحیح است بدولتِ معیت مستسعد خواہد شد و شریکِ مراتبِ ایشاں خواہد گشت کہ علماءِ راسخین شموسِ ہدیٰ و نجومِ اہتداء اند - در ترغیب و ترہیب مذکور است عن عبد اللہ قال لان اجلس ساعة فاتفقہ احب الی من احیاء لیلة القدر - رواہ الدارقطنی - وعن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدھما عابد والاخر عالم، فقال فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم - ثم قال ان اللہ وملٰئکتہ واھل السمٰوٰت والارض، حتی النملة فی جحرھا وحتی الحوت، لیصلون علیٰ معلم الناس الخیر - رواہ الترمذی وقال ھٰذا حدیث حسن صحیح - وعن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاثة لا یستخف بھم، المنافق ذو الشیبة فی الاسلام، وذو العلم، وامام مقسط - رواہ الطبرانی فی الکبیر - ایں مقصر نیز دریوزہ گر است کہ در اوقاتِ شریفہ ایں مسکین را بدعاءِ سلامتیِ ایمان و نجات از کیدِ نفس و شیطان یاد آوری مے فرمودہ باشند - منذری از ابن عباس رضی اللہ عنھما از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ کہ دو دعاء ست درمیانِ آنہا و میانِ حق تعالیٰ حجاب نیست دعاءِ مظلوم و دعاءِ مردم برادرِ خود را بظہر الغیب - و در روایتِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ وارد شدہ کہ سہ شخص است کہ دعاءِ ایشاں رد نیست صائم و امام عادل و مظلوم - ہمشیرہ زادۂ فقیر خواجہ محی الدین چوں بارادۂ ملازمتِ عالیہ کہ متضمن تربیتِ صوری و معنوی ست و مثمرِ ثمراتِ دارین، محرمِ بارگاہ سلطنت گردید، ایں فقیر نیز بدو کلمۂ نامربوط مصدعِ خادمانِ عتبۂ علیہ گشت - والسلام علیکم

وَعَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَکَاتُ الْعُلٰی۔

مکتوب ۴۶ چہل و ششم۔ بنام اورنگ زیب عالمگیر سلطان ہند۔ در نسبت محبت و فضائلِ طریقۂ نقشبندیہ و در معنی مریدی و مرادی و احادیث در فضیلت بعضے اعمال۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ مَرَایَا کَمَالِهٖ، وَصَیَّرَ اَرْوَاحَ الْکَامِلِیْنَ مَشَاهِدَ جَلَالِهٖ وَجَمَالِهٖ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ سَیِّدًا وَّاِمَامًا لِّلْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْمُتَاَدِّبِیْنَ بِاٰدَابِهٖ۔ اما بعد بندۂ خاکسار ذرۂ بے مقدار محمد سعید بخدمت شاہزادۂ دیندار عالیقدر ناصرُ الْمِلَّةِ الْبَیْضَاءِ وَمُرَوِّجُ الشَّرِیْعَةِ الْغَرَّاءِ، مُؤَیِّدُ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ، مُشَیِّدُ اَحْکَامِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ، رَفَعَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ قَدْرَهٗ وَشَرَحَ صَدْرَهٗ مے رساند، کہ ہرچند بُعد ابدان مانع لقاء صوری ست و موجبِ ہجران و دُوری، اما چوں عروۂ وثقےٰ محبت قوی ست، قرب و معیت معنوی کہ لازمۂ حُب است نقد وقت است، قَالَ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ مقصود از سیر و سلوک و دوام ذکر و حضور تحصیل نسبتِ محبت است کہ مثمر جمیع نعمِ جلیلہ است۔ سرآمدِ صنوفِ محبت آن است کہ از آں طرف باشد، و ہرچہ بآنحضرتِ عالی منسوب است اعلیٰ و اکمل است۔ و شک نیست کہ آن موہبت است۔ و اقرب طرقِ وصول ایں موہبت تحصیل و تکمیل مراتب متابعتِ حضرتِ حبیب رب العزت است عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَکْمَلُهَا۔ کریمۂ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ مشعر بآں است وسیلۂ دولتِ اتباع کہ منتج محبت است بمعنی محبوبیت طریق حصولِ محبتِ دوام کہ در میان ذکر و محبت ملازمت است و لذا گفتہ اند مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ۔ و بدیہی ست کہ دوام ذکر بمجرد لسان متعذر است سعی باید نمود کہ دل ہموارہ بیادِ الٰہی باشد و حضور بکیف دائمی نصیب وقت گردد بحدے کہ غفلت را ہرگز گنجائش نباشد۔ فرضاً اگر ظاہر بہزار مشغلہ گرفتار شود باطن متلون نشود و از حضور بغیبت نیاید، و رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ نقدِ حالش بود۔ ایں نسبتِ شریفہ ہرچند نصیبِ منتہیان است کہ بحقیقت فناء و نیستی رسیدہ اند و از شرِّ

معاداتِ امارہ وارستہ، اما مبتدیانِ طریقۂ نقشبندیہ عَلَیْهِمُ التَّحِیَّةُ وَالرِّضْوَانُ مِنْ حَضْرَةِ الْمَنَّانِ کہ شربے از اندراج النہایت فی البدایت، کہ خاصۂ ایں طریقۂ علیہ است و از انجا حضرت خواجۂ نقشبند قُدِّسَ سِرُّهٗ فرمودہ اند کہ ما نہایت را در بدایت درج کردہ ایم، چشیدہ اند، از اں دولتِ عظمےٰ حظِ وافر فرا گرفتہ اند و نصیب از خلوت در انجمن دارند ؎

از بروں درمیانِ بازارم | وز دروں خلوتے ست بایارم

و اشارہ بایں نسبتِ شریفہ است آنچہ فرمودہ اند ؎

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش | ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

؎ نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند | کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

از دلِ سالکِ رہ جاذبۂ صحبتِ شاں | می برد وسوسۂ خلوت و فکرِ چلہ را

و ایں ذکرِ قلبی کہ دریں طریق معروف است مثمر جذبہ است۔ و لہٰذا دریں طریق جذبہ مقدم آمد بر سلوک، و مجذوب سالک روندۂ ایں راہ نام یافت۔ مقرر است کہ مجذوب سالک افضل از سالک مجذوب است، زیرا کہ مجذوب نصیبے از معنی مرادی و محبوبی دارد و مخلصی نشانِ حالِ او، بخلافِ سالکِ مجذوب کہ نصیب از مریدی و محبی یافتہ و مخلصی راہِ حالِ او۔ از مریدی تا مرادی و از محبی تا محبوبی فرق بسیار است، کہ مریدی رفتن است بپاءِ خود و مرادی بُردن است کشاں کشاں، و لذا گفتہ اند اَلْمُرِیْدُ یَطْلُبُ الْمُرَادَ وَالْمُرَادُ یَهْرُبُ۔ تحقیق ایں سخن آن است کہ دریں طریقۂ علیہ شروع سیر از قلب است کہ موردِ جذبہ است، بخلافِ اکثرِ طرق کہ شروع سیر از عالمِ خلق است و مجاہدۂ ظاہر کہ بسلوک تعلق دارد، بعد تحصیل مجاہدہ و سلوک بجذب می آید و بمرتبۂ معرفت مشرف میگردد بخلافِ ایں طریقۂ سنیہ کہ شروع از جذبہ مے فرمایند و در ضمن آں مراتبِ سلوک مسلوک میگردد و کار بنہایت النہایت می رسد۔ و از یں بیان حقیقتِ اندراجِ نہایت فی البدایت ہویدا گردید، چہ نہایتِ دیگراں وصول بدولتِ جذبہ است کہ جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ، و آں دریں طریق اول درپیش و ایں نسبت جذبہ را سیرِ انفسی نامند و سیرِ مستدیر و نیز آں را اقرب در اقرب فرمودہ اند، بخلافِ سیرِ ثانی کہ شروع آن از آفاقی ست و آں را سیرِ مستطیل نامند۔ و نشانِ شروعِ جذبہ یافتنِ انجذاب و کشش است

دل را مبرّا از شش جهت، و گاه است که جهت فوقانی متوهم گردد۔ و در ضمن آں غیبت از حواس و اضمحلال و استهلاک و فرو رفتگی و خلاصی از اغیار اگر یابد نعمتے ست عظمے و مبشر سعادتِ ترقیات۔
حضرت خواجه نقشبند قدس سرہٗ فرموده اند که نسبت ما انعکاسی ست، یعنی دریں طریقه ترقیات بیشتر منوط بانعکاس فیض است از باطن شیخ۔ هرچند مسترشد آئینهٔ باطن را بجهت شیخ مقتدا و تحصیل راه مناسبت و متابعت او منور سازد و فیوض از باطن شیخ منعکس شود و بمجرد صحبت و محبت از حضیض نقص باوج کمال برد، قال علیه السلام هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم۔ رواه البخاری۔ ولنختم الکلام بخاتمة حسنة فی فضائل الصالحة۔ عن الحارث الاشعری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله اوحی الی یحیی بن زکریا بخمس کلمات ان یعمل بهن فکأنه ابطأ بهن۔ فاتاه عیسی فقال ان الله امرک بخمس کلمات ان تعمل بهن وتامر بنی اسرائیل ان یعملوا بهن، فاما ان تخبرهم واما ان اخبرهم۔ فقال یا اخی لا تفعل فانی اخاف ان سبقتنی بهن ان اخسف او اعذب۔ قال فجمع بنی اسرائیل بیت المقدس حتی امتلأ المسجد وقعدوا علی الشرفات ثم خطبهم۔ فقال ان الله اوحی الیّ بخمس کلمات ان اعمل بهن وآمر بنی اسرائیل ان یعملوا بهن۔ اولهن ان لا تشرکوا بالله شیئا، فان مثل من اشرک بالله شیئا کمثل رجل اشتری عبدا من خالص ماله بذهب او ورق ثم اسکنه دارا فقال اعمل وادفع الیّ، فهو یعمل ویدفع الی غیر سیده۔ فایکم یرضی ان یکون عبده کذلک، فان الله خلقکم ورزقکم لا تشرکوا به شیئا۔ واذا قمتم الی الصلوة فلا تلتفتوا، فان الله یقبل بوجهه الی وجه عبده ما لم یلتفت۔ وامرکم بالصیام ومثل ذلک کمثل رجل فی عصابة معه صرة من مسک کلهم یحب ان یجد ریحه، وان الصائم عنده اطیب من ریح المسک۔ وامرکم بالصدقة۔ ومثل ذلک کمثل رجل اسره العدو فاوثقوا یده الی عنقه وقربوه لیضربوا عنقه۔ فجعل یقول هل لکم ان افدی نفسی منکم وجعل یعطی القلیل والکثیر حتی فدی نفسه۔ وامرکم

بذکر الله کثیرا۔ ومثل ذلک کمثل رجل طلبه العدو سراعا فی اثره حتی اتی حصنا حصینا فاحرز نفسه فیه۔ وکذا العبد لا ینجو من الشیطان الا بذکر الله۔ رواه الترمذی والنسائی بعضه، وابن خزیمة فی صحیحه وابن حبان فی صحیحه والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم وقال الترمذی حسن صحیح۔ وعن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اربع من اعطیهن فقد اعطی خیر الدنیا والآخرة، قلبا شاکرا ولسانا ذاکرا وبدنا علی البلاء صابرا وزوجة لا تبغیه حوبا فی نفسها وماله۔ رواه الطبرانی باسناد جید۔ وعن ابی سعید رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایما مؤمن اطعم مؤمنا علی الجوع اطعمه الله یوم القیامة من ثمار الجنة۔ وایما مؤمن سقی مؤمنا علی ظمأ، سقاه الله یوم القیامة من رحیق مختوم۔ وایما مؤمن کسی مؤمنا علی عری، کساه الله من حلل الجنة۔ رواه الترمذی۔ وعن الحسن بن علی رضی الله تعالی عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال، لأن اطعم اخا لی فی الله لقمة احب الیّ من ان اتصدق علی مسکین بدرهم، ولأن اعطی اخا لی فی الله درهما احب الیّ من ان اتصدق علی مسکین بمائة درهم۔ رواه ابو الشیخ۔ وعن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکثروا من شهادة ان لا اله الا الله قبل ان یحال بینکم وبینها۔ رواه ابو یعلی باسناد جید علی ما حکاه الحافظ عبد العظیم المنذری۔ والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله وصحبه الصلوات والبرکات العلی۔

مکتوب چهل و هفتم بنام خواجه محمد صدیق کشمی۔ در حقیقت امکان و دعا برائے استقامت بر عقیدهٔ اهل سنت و طریقهٔ مجدد الف ثانی و در کیفیت احباب بعد ارتحال حضرت مجدد الف ثانی رضی الله عنه۔

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی۔ نیازمندی ایں ذرهٔ احقر بخدمت مشفقی مکرمی خواجه محمد صدیق سلمه الله سبحانه مقبول باد۔ امید که ایں مقصر را از حاشیهٔ خاطر عاطر محو نفرمایند و متوجه و صرف همت معادن حال ایں فسرده مانده باشند، که تمامی همت و همگی نهمت مصروف مراضی مولای حقیقی گردیده از رقیب ماسوای او بالکلیه آزاد گردد و عابد منحوت وهم و خیال خود نباشد و ایں علائق متکثره و

عوائقِ متعددہ مانع مطلوب حقیقی، کہ غیر او جز سَرَابٍ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً نیست، نگردد.
چگونہ مانع باشد کہ ہر چہ بداغِ امکان متسم است از خلوت خانۂ عدم ببارگاہ وجود قدم نہ نہادہ است
و از کون بہ بروز نیامدہ۔ عدم صرف حجاب وجود بحت چساں گردد، و نیت محض کجا روپوشِ ہست مطلق
باشد و یا بمرآتیت آں جمیل بے مثال ہویدا گردد، در کدام آئینہ در آید او۔ اتحاد و عینیت را چہ گنجائے،
رذیل ذاتی کہ بجمیع خسائس موسوم است او را با حضرتِ کبیر متعال چہ دعوۂ ہمسری و ہم آغوشی۔ و دریں
جزءِ آخر الزمان کہ بوقتِ تراکم ظلمات است و غلو جنودِ ہوا و شیاطین، بہترین امورِ جز ایں نمے دانند کہ
بہرۂ از نیاز از حضرت بے نیاز مسئلت نمودہ آید کہ بر عقیدۂ حقۂ اہل سنت و جماعت شَکَرَ اللّٰہُ
سَعْیَہُمْ و طریقۂ مرضیۂ حضرت امام الواصلین غوث الوارثین صاحب سِرِّ رحمانی مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ استقامت نصیب شود۔ و از محدثاتے کہ بوالہوسانِ ایں وقت بخیلاتِ واہیۂ خود احداث
نمودہ اند دُور دارد، اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔ وجود اشرفِ حضرتِ مجدد خزینۂ رحمت ہائے الٰہیہ بود و بعد
ارتحالِ آں مفتحِ ابوابِ فیض ظلمتے خاص بر اہل روزگار کہ خود را از محرمان وامے نمودند طاری شد و براہے
افتادند کہ بازگشت از آں امکان ندارد و از نامحرماں چہ نویسد اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب چہل و ہشتم بنام میر محمد نعمان در آنکہ چون را بہ بیچون ہیچ مناسبت نیست۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ شَرَّفَکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِتَشْرِیْفَاتِ
الْمُقَرَّبِیْنَ۔ ذرۂ احقر مشہودِ ضمیرِ انور مے گرداند کہ احوالِ ایں مقصر حسبِ ظاہر بہیچ سداد مقرون
بعافیت است۔ از الطافِ عزیزان امید میدارد کہ رحمے بحالِ ایں درماندہ فرمایند تا ظاہر او عنوانِ
باطنش باشد و باطنش بے نشان، تا مظہرِ فیضِ بے نشان گردد کہ نشان مند را بہ بے نشان راہ نیست
و چون را بہ بیچون وجوہِ مناسبت مفقود، اِذْ لَا یُدْرِکُ الشَّیْءُ مَا یُضَادُّہٗ۔ بدیہی ست کہ وجوہ
و اعتبارات بعد سقوطِ آثارِ عدمیہ کہ ذاتی او گشتہ، چوں از دائرۂ شیون اند و چوں را در آں مدخلے ست
کامل، بحضرتِ ذاتِ معرّا کہ شان را آنجا گنجائش نیست و چونی را مجال نہ، راہِ مواصلت مفقود است
و معنی را بعینِ طریقِ مرافقت معدوم۔ ہیہات خلاصی ازیں کرا میسر است کہ نجات شیئے از ذاتی
خود محال است، مگر عنایتِ بے غایت دستگیری مے فرمودہ از ذات حظے کرامت فرماید و بداں
دولت قصویٰ مستسعد گرداند، یا ضمنی ایں قسم بندہ مجتبائے خود سازد، ہر چند معنے ضمنیت بشیر وصول
بکمالات صاحبِ ضمن بشیر، کَمَا تَقَدَّمَ فِی الصِّدِّیْقِ الْاَکْبَرِ۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب چہل و نہم بنام سید ابو الخیر شاہ آبادی۔ در تحریص فناءِ اتم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ

عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ مکتوبِ مرغوب برادر سعادتمند سید ابو الخیر رسید و موجبِ فرحتِ
فراواں گردید۔ حضرتِ حق سبحانہٗ آں برادر را موردِ عنایتِ خویش دارد و بمتابعتِ حبیبِ خود عَلَیْہِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ مزین دارد کہ جمیع کمالات در ضمنِ آں
مندرج است۔ آنچہ از رباعی شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہٗ کہ جسمم ہمہ اشک گشت و چشمم بگریست الخ مرقوم
نمودہ اند کہ حسبِ حال است بسیار اصیل و عالی ست۔ اللہ تعالیٰ بحقیقتِ آں متحقق داشتہ بفناءِ اتم
کہ زوالِ عین و اثر لوازم آن است رسانیدہ شربے از بقاء باللہ ارزانی دارد۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔ وَالسَّلَامُ

مکتوب پنجاہم بنام خواجہ ابو الخیر ابن حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ۔ در آنکہ بناءِ طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ بر اتباعِ سید اوریٰ است صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ حضرت حق جل و علا ذاتِ بابرکات حضرت
مخدوم زادہ عالی قدر را ہموارہ بر مفارق نیاز مندان فیض بخش انوار و برکاتِ صوری و معنوی دارد۔
امید کہ ایں ذرۂ احقر را از حاشیۂ خاطر محو و نسی نفرمایند، تا ایں مخمول زاویۂ عدم و نیستی کہ ذل و افتقار
ذاتی او ست و فناء و انکسار جزءِ حقیقتِ او، بوجودے مشرف گردد کہ عدم عدیلِ او نبود و نیستی را در
آنحضرتِ علیا بار نہ، مگر بحضورے مکرم شود کہ غیبت در نفقاءِ او نیست و بشہودے کہ استتار و نبال او نہ.
ہر چند ازیں مطلب اعلیٰ جز تمناء نقدِ وقت نیا شد و از حصول جز آرزو بدستش نیاید، کہ زوال امکان
محال است و تبدل حروث بقدم ممتنع، و وجوہِ مناسبت کہ مستدعی حصولِ مرام است مفقود، ہیہات

کَیْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰی سُعَادَ وَدُوْنَہَا ... قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَہُنَّ حُتُوْفٌ
مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ ... غَایَۃُ مَا فِی الْبَابِ

آن است کہ تراب کہ سرشتِ او از دایۂ نیستی ست و کشتِ او در مزرعۂ پستی، و بمصاحبتِ انوارِ
آفتابِ ہویت در عرصۂ ہستی جلوہ گر شدہ و بآثارِ تربیتِ او صورتِ سربلندی یافتہ از ہمسریِ آنحضرت
معلّٰی خود را باز دارد و خیانت در امانت نہ نماید، و لباسِ عارتی کہ در بر پوشیدہ است از خود نداند
و بموجبِ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَہْلِہَا ہمہ کمال را باہلِ آں حوالہ نمودہ
بلسانِ حال و قال ترانۂ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّہُمْ مَّیِّتُوْنَ ناطق گردد و اَلْکِبْرِیَآءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ
اِزَارِیْ وردش بود۔ و حصول ایں نعمتِ عظمیٰ و دولتِ قصوے منوط بمتابعت سید الورے عَلَیْہِ
وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلَوَاتُ الْعُلٰی کہ بناءِ طریقۂ مرضیۂ حضرات خواجگان عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ بر آن است و
مدارِ کارِ شاں براں، احوال و مواجید ہمہ را تابع ایں سعادتِ کبریٰ داشتہ اند۔ لہٰذا ایں طریقۂ علیہ افضلِ

طرف آمد ونہایتِ دیگراں در بدایتِ ایشاں مندرج گشت کہ طریق اصحاب کرام است عَلَیْھِمُ الرِّضْوَانُ۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی اِتِّبَاعَ حَقِیْقَۃِ ھٰؤُلَآءِ اِلَّا کَابِرِ وَاقْتِدَآءَ اٰثَارِھِمْ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

مکتوب پنجاہ ویکم بنام شیخ محمد عبداللہ پسرِ خود۔ در علو عظمتِ واجب تعالےٰ وفقد وحرمانِ ممکن۔ و در عظمتِ شانِ نماز وعجزِ مصلی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ؎

بآبِ زمزم وکوثر سفید نتواں کرد گلیم بختے کسے راکہ بافتند سیاہ

بیچارہ اگر ہزار سال جاں بکاہد و در مبادیِ تعینات خود بپوید و تحقق بآں پیدا کند و نام ونشان از حقیقتِ عدمیہ نگذارد و در رفعِ قیود نمودہ در صرافتِ اطلاقی تجنز نماید، از دائرہ خیال نہ برآمدہ باشد۔ و ہر چند جمال تقییدات مرتفع سازد و بکریمۂ وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً وَّھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ متحلی شود، اما از زنجیرِ صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ خلاصی یافتن از جملۂ محالات است۔ باآنکہ عدم عدم است وآں لاشئے محض است و وجود وجود است و او را با تقیید چہ کار، لیکن چوں صنع قادر مختار رااین است عدم راہست نما کردہ مطلق را عین مقید ساخت، ارتفاعِ آں جز از شہودِ حقیقت ممتنع کہ متعلق علم الٰہی ست جلا وعلا، در وقتِ استیلاء وغلبۂ شہودِ حقیقت الحقائق آثارِ عدمیہ را غیر استتار چہ چارہ، و در شعشعانِ آفتابِ جمال ظلمات را جز اضمحلال کدام نصیب، اما در ورودِ صحو وظہورِ درجات امور کَمَا ھِیَ در عین زوالِ ثبوت است و در کمال محویت تحقق، پس غیر مہجوری ودوری نصیب آں نخواہد شد و داغِ حرمان کارش نہ آں وہم بود کز تو دوئی برخیزد۔ امکان وحدث

آں وہم بود کز تو دوئی برخیزد امکان وحدث براہ روی برخیزد

ازیں جا تواند بود کہ کمل عرفاء دائم الحزن متواصل الفکر بودند، دامن عز مطلوب ازاں بزرگ تر است کہ در حریم محترم آں ایں بیچارہ را جائے باشد ؎

سر پیوند ما ندارد یار چوں تواں شد ز بخت برخوردار

ہر قدر قرب پیدا کند ہماں قدر مباعدت نصیب خواہد شد ولوازم فقر ومسکنت ونیستی وعجز وپستی را مطالعہ خواہد نمود۔ بدیہی ست کہ کمال عبارت از رؤیت اشیاء ست کَمَا ھِیَ، پس آناً فاناً مشاہدۂ ذمائم در خود مے نماید ویأسِ مطلق از وصولِ جمیل علی الاطلاق پیدا مے کند کہ رفع وجوہِ مناسبت باعثِ آن است، وایں مقام عبدیت است وسر آمد احکامِ عبودیت نماز است وظہور دقائق آں

درنماز بیشتر ماناکہ کریمۂ وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ الابد اشارہ است بدیں تراکمِ آثارِ بندگی کہ موجب رؤیتِ دناءت وخساستِ عابد است ومفنئ انانیتِ طبیعتِ او کہ بغایت شاق است وآں درحقِ اہلِ صحو است وواصل اصل، نہ آنکہ از اذواق ومشاربِ تجلیاتِ ظلال شاداب است وبہ پندارِ لقاءِ محبوب ملتذ، اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ رمزے ست محال شاں۔ ولہذا از بعض اکابر منقول است کہ در وقتِ قصدِ نماز رنگِ ایشاں متغیر مے شد از ہیبت کبریائی ذاتِ معبود جل وعلا بکمالِ خوف ورغبت، ولیکن چوں معنی دریں تخریب دشمنِ محبوب است واثباتِ علوِ محبوب ہر چند بصورت تلخ است اما بغایت شیریں ومحبوب، کریمۂ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا وکریمۂ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ رمزے ست بداں۔ ونیز ایں تخریب متضمنِ آن است کہ بجاءِ آں ظل منعکسِ اصل نشیند ھٰکَذَا اِلَی الْاُصُوْلِ۔ حضرت قطب الاقطاب قُدِّسَ سِرُّہٗ در آخرِ کار بر ایشاں عظمتِ شانِ نماز وعجزِ مصلی آنقدر مستولی شدہ بود کہ نزدیک بود کہ ایں کارخانۂ بزرگ از ایشاں معطل شود۔ مہما امکن بعد از اداءِ فرائض وسنن مؤکدہ اشتغال بنوافل نمے کردند وچنداں زیرِ بارِ ایں امرِ جلیل القدر بودند کہ چہ شرح دہد۔ بعنایتِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ آخر چند روز قبلِ قبلِ ارتحال عنایاتِ الٰہی باصنوفِ بشارات دستگیری نمودہ وتسلیۂ مہمومانِ حضرتِ قدس خود فرمودہ چنانچہ تفصیل آں در کاغذِ دیگر بمشیۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مے نویسد۔ مے فرمودند کہ فلانے چوں با مامتِ تو ایں کرامات وبشارات حاصل شد، تراہم از جمیع کمالات بہرہ است تام، حَمْدًا لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ۔ فَحَصَلَ کَیْفِیَّۃٌ مَّجْھُوْلٌ شَانُھَا۔ وَالْکُلُّ وَاِنْ کَانَ بِاعْتِبَارِ الشُّھُوْدِ لٰکِنْ بِمُوْجَبِ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ یُعَامَلُ مَعَہٗ مُعَامَلَاتٌ وَّیَخْتَفِیْ اَسْرَارٌ۔ عَرَفَ مَنْ عَرَفَ حَقِیْقَتَھَا، وَمَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ، وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ۔ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب پنجاہ ودوم۔ بنام شیخ محمد لطف اللہ پسر خود۔ در تعبیر شعر حافظؒ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ع عکس روئے تو چو در آئینۂ جام افتاد یعنی چوں پرتوے از جمالِ بے کیفِ تو کہ عبارت از متجلی شدنِ ذات منزہ است در پردۂ اسماء وشیونِ خویش بر دلِ عارف بتافت او را مغلوب ومدہوش خود ساخت، عارف از خندۂ مے واستیلاء مسکر مستی کہ بورودِ عساکر وجنودِ آلٰہی جل وعلا بر خرابۂ ہستیِ ضعیف، وپست شدن قوتِ تمیز کہ ناشی از تفرقہ وتکثر بود در طمعِ خام افتاد ودانست کہ محبوب بے پردۂ عکوس وبغیر حجب ظلال در غیر مشہود من خواہد

در آمد و مطلوب بے حیلولت ازیں شئون با آغوش خواہد آمد۔ و فی الحقیقت ایں طمع است خام و تمنی است نافرجام ؎

با گلرخ خویش گفتم اے غنچہ دہاں — ہر لحظہ مپوش رو چو عشوہ دہاں
زو خندہ کہ من بعکسِ خوبانِ جہاں — در پردہ عیاں باشم و بے پردہ نہاں

حقیقت آن است کہ چوں عالم صور بر اسماءِ واجبی مجبول گشتہ و ہر جزء ازاں مظہرے ست مر اسمے را، غایت الامر بجہت کسوتِ کونیہ و تعیناتِ مختلفہ، در نظرِ عوام کالانعام از ظاہر دور افتادہ است و راہِ ورود باں حقائق مسدود۔ بعنایت اللہ سبحانہٗ چوں لطفِ بے غایت مدد فرماید و دلالت باصل کند، نہایتِ عروج تا باصل خود کہ رب اوست و ایں مظہر اوست خواہد نمود۔ و راءِ آں پوشیدن نزد اکثر متاخرین صوفیہ در عدمِ خود کوشیدن است از وراءِ اصلِ عدمیہ و تجلیِ ذکمہ اللہ نفسہٗ ط رمزے ست بداں فافہم۔

مکتوب پنجاہ و سوم بنام شیخ محمد لطف اللہ پسر خود۔ در تاویل کریمۂ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ تَاوِيْلُهٗ يَسْئَلُ اَهْلُ السُّلُوْكِ الشَّيْخَ عَنِ الْجِبَالِ النَّوَاشِيْ الْبَدَنِيَّةِ وَالْقُيُوْدِ الْمُشَخِّصَةِ الْحَاجِبَةِ عَنِ الْوُصُوْلِ اِلَى الْمَطْلَبِ الْاَقْصٰى وَالْفَوْزِ بِالسَّعَادَةِ الْقُصْوٰى هَلْ لَهَا ارْتِفَاعٌ مِّنَ الْبَيْنِ وَهَلْ يُكَاشَفُ وَرَاءَهَا بِالْعَيْنِ، فَقُلْ يَااَيُّهَا الْكَامِلُ الْفَانِيْ مِنْ نَّفْسِهِ الْبَاقِيْ بِرَبِّهٖ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا كَالرَّمْلِ السَّائِلِ ثُمَّ يُطَيِّرُهَا وَاِنَّمَا اَضَافَهَا اِلٰى رَبِّيْ وَاِنْ كَانَ مَبْدَءُ فَيْضِ كُلِّ اَحَدٍ اِسْمَهُ الَّذِيْ يُرَبِّيْهِ لِكَوْنِ مَرْبُوْبِيَّتِهٖ وَمَظْهَرِيَّتِهٖ وَاسِطَةً بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اِسْمِهٖ مَعَ اَنَّهٗ قَدْ يَقَعُ الْاِشْتِرَاكُ فِيْ كُلِّيِّ الْاِسْمِ بَلْ هُوَ الْجَاذِبُ لِلْفُيُوْضِ غَالِبًا۔ نَسْفًا تَامًّا يَعْدِمُهٗ رَأْسًا بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى مِنْهُ شَيْءٌ۔ فَيَذَرُهَا اَيْ اَرْضَ اسْتِعْدَادِهٖ وَهِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، قَاعًا مُنْبَتًا قَابِلًا لِلنَّبَاتِ بِالْمَوْهَبَةِ الْاِلٰهِيَّةِ، صَفْصَفًا مُسْتَوِيًا بِالْاِسْتِهْلَاكِ مَا عَلَيْهَا مِنْ مَّعَالِمِ التَّعَيُّنَاتِ، لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا يَقْتَضِيْهِ الْجُزْءُ الْاَرْضِيُّ وَلَا اَمْتًا يَقْتَضِيْهِ الْجُزْءُ النَّارِيُّ۔ يَوْمَئِذٍ اَيْ حِيْنَ نَسْفِهَا كَذٰلِكَ يَتَّبِعُوْنَ اَيْ اَهْلُ السُّلُوْكِ الدَّاعِيَ الْاِلٰهِيَّ اَيْ اَصْلَهٗ وَهُوَ حَقِيْقَتُهٗ مِنَ الْوُجُوْدِ الَّذِيْ هُوَ الْاِسْمُ الْاِلٰهِيُّ لَا عِوَجَ لَهٗ لِارْتِفَاعِ الْمَوَانِعِ۔ فَلَمَّا وَصَلَ اِلَيْهِ ثُمَّ مِنْهُ اِلٰى مَا لَا يُمْكِنُ التَّعْبِيْرُ عَنْهُ بِعِبَارَةٍ وَّلَا يُشَارُ اِلَيْهِ بِاِشَارَةٍ، كَلَّتِ الْعُقُوْلُ

عَنْ بَيَانِهٖ وَاسْتَغْرَقَ الْوَاصِلُ فِيْ لُجَّةِ الْحَيْرَةِ۔ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا رَمْزًا خَفِيًّا دَقِيْقًا كَمَا يُرْمَزُ اِلَى الْوِجْدَانِيِّ۔ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب پنجاہ و چہارم ۔ بنام شیخ محمد نقی پسر خود در سرِ کریمۂ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ چہ در صورتِ غفلت از مطلوبِ حقیقی و توجہ بوراءِ آں ہر چند بظاہر آرمیدہ است امافی الحقیقت در اضطراب است، چہ قلب بالذات از والہانِ جمالِ جمیل علی الاطلاق است و مشغوفِ حضور و مشاہدۂ آں، پس در غیب ازاں غیر از اضطراب نصیبے نخواہد بود۔ و چوں بیادِ او تعالٰی مشغول باشد و باطمینان پیوند د لعینِ رجیم ہموارہ در سعی آن است کہ بتسویل و تزیینِ حدیث بہواجس مشغول دارد و محرومی و مطرودی نقد و تفتش کند، خصوص در وقتِ داءِ صلوٰۃ کہ کمال محل قرب است صرفِ طاقتِ خود مے نماید۔ اما جمعے کہ بعنایاتِ الٰہی بذکر حق جلّ و علا مشغول اندازند ازیں وادیٔ ہلاکت مے بر آیند و متنبہ مے گردند۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝ اشارتے ست بدیں۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ۔ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب پنجاہ و پنجم بنام شیخ محمد عبد اللہ پسر خود۔

در توجیہ کلمہ عارف راہمت نیست۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى بزرگاں فرمودہ اند کہ عارف راہمت نیست تحقیق آں چنانکہ بریں مسکین ظاہر ساختہ اند آن است کہ ہمت تابع قدرت و ارادت است، ہر گاہ عارف از جمیع اوصافِ خود بر آمدہ باشد بلکہ از ذاتِ خویش فانی شدہ جمادِ محض و میتِ بے حس گردیدہ باشد ہمت کہ منافیِ آن است کجا داشتہ باشد از محکوم اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا ہمت چہ گنجائش دارد۔ وَهُوَ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ۔ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب پنجاہ و ششم بنام شیخ محمد یعقوب پسر خود۔ در تفسیر وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا الآیۃ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا اشارہ بداں است کہ آنچہ از فاعل مجازی بظہور مے آید مثل ذاتِ او ہالک و متلاشی ست، و فی الحقیقت چنانکہ عینِ او را ثبوتے نیست جز در مرتبۂ ارائت و حس و ہمچنیاں احکامِ او را بودے نیست جز دراں مرتبہ، و در نفس الامر ذات و فعل و صفت مر حق را جل و علا متحقق است۔

پس گرفتاران پندار که این ذواتِ هالکه را مصدرِ احکامِ خارجه تصوّر نمایند و خود را مورد حمد که مقتضی فاعل است از جهلِ حقیقت دانند، همیشه بداغِ طرد و مهجوری از حضرتِ حقیقت الحقائق متسم باشند، و با آنکه خود ها را منعم و بظواهر نعم متلبس میدانند فی الحقیقت گرفتار عذاب آلهی اند و باین اشاره فرموده فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ. اصحابِ توحید وجودی ازین کریمه چنان فهم نمایند که با آنکه فاعلِ افعالِ متکثره که کثرتِ آنها نیز جز در وہم نیست. حضرتِ وجود است، ذاتِ شان نیز جز در وہم نیست، گرفتارانِ کثرتِ موہومه که نظرِ بصیرتِ شان نفوذ بحقیقتِ وحدت نکرده است همیشه گرفتارِ عذابِ دُوری اند. وَهُوَ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ. وَالسَّلَامُ.

مکتوب پنجاه و هفتم

بنام مولانا شیخ محمد فرخ پسر خود. در بشارتِ حصولِ منصبِ خلت.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. بکرمِ اللّٰه سُبْحَانَهٗ آں موعود که در مکتوبے نوشته اند که این خلعتِ خلت انتسابی خواهم داد، در حضرتِ اجمیر مفتخر بودند و نسبتِ خلت باین احقر عنایت کرده فرمودند که این سفر گویا محض از برائے فلانے بود، حَمْدًا لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ حَمْدًا كَثِيْرًا. و چوں خلعتِ نسبتِ قیومیت باخوی مرحمت فرمودند، گفتند دیدم اشیاء بشوقِ تمام ملتصق بمشارٌ الیه شدند و همه قبول این معنی نمودند، الحال من کارے ندارند. و چوں بسبب بودنِ من درین کارخانه این علاقه بود الحال چنیں شده باید که زود ارتحال من واقع شود چنان شد. اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ. وَالسَّلَامُ.

مکتوب پنجاه و ششم

بنام جان جاناں بیگم بنت عبد الرحیم خان خاناں در اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. صحیفهٔ شریفه رسید، چوں متضمن توفیقِ اعمالِ صالحه بود بهجت بر بهجت افزود. اللّٰه تعالےٰ استقامت کرامت فرموده از صورت بحقیقت و از حقیقت بحقیقت الحقائق رہنمونی کند، تا این خیالِ هوا و هوس سدِ راهِ مقصدِ اسنے و مطلبِ ابہے نگردد و اشتغالِ عادات و رسوم که سببِ حرمان است باعثِ مباعدت از رفیقِ اعلےٰ نباشد. و چوں نشاءِ دنیوی مضاد نشاءِ اخروی آمده است غالباً اسبابِ عزِّ این موجباتِ ذلتِ آن است و تلذذاتِ این متاعِ غرور مؤلماتِ آں دار سرور است، جهدِ تمام در ترتیب و تعمیرِ سراءِ پاینده نماید که تحصیلِ اسبابِ رضاءِ مولیٰ علی الاطلاق که فیاضِ سحائبِ نعمِ صوری و معنوی ست عقلاً و شرعاً واجب است. و چوں اتباعِ شریعتِ مطهره دو جزء است، اتیان مراضی و اجتناب از معاصی، و جزءِ ثانی که بورع معبّر است و متضمن احتراز از محرمات و مشتبهات و مکروهات، مهم اولیٰ مدار اعظم اسلام دانسته عنانِ همت

بتحصیل این امر اہم مصروف دارد، به کتبِ فقه رجوع نموده، و مولفاتِ صوفیه را که بجلیهٔ اتباع و سرورِ دین علیه الصلوٰة والسلام محلّٰی اند، منظور داشته این کارخانهٔ بزرگ را برپا دارند. و چوں مدار طریقهٔ مرضیهٔ حضرتِ خواجگان قدس اسرارہم بر متابعتِ سنت است و اجتناب از بدعت نامرضیه و عمل به عزیمت مهما امکن از محدثاتے که درین زمان شیوع یافته و جهت تراکم ظلماتِ بدعت که بسبب بُعدِ عهدِ نبوت استیلاء گرفته، بطلانِ آن از نظرِ عوام بلکه بسیارے از خواص برخاسته محترز باشند. احوال و مواجید که بر وفقِ شریعتِ غرّا بود و بر طبقِ قوانینِ ملتِ بیضاء آں را بجان و دل پسندیده بر ظهورِ آں شکرِ الٰهی بجا آرند و زیرِ بارِ امتنان باشند، و آنچه نه بر نهجِ مستقیم بود و سر مو مخالف بکتاب و سنت و اجماعِ سلف و اعتقادِ فرقهٔ ناجیه داشته باشد اگرچه مثلِ خلقِ صبح منکشف گه دد معرض از و باشند، بر تقدیرِ استیلاءِ حالِ عروه وثقیِ اهلِ سنت و جماعت بدست داشته از آں هراساں و مستغفر بوند. بالجمله میزانِ دینِ قویم اعتقاداً و عملاً در دست دارند و جمله اعمالِ صوری و وارداتِ معنوی باں سنجند. پیغمبرِ خدا صلی اللّٰه علیه وسلم فرموده کسیکه چنگ زند بسنّتِ من نزدِ فسادِ اُمتِ من پس او را اجرِ صد شهید است. و نیز پیغمبرِ خدا علیه الصلوٰة والسلام فرمودند کسیکه زنده کند سنت مرا که میرانده شده است بعد من پس مراد راست از اجر مثلِ اجور کسانیکه عمل کرده اند بآں سنت کم نکند از اجورِ آں چیزے وکسے که نو پیدا کند بدعتِ ضلالت را که راضی نیست خدا تعالےٰ بآں و نه رسول باشد بر او از گناہاں مثلِ کسانے که کرده اند بدعت را، کم نکند از آں چیزے. دو واقعه که قلمی فرموده اند هر دو روشن است. واقعهٔ اولی و نتیجهٔ آں استقامت است که از شما بظهور آمده و نوشته اید. و واقعهٔ ثانی که مرقوم نموده اند در تعبیرِ آں آنچه بر فقیر لائح شده آن است که آں جانور صاحب حسن دُمدار عبارت از دلِ شما است که بجذبِ آلهی جَلَّ وَعَلَا متوجه عروج است در طےِ منازلِ سلوک. و فی الحقیقة دل از عالمِ امر است و از لطائفِ انسانی که از صورت منزه است و از شکل مبرا، اما چوں بمضغه که صورتِ صنوبری دارد و در سینهٔ آدمی معلق است، تعلق دارد و آں حقیقتِ جامعه لطیفه گاه به صورتِ جانورِ دُمدار که بشکلِ صنوبری مشابهت دارد و گاه بسانِ ستارهٔ دُمدار هویدا گردد. و چوں این حقیقت را برزخ گفته اند میانِ لطائفِ عالمِ امر و اجزاءِ عناصرِ عالمِ خلق که آں را سرکشی و درشتی لازم است، لاجرم پرہاءِ دُم که کنایه از تعلق بعالمِ خلق است درشت ظاهر شده. چوں اجزاءِ عنصریهٔ عالمِ خلق خصوصیاتِ مختلفه دارد، بنا بر آں پرہاءِ کج بر سرِ دم نموده. چوں دل موردِ اذکارِ الٰهی ست، و مطلعِ انوارِ تجلیاتِ نامتناهی، روشن و تاباں بظهور پیوست و از روشنی

آں تمام خانہ کہ عبارت از معمورۂ بدن است منوّر شد۔ قلعہ کہ بنظر در آمدہ است و آں جانور پریدہ و باں رسیدہ عبارت از دائرۂ مقام جمع است، و منتہاء سیر الی اللہ کہ بعد از قطع منازل و طے مراتب کونی از اجزاءِ عشرۂ عالم صغیر و اصول آنہا در عالم کبیر و وصول باں متحقق مے گردد۔ و آں دائرۂ ظلال اسماء الٰہی است جلّ و علا و متضمن مبادی تعینات اولیاء و مبدءِ سیر فی اللہ و مفتح ولایت صغریٰ۔ و آنکہ کرّنا مشہود گردیدہ داعیٔ الٰہی ست کہ دعوت بحضرت مبدء مے فرماید۔ و آنچہ مرقوم فرمودہ اند کہ آں جانور وقت پریدن بازو ہائیش چسپیدہ بود، چوں باں قلعہ رسید فربہ شد و دہان باز کرد و تمام بازو ہائش شعلۂ زیاد مے زد، چناں مے درخشید کہ بہ آفتاب باشد مثل آں و نہ غیر آں، معلوم شریف بودہ باشد کہ در وقت عروج تا بحضرت جمع نہ رسیدہ بود و بلوامع الانوار منور نشدہ و از سیر سیراب نگشتہ، ناچار تابندگی و روشنی در روے لائح نمے شد و کمالات استعدادیۂ او از استعداد بفعل نیامدہ، و چراغ قابلیتش بنور فیضان تاباں نگردیدہ بود۔ و چوں قطع مسالک نمودہ بمقام واحدیت رسید و بانوار قدم مجلّے گردید جمیع انوار و الوان در جنب او متلاشی نمودہ۔ و چوں ایں حقیقت جامعۂ سائر لطائف است بوجہ انجلاءِ مرآتِ او زنگ سائر لطائف نیز در او منجلی گردید، بنا بر آں در آں رنگ سرخ و سبز و سفید درہم نمودہ است۔ سبحان اللہ گفتن شما در آں وقت کہ اوان انقطاع از کثرت موہوم است و ظہور مبادی تنزیہ حضرت واحد علی الاطلاق بر جاست کہ وحدت را از توہیث احکام کثرت تنزیہ نمودہ اید و قدیم را از حادثات جدا کردہ۔ و آنچہ نوشتہ بودند کہ نزدیک بود کہ از ہوش روم اشعار بداں است کہ ایں از راہ اندراج النہایۃ فی البدایت است کہ لازمۂ ایں طریقۂ عالیہ است کہ میسر آمدہ است والاّ وصول مقام جمع را بے ہوشی لازم است و فناء واجب و باز آمدن جانور از آں قلعہ عبارت از سیر فی تفاصیل اسماء الٰہیہ است کہ آں را نہایت نیست۔ ہر چند بحضرت ذات نزدیک تر مے شود حیرانی زیادہ تر مے شود، زیرا کہ از آں مقام عالی جز حیرت و جہل نصیب نیست مرقوم فرمودہ اند کہ در آں ساعت دیدم کہ آمدہ بر کتف چپ من نشست الخ چوں سیر اول عروج بود، ناچار عروج را نزول در کار است۔ و چوں آں مضغہ کہ متعلق آں لطیفہ است بجانب چپ آدمی است نزول آں لطیفہ بر آں جانب لائح گشت۔ ورود ایں قسم واقعات را مبشرات عظمےٰ تصور نمودہ اہتمام نمایند کہ ثمرات آں حد بیداری محصل گردد و نسبیہ بنقد آید و گوش با آغوش بر آید۔ اگر در حل بعضے عبارات ازیں رقیمہ دقتے دریابند کہ با صطلاح تعلق دارد، بحضرت سیدی میر محمد نعمان

سلمہ المنان رجوع نمودہ بتفصیل وا رسند۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

مکتوب پنجاہ و نہم بنام خواجہ محمد فاروق در شرح احوال ایشاں و تجویز تعلیم طریقۂ قادریہ

و آنکہ تبلاءِ توجہ مضطرب نباید ساخت مع نصائح ضروریہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ حضرت حق سبحانہٗ آں برادرِ اعزّ ارشد را بحصول تسلّی مطالب سربلند دارد۔ چہ نویسید کہ خاطر حزیں باستماع اخبار استقامتِ آں اعزّ چہ قدر حظّ مے گیرد و چساں مفرح و مسرور مے شود۔ حَمْدًا لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ حَمْدًا كَثِيْرًا۔ ایں حقیر ہر چند نسخۂ حال خود را مطالعہ مے کند غیر از آنکہ خط طرد و لعن بر صفحۂ آں کشیدہ مرد دیگر نمے داند۔ ہموارہ از دوستاں دریوزۂ امداد دعا دارد۔ رقیمۂ مکرمت کہ در ایں ولا مصدر شدہ بود بورود آں مسرور گشت آنچہ از زبان حضرت مخدومی علیہ الرحمۃ در باب آں برادر شنیدہ بود، و علم اجمالی باندازۂ آں داشت و انتظار تفصیل دامت گیر بود، اَلْمِنَّةُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ کہ متوقع بحصول پیوست۔ اللہ تعالیٰ مزید کرامت فرماید، اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔ آنچہ مرقوم فرمودہ اند کہ اکنوں بقلم حقیقت رقم در آمد کہ محال است کہ خاطر از آں تمناء محال ہمیں تمناء اکتفا گیرد۔ مخدوما! پوشیدہ نیست کہ موطن نسبت بحضور باطن سالک است کہ توحید و استہلاک نصیب اوست، نسبتے کہ باطن او فرو گرفت و بنوعے غلبہ کرد کہ ظاہر بتبع باطن نیز غرق نسبت شد و مدتے بر آں مستقر گشت۔ اگر ظاہر باز بسیرت قدیمہ گرفتار کثرت گشت و اثرے از آں جمعیت و حضور در آں نماند، اگر باطن کہ عبارت از لطائف عارف است بر ہماں صرافت و استہلاک است و ہماں حضور بے غیبت، پس جاءِ گلہ نیست کہ ظاہر بصفتِ دو مبنی مخلوق شدہ است و از حقیقت توحید محجوب۔ از دوام ایں قسم نسبت غیر از یاس چہ چارہ، کہ نصیب کمّل است۔ و اگر فتور نسبت بباطن سرایت مے کند، باز دو نوع است، یا مقصود بر قلب است کہ برزخ است بَیْنَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَأَلْطَفُ اللَّطَائِفِ گرفتار نسبت آمدند، فی الجملہ محل دلگیری و آزردگی ہست کہ نسبت الطف لطائف مر تمام لطائف استیلاء یابد، اما در ایں صورت فقدان نسبت نیست بلکہ عدم شمول است ذاتاً و حقیقۃً و یا شامل تمام لطائف است، یعنی ظاہراً و باطناً کلیۃً نسبت زائل مے شود و اثرے از آں نمے ماند۔ گاہے حصول نسبت بر باطن و گاہے زوال آں نسبت مطلقاً، در ایں وجہ صاحب ایں معنی صاحب حال است نہ مقال سعی نماید کہ بمقام رسد۔ آنچہ در نظر قاصر حقیر مے در آید از وقت مطالعۂ شما حالتِ ثانیہ بود، بنا بر آں موافق آں جواب نوشتہ بود، والاّ حقیقت تفصیل ایں است۔ واضح شریف باشد کہ ایں تفصیل در مقام ولایت است۔ در قرب نبوت

معاملہ طرح دیگر است وتفرقۂ ظاہر وباطن برنہج مذکور مفقود چنانکہ از کلام قطب المدققین حضرت مجدد رضی اللہ عنہ استفادہ فرمودہ باشند. وآنچہ درباب معیت درمعنیٔ اقربیت قلمی فرمودہ اند معلوم شریف بودہ باشد کہ نسبت اقربیت از این نسبت معیت بسیار بلند است. ودر این نسبت معیت شائبۂ اثنینیت باقی ست بخلاف اقربیت کہ بے زوال است ومحویت کلیہ طورع نمے فرماید کما لا یخفی علی ادبابها. ومعنیٔ اقربیت آن است کہ بندہ بخود نزدیک است وقریب، پس تا از قرب نگذرد باقرب نرسد. یعنی تا از خود نگذرد وبہ او نرسد الخ زیرا کہ بندہ بخود متحد است، قرب چہ معنی دارد. بلکہ قریب چیزے است کہ از بندہ ببندہ قریب باشد اللہ تعالیٰ از آں قریب ببندہ اقرب باشد. چنانچہ درمانحن فیہ اسماء واجبی جل وعلاد کمالات او تعالیٰ از ما بما قریب است واو تعالیٰ از کمالات وما از افعال بما نزدیک است پس اقرب باشد. صاحب این حال تفاوت مراتب قرب راجدا جدا ملاحظہ مے نماید، اتحاد درآنجا چہ گنجائش دارد مگر تجوزا وتسامحاً. حمد اللہ سبحانہ کہ بآں عزیز طلاعت آں نسبت علیہ ومقدمات آں بمعرض ظہور رشدہ است کہ بایں عبارت تعبیر فرمودہ اند اللہ تعالیٰ متمم ومکمل کناد. وآنچہ از مراقبہ وودیعۂ امانت وانخلاع تمام نوشتہ اند وان الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق لہ اثر مرقوم فرمودہ اند ہم صحیح است. مقارنت حادث بقدیم بطریق تجوز است از قبیل مقارنت عدم باوجود. آنجا کہ وجود است عدم را نامے ونشانے نیست. اللہ تعالیٰ بتحقیق این مراقبہ وتفصیل آں رساند. مرقوم فرمودہ اند کہ باز چوں بحالت اصلی مے آید استغفار مے نماید کہ ایہام خلاف شرع باشد. چہ خوب گفتہ اند کہ ایہام خلاف مشروع، والا این امور ثمرات شرع اند ولب آں. خلاف بر تقدیرے باشد کہ نفی مراتب اراءت نمودہ آید مرتبۂ تحقیق را با مرتبۂ اراءت جز نسبت تقابل وجود وعدم نیست ومع ذالک اراءت درمرتبۂ حس ثبوت دارد کہ آثار آں درآں مرتبہ کہ بصنع قادر مختار اتقان یافتہ نیز تحقق وتقرر دارند، فاظهرت الحقیقة والشریعة کما لا یخفی. واز وقائع حسنہ کہ از عنایت اکابر مشاہدہ فرمودہ اند دمے فرمایند ہمہ لطیف ومتحسن است، حمد اللہ سبحانہ علی ذالک. از قراءت اوراد وتحیہ استفسار نمودہ اند ذکر اللہ سبحانہ ہمہ مستحسن وجمیل است. اگر خواہند گاہ گاہے گنجائش دارد، اما جزء طریقت ساختن ممنوع است ومحل غیرت حضرات خواجگان قدس اسرارهم وچوں مدار طریقۂ حضرات خواجگان قدس اسرارهم بر اتباع سنت سنیہ است، اگر حصن حصین را کہ متضمن اوراد مصطفویہ است علیہ وعلی الہ افضل الصلوات واکمل التحیات، پیش نظر داشتہ باوراد و وظائف آں بیشتر

اشتغال دارند بسیار خوب است، کہ متضمن صنوف برکات وانوار است ومثمر انواع خیرات واسرار بعد فراغ وظائف نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بامر دیگر تواں پرداخت. کدام امر خیر است کہ درآں وظائف اندراج نیافتہ. بالجملہ از معجزات ظاہرہ ہمیں کلمات قدسیہ است کہ درضمن ادعیہ واثنیہ اندراج یافتہ. وآنچہ از عنایات حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ قلمی فرمودہ اند نیز مبارک است، چوں پیران شما را از این سلسلہ علیہ بہرہ تمام است شما نیز داخل این حکم آیید. اگر طالبے طلب ارادت از این سلسلہ شریفہ ظاہر سازد، شما را اذن است کہ مرید بگیرید ونقل شجرہ را از اخوی اعزی ملا حنیف خواہید گرفت. اما در وقت وصول فیوض از ارواح جلیلہ مشائخ این قدر بدانید کہ چوں نسبت حضرت مجدد جامع نسبت مشائخ است قدس سرہ ہرچہ ہست از باطن عالی شان ایشان است تمام وکمال خود را تسلیم بزرگان خود کہ قبلۂ توجہ اند، باید نمود تا کعبۂ مقصود مضطرب نشود. وآنچہ مرقوم فرمودہ اند کہ بعضے از مخلصان مرحومی میاں شیخ کریم الدین شیخ خود را درخواب دید کہ من مے فرمایم وفلانے نیز مے گوید کہ پیش فلانے بروید الخ مخدوما این معاملہ از واردات حق تصور نمودہ در دل جوئی طالبان کہ باخلاص تمام رجوع آرند توجہ بلیغ نمایند. خدمت مخدومی مرحومی علیہ الرحمۃ چوں شما را اجازت دادہ اند، ہماں اجازت محقق ومقرر است. وآنچہ درباب شما فرمودہ اند مشعر دانستہ استقامت ورزند ودر مطاعم وملابس دائرۂ مباح را از دست ندہند کہ الظاهر عنوان الباطن. باوجود کثرت واردات وبشارات طریقۂ خوف ورجاء را نیز از دست ندہند. بندۂ خاشع وخاضع بصورت بوند وبمعنی نمودے بوباشند، تا حقیقت مقام عبدیت کہ سر آمد مقامات قرب است متجلی شود. زیادہ برآں مخل نشد. والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الهدی.

مکتوب ششصتم بنام خواجہ محمد فاروق در تحریض صرف اوقات بر طاعت، وآنکہ کیفیت مبہم تر است در اعمال نسبت بکمیت.

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. صحیفۂ شریفہ برادر اعز ارشد رسید وباعث بہجت فراواں گردید. اللہ تعالیٰ بحقیقت استقامت محلی داشتہ در مدارج قرب ترقیات بے اندازہ کرامت فرماید. از فرط اشتیاق مرقوم بود بموجب وانا الیهم لاشد شوقا شوق این جانب باید نمود. چہ تواں کرد دنیا دار لقا نیست، حضرت حق سبحانہ اسباب محصلۂ لقاء دائمی میسر گرداند. در این کہنہ سرا ہر چند ساعتے بیاد مولاء حقیقی بگذرد وصرف اوقات در اداء وظائف طاعت نمودہ آید مغتنم است. بزرگان فرمودہ اند ایاک وصحبة الاشرار ولا تقطع عن اللہ بصحبة

الاخیار۔ و در اداء عبادات رعایت کیفیات بیشتر مهم است نسبت بکمیات که کریمهٔ لِیَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا مشعر برآن است سعی باید نمود تا از صورت بحقیقت بندگی آید و از پوست بمغز گراید ۔ دیگر درباب آمدن خود فرستادن جماعت متعلقه فقیر را مختار ساخته بودند، الحال بمقتضاء وقت صلاح برآں افتاد که چندگاه بهماں زاویه بسر آید و جماعت متعلقه بهمانجا برسد۔ هرگاه خواست الٰهی تعالےٰ ملاقات یکدیگر خواهد بود بحصول خواهد پیوست چنانچه یار شفیق شیخ فتح الله اظهار خواهد نمود۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الصَّلَوَاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰى۔

مکتوب شصت و یکم بنام نصیر خاں در اظهار دعا و بشارت باستقامت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ حق سبحانه برجادهٔ آباء کرام عَلَيْهِمُ التَّحِيَّةُ وَالرِّضْوَانُ استقامت کرامت فرماید بِحَمْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَحُسْنِ عِنَايَتِهٖ۔ احوال فقراء ایں حدود مستوجب و مستلزم شکر است همواره خاطر فاتر منتظر اخبار فرخنده آثار سلامتی ذات شریف مے باشد و در اوقات حسنه که محال اجابت دعاء است از دعاء خیر غافل نیست۔ الله تعالےٰ بحسن قبول مقرون گرداند و ظاهر ایشاں را بظاهر شریعت غرا و باطن ایشاں را بحقیقت محلّٰی داشته در جمیع اوقات و آنات مقبل جناب مقدس دارد و هرچه مانع مطلب اعلےٰ باشد ازآں دور تر دارد ؎

هرچه جز ذکر خدائے احسن است گر شکر خوردن بود جاں کندن است

فقیر زاده شمه از سداد احوال نوشته بود، موجب محمدت و ثناء مولےٰ علی الاطلاق شد۔ الله تعالیٰ مزید بر مزید کرامت فرماید۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى، عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الصَّلَوَاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰى۔

مکتوب شصت و دوم ظاهراً بنام میر محمد باقر در آنکه دنیا دار لقاء نیست و در آنکه عنان همت

بجز جناب مقدس مصروف نباید داشت۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهٖ صحیفهٔ شریفه برادر اعز امجد رسید باعث بهجت و مسرت گردید۔ الله تعالےٰ بعنایت خواص مشمول داشته باعلاء مراتب ساند۔ از کثرت اشتیاق دریافت لقاء صوری مرقوم میگردد، چه نویسد که ازیں جانب نیز در کدام درجه است۔ الله باحسن وجوه میسّر گرداند هرچند دنیا دار لقاء نیست، مزرعه بیش نیست مر آخرت را هرچه از اعمال صالحه بوقوع آید، نقد سعادت است۔ نشاید که عنان همت مصروف بجز جناب مقدس باشد که آنچه مسمّےٰ بماسواست، گوشهٔ نظر بعاریت بآں داده شود۔ وَلَنِعْمَ مَا قَالَ لَبِيْدٌ، اَلَا كُلُّ شَيْءٍ

مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔ وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ۔ صحیفهٔ احوال شما چوں مطالعه نموده مے آید بر نهج سداد است۔ امید از مکارم اخلاق چناں است که معاون حال ایں مقصر باشند که کارخانهٔ صوری و معنوی از مکائد آفاقی و انفسی محفوظ باشد۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى، عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيْمَاتِ اَكْمَلُهَا۔

مکتوب شصت و سوم بنام مخدوم زاده سعد الدین محمد صالح در نصائح ضروریه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ فرزند سعادت مند سعد الدین محمد صالح از ایں دور افتاده سلام عافیت انجام مطالعه نماید، احوال فقراء ایں حدود مستوجب حمد است، اَلْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰهِ سَلَامَتُكُمْ وَاسْتِقَامَتُكُمْ۔ مدت مدیده برآمده که از جانب آں فرزند خطے و پیامے نرسیده، خاطر فاتر بغایت نگراں و مخاطر انتظار است۔ ایں همه قاصدان آمد و رفت دارند۔ بخاطر نمے رسد که بیدو کلمه یاد آوری نماید و از بار انتظار برآرد۔ مطلوب عافیت است، الله تعالےٰ هرجا دارد بعافیت بیاد خود دارد ؎

هرچه جز ذکر خدائے احسن است گر شکر خوردن بود جاں کندن است

عاقل آن است که در جمیع احوال از مقلب احوال غافل نباشد، و هرچه در عرصهٔ ظهور آید آئینه دار جمال و جلال لایزال باشد، و ایں مراتب متکثره را جز اثر واحد علی الاطلاق نیابد، بلکه جمله را در مقابل وجود مطلق فانی و مستهلک یابد، بغیر از ذات احد که بسیط حقیقی و واحد بے عدد است در دیدهٔ بصیرت نماند، و بحقیقت اَلَا اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ متحقق شود و به كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ متحلّی گردد و از هستی ضعیف خود نامے و نشانے و عینے و اثرے نگذارد، تا جمال كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْءٌ، وَالْاٰنَ كَمَا كَانَ بر دیدهٔ باطن متجلی گردد۔ ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد۔ بالجمله نماز پنجگانه را بحضور ملتزم باشند۔ نماز که بے حضور و عبادت که بتفرقهٔ دل بود كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاءً است از صحبت اهل بطالت که مجالست آنها سم قاتل است محترز باشند، و وقت شریف بلهو و لعب نگذارند، کریمهٔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا نصب عین دارند و بموجب مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ در اداء حقوق منعم مجازی که بصنوف الطاف تربیت مے نماید، تقصیر نورزند و در تحصیل اسباب رضائش مقصر نباشند و بر زیر دستاں و ضعیفاں خصوصاً جمعے که همراه دارند مشفق باشند، قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ، اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ، و نماز تهجد و چاشت را از وظائف مهمه

تصور نمودہ اہتمام بداں نمایند، وصلوٰۃ الاوابین را و نماز فی الزوال را مغتنم دانند و در افعال و اقوال سید الکونین علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات بجاں کوشند تا بمقام محبوبیت برسند۔ قال اللہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ والسلام علیکم وعلی من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوات والبرکات العلی۔

مکتوب شصت و چہارم بنام میر محمد فضل اللہ در آنکہ جمیع سعادات در اتباع خیر البشر است وہر چہ بخلاف آنست استدراج است واستدراج ہر قوم موافق حال ہماں قوم است۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حضرت حق سبحانہ برادر اعز کمالات و رفعت دستگاہ میر محمد فضل اللہ را ہموارہ بحصول سعادت کونین سربلند داشتہ بحضور بے غیبت خود مسرور دارد۔ حمداً للہ سبحانہ کہ احوال دور افتادہ بعافیت مقرون است۔ خاطر فاتر نگران اخبار سلامت واستقامت آں اعز اکرم مے باشد، امید کہ گاہ گاہے برشحۂ قلم یاد آوری میکردہ باشند برعایت نسبت قدیمہ کہ از شرعیہ وعقلیہ است از دست ندہند۔ ہر چند ایں مقصر ہر گاہ مطالعہ نسخہ احوال خود مے نماید، ہرگز شایان آں نمے یابد کہ متخلقان باخلاق کرام بنظر توجہ منظور دارند۔ چہ کند کہ طینت ازلی ضلالت شدہ وغفلت جزء لاینفک، اما بہر خرابی عروۂ امید را از دست نمے دہد۔ مسئلت مے نماید کہ بعنایت بے غایت خویش ایں ذرۂ احقر وسائر دوستاں را ہمیشہ بسعادت متابعت خیر البشر المنزہ عن زیغ البصر مکرم دارد کہ جمیع سعادات در ضمن آں مندرج است۔ ودر ایں جزء زمان کہ عالم در گرداب بدعت فرو رفتہ سرمو از متابعت حبیب رب العلمین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوات واکمل التحیات تجاوز نکنند۔ احوال ومواجید ومقامات کہ بر وفق سنت سنیہ نباشد، اگرچہ مثل فلق روشن وتاباں بود سراپا ضلالت وغوایت است از آں نگاہ دارد۔ قال اللہ تعالیٰ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخسرین۔ ہر گاہ جمیع انبیاء مرسلین خوشہ چیناں خرمن او علیہ الصلوٰۃ والسلام باشند از اولیاء چہ گوید رسعادت جنید وشبلی ومنصور وخراز علیہم الرضوان قبول درگاہ مقدس اوست علیہ التحیۃ والبرکۃ۔ جوگیۂ ہند وفلاسفۂ یونان کہ مجاہدات شدیدہ وریاضات شاقہ کشیدہ اند وتہذیب اخلاق وتحقیق از داق نمودہ اند، چوں از دولت اتباع محروم اند از ساحت قرب مہجور ومطرود۔ ایں صورت کمالات در حق ایشاں استدراج بیش نیست۔ قال اللہ تعالیٰ سنستدرجھم من حیث لا یعلمون۔ استدراج ہر قومے موافق حال ہماں قوم است، چنانچہ طالبان دنیاء دنیہ را استدراج بامداد اموال واولاد است وہم چنیں اہل عرفان

را باعطاء معارف ومقامات۔ محک در ایں میاں کتاب وسنت است وحصول دولت حقیقت متابعت محبوب رب العزت است علیہ السلام کہ نص قاطع حاکم است، قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ رزقنا اللہ تعالیٰ وایاکم وسائر الاخوان والخلان حظاً وافراً من ھذہ السعادۃ القصویٰ والدولۃ العلیا۔ ویرحم اللہ عبداً قال اٰمیناً۔ چوں مخلص حقیقی ملا ابراہیم از احوال صوریہ واقف تر بود بناءً علیہ بزوائد مصدع نشد۔ والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الھدیٰ، والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوات والبرکات العلی۔

مکتوب شصت و پنجم بنام اورنگ زیب عالمگیر سلطان ہند، در فضائل ذکر اللہ تعالیٰ۔ الحمد للہ الکبیر المتعال ذی المن والفضل والجود والنوال والصلوٰۃ علی حبیبہ المصطفیٰ وصفیہ المجتبیٰ، وعلی آلہ وصحبہ شموس الفضل ونجوم الھدیٰ۔ اما بعد بندہ خاکسار وذرۂ بے مقدار بعرض بندگان شاہزادہ دین دار عالی مقدار مؤید الدین المحمدی ومروج الشرع الاحمدی، لازال مرتقیاً فی مدارج الکمال والاقبال مے رساند کہ چوں در ایں اوان غربت اسلام، ذات اشرف ایشاں محیی قوائم دین قویم است، بر ما فقراء گوشہ نشینان دعاء سلامت واستقلامت ایشاں از اہم مہام است در زوایاء خمول ہموارہ بآں اشتغال میدارد، وچوں ایں دعاء متضمن خیر عام واصلاح اہل اسلام است، رجاء است کہ بشرف اجابت وقبول رسیدہ باشد۔ ویرحم اللہ عبداً قال اٰمیناً۔ مکرما! شکر منعم حقیقی تعالیٰ چوں باندازۂ انعام اوست، اداء آں بر منعماں از دیگراں بیشتر لازم است۔ وچوں در میان اعمال صالحہ ذکر باری تعالیٰ شانہ در تحصیل سعادت عظمیٰ داخل است در فضائل آں حدیث چند از کتب معتبرہ نوشتہ، وچوں دعاء گو زادہ محمد لطف اللہ محرم سدہ علیا بود مصحوب او مرسول داشت را امید است کہ باتمام تمام مطالعہ فرماید۔ قال اللہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ، انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی، فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ، وان تقرب الیّ شبراً تقربت الیہ ذراعاً وان تقرب الیّ ذراعاً تقربت منہ باعاً وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ۔ رواہ البخاری ومسلم وغیرھما۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، من عجز منکم عن اللیل ان یکابدہ،

وبخل بالمال ان ينفقه، وجبن بالعدو ان يجاهده فليكثر ذكر الله. رواه الطبراني
وعن جابر رضي الله عنه رفعه الى النبي صلى الله عليه وسلم قال ما عمل انجى
من العذاب من ذكر الله. قالوا ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال ولا الجهاد في سبيل الله
الا ان تضرب بسيفه حتى ينقطع. رواه الطبراني. وعن مالك عن معاذ بن جبل
رضي الله عنه قال آخر كلام فارقت عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
قلت اي الاعمال احب الى الله؟ قال ان تموت ولسانك رطب من ذكر الله. رواه ابن
ابي الدنيا والطبراني. وعن ابن عباس رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال اربع من اعطيهن فقد اعطي خير الدنيا والآخرة، قلبا شاكرا، ولسانا ذاكرا،
وبدنا صابرا، وزوجة لا تبغيه حوبا في نفسها وماله. رواه الطبراني باسناد
جيد. وعن ابي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال اكثروا ذكر الله حتى يقولوا مجنون. رواه احمد وابو يعلى وابن حبان
في صحيحه وقال صحيح الاسناد. وعن ام انس رضي الله عنهما قالت يا رسول الله
اوصني قال اهجري المعاصي فانها افضل الجهاد، واكثري من ذكر الله فانك لا تاتي
بشيء احب الى الله تعالى من كثرة ذكره، رواه الطبراني باسناد جيد. وعن انس
رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا مررتم برياض
الجنة فارتعوا. قالوا وما رياض الجنة؟ قال حلق الذكر. رواه الترمذي.

مکتوب شصت و ششم

نیز بخلیفهٔ زمان نصره الله تعالی اورنگ زیب سلطان هند در
فضائل صحابه و اهل بیت نبوت علیهم الرضوان. الحمد لله العلي العظيم، والصلوة على
رسوله النبي الكريم، وعلى آله وصحبه هداة الصراط المستقيم الداعاة الى دار
النعيم. اما بعد ذره خاکسار بے مقدار بعز عرض نیاز و انکسار مے رساند که احوال شکسته بال بر نهج
خیر و صلاح است همواره سلامتی ذات انور و استقامت که فوق الکرامة است مسئلت مے نماید
و چوں دعاء ظهر الغیب اقرب باجابت است امیداست که آثار آں بمنصهٔ ظهور آید. انه قريب
مجيب. چوں حرف جهاد باهل بدعت و ضلال درمیان است، احادیث چند در فضائل صحابهٔ خير
البشر المنزه عن زيغ البصر عليه وعلى آله وصحبه من الصلوات افضلها ومن التحيات
اكملها کریمهٔ كنتم خير امة اخرجت للناس وکریمهٔ محمد رسول الله والذين معه

اشداء على الكفار رحماء بينهم الى قوله ليغيظ بهم الكفار مشيرة الى ان غائظي
الصحابة رضي الله عنهم اجمعين از جرگهٔ اسلام خارج اند و قوم شکسته آمد که هویدا گردد که
مجاهده با جماعه، که نه راه صفا بایں برگزیده ها برگزیده اند و طریقهٔ لعن و طعن بایں نجوم هدایت و کواکب
اقتداء اختیار نموده اند بلکه شعار دین خود ساخته، از مهمات اسلام است و پرداخت بایں فاضل تر
از بسیاری از عبادات تا جد و اجتهاد بیش از بیش مرعی دارند و بشارت گاه والذين جاهدوا
فينا لنهدينهم سبلنا بشتابند. روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال
اذا ظهرت الفتن والبدع وسب اصحابي، فليظهر العالم علمه. ومن لم يفعل ذالك
فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا.
رواه الخطيب في الجامع وغيره. عن عويمر ابن ساعدة رضي الله تعالى عنه قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم، ان الله اختارني واختار لي اصحابا، فجعل لي منهم
وزراء وانصارا واصهارا. فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين
لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا. رواه الطبراني والحاكم. عن انس
رضي الله عنه مرفوعا قال اذا اراد الله برجل من امتي خيرا، القى حب اصحابي
في قلبه. رواه الديلمي. وعن عائشة رضي الله عنها قالت، قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم ان شرار امتي اجرؤهم على اصحابي رواه ابن عدي. عن ابي
سعيد رضي الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسبوا اصحابي
فوالذي نفسي بيده لو ان احدكم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا
نصيفه. رواه الشيخان. وعن عمرو بن العاص رضي الله عنه انه سال النبي صلى
الله عليه وسلم، اي الناس احب اليك، قال عائشة، فقلت من الرجال؟ قال ابوها
فقلت ثم، فقال عمر بن الخطاب. رواه الشيخان وعن ابي الدرداء رضي الله عنه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما طلعت الشمس ولا غربت على افضل من
ابي بكر، الا ان يكون نبي. رواه عبد ابن حميد وابو نعيم. وعن سلمة بن الاكوع
رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر خير الناس الا ان
يكون نبي. رواه الطبراني وابن عدي. وعن اسعد بن زرارة قال، قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم، ان روح القدس جبريل اخبرني ان خير امتك

بعدك أبو بكر رضي الله عنه. رواه الطبراني. وعن أبي سعيد رضي الله عنه قال
إن النبي صلى الله عليه وسلم قال، ما من نبي إلا وله وزيران من أهل السماء
ووزيران من أهل الأرض. فأما وزيراي من أهل السماء فجبريل وميكائيل. وأما
وزيراي من أهل الأرض فأبو بكر وعمر. رواه الترمذي. وعن أبي هريرة رضي
الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أما إنك يا أبا بكر أول من
يدخل الجنة من أمتي. رواه أبو داود والحاكم. وعن أنس رضي الله عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قدمت أبا بكر وعمر ولكن الله قدمهما.
رواه البخاري. وعنه أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم قال، أربعة لا يجتمع
حبهم في قلب منافق ولا يحبهم إلا مؤمن، أبو بكر وعمر وعثمان وعلي. وعن
علي رضي الله عنه، أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم قال، رحم الله أبا بكر زوجني
بنته، وحملني إلى دار الهجرة وأعتق بلالا من ماله، وما نفعني مال في الإسلام
ما نفع مال أبي بكر. رحم الله عمر يقول الحق وإن كان مرا. رحم الله عثمان يستحييه
الملائكة، وجهز جيش العسرة وزاد في مسجدنا حتى وسعنا. رحم الله عليا. اللهم
أدر الحق معه حيث دار. وعن أنس رضي الله عنه مرفوعا، إني لأرجو لأمتي في
حبهم لأبي بكر وعمر ما أرجو لهم في قول لا إله إلا الله. رواه عبد الله ابن
أحمد. وعن عمار رضي الله عنه، قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتاني
جبرئيل، فقلت يا جبرئيل حدثني بفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتك
بفضائل عمر ما لبث نوح في قومه ما نفدت فضائله، وإن عمر حسنة من حسنات
أبي بكر. رواه أبو يعلى. وعن بسطام بن أسلم رضي الله عنه قال، قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لأبي بكر وعمر لا يؤمر عليكما أحد من بعدي. رواه ابن
سعد. وعن أنس رضي الله عنه مرفوعا حب أبي بكر وعمر إيمان وبغضهما كفر. رواه
ابن عساكر. وعن جابر رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال عثمان بن
عفان وليي في الدنيا ووليي في الآخرة. رواه أبو يعلى. وعن سعد بن أبي وقاص
رضي الله عنه قال، لما نزلت هذه الآية ندع أبناءنا وأبناءكم. دعا رسول الله
صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء أهلي. رواه

مسلم. وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
النظر إلى علي عبادة. رواه الطبراني والحاكم بإسناد حسن. عن أم سلمة رضي
الله عنها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أحب عليا فقد أحبني، ومن
أحبني فقد أحب الله. ومن أبغض عليا فقد أبغضني ومن أبغضني فقد أبغض الله.
رواه الطبراني. وفي رواية عنها مرفوعا من سب عليا فقد سبني. رواه أحمد و
الحاكم. وعن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال، خير
إخوتي علي وخير أعمامي حمزة وذكر علي عبادة. رواه الديلمي. وعن جابر رضي
الله عنه مرفوعا قال علي إمام البررة وقاتل الفجرة، منصور من نصره، مخذول من
خذله. رواه الحاكم. عن أنس رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال
أحب أهل بيتي إلي الحسن والحسين. رواه الترمذي. وعن حذيفة رضي الله عنه
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له أما رأيت العارض الذي عرض لي قبل
ذلك؟ هو ملك من الملائكة لم يهبط إلى الأرض قط قبل هذه الليلة، استأذن
ربه أن يسلم علي ويبشرني أن الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة وأن فاطمة
سيدة نساء أهل الجنة. رواه أحمد والترمذي والنسائي وابن حبان. وعن ابن
عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سألت ربي أن لا أزوج
فاطمة إلا من أهل الجنة. رواه الشيرازي، وفي رواية فأعطاني ذلك. وعن
أبي سلمة رضي الله عنه أن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يا عائش! هذا جبريل يقرئك السلام، قالت وعليه السلام ورحمة الله، قالت
هو يرى ما لا أرى. رواه الشيخان. وعن علي رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول خير نسائها مريم بنت عمران وخير نسائها خديجة بنت
خويلد. رواه الشيخان، وفي رواية أشار إلى السماء والأرض. وعن أبي موسى رضي
الله عنه. قال ما أشكل علينا أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث
قط فسألنا عائشة إلا وجدنا عندها علما منه. رواه الترمذي. وعن حفصة
رضي الله عنها قالت، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لأرجو أن لا يدخل
النار إن شاء الله أحد شهد بدرا والحديبية. رواه مسلم. وعن عمر بن

الخطاب رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سألت ربی من اختلاف اصحابی من بعدی. فاوحی الیّ یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکلٍّ نورٌ. فمن اخذ بشیءٍ مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی. قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم. رواه رزین. سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین.

مکتوب شصت و ہفتم بنام نصیر خاں در تحقیق صفت کلام - الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی. حضرت حق سبحانہ ذات شریف را بجہت ذاتیۂ خویش سربلند دارد. صحائف شفقت متواتر رسید، وانواع مہربانی والطاف کہ در ضمن آں اندراج یافتہ موجب کمال مسرت گردید. فقیرزادہ ہا بالعافیت رسیدند، وانواع اشفاق شریفہ کہ در باب آنہا مبذول فرمودہ اند بابلغ عبارت بیان کردند حضرت حق سبحانہ بدلِ آں را در داریں کرامت فرماید. انه قریب مجیب ۝ مرقوم فرمودہ بودند کہ در تفسیر واقع شدہ است کہ حضرت موسےٰ علی نبینا وعلیہ السلام فرمودند کہ کلام حق سبحانہ را بہ پنج نشان ساختیم یکے ازآں آن است کہ آں کلام انقطاع وانفصال نداشت الخ تحقیق آں چیست؟ معلوم شریف باد کہ کلام صفت حق است سبحانہ قدیم چراکہ ذات تعالےٰ محل حوادث نیست. وچوں قدیم باشد طریان عدم نیز بر او محال است کہ القدیم لا یعدم فی العدم. چوں بحضرت موسیٰ علیہ السلام بآں متکلم شود، ناچار ہماں صفت متجلی شدہ باشد بہماں طریق وشک نیست کہ از انفصال وانقطاع کہ مشعر طریان عدم است منزہ ومبرا خواہد بود. وانقطاع وانفصال تعلق بصوت دارد کہ حادث وسریع الزوال است ولہٰذا از جمیع جہات وبکلیہ خود اصغا فرمودہ چنانکہ مقرر است. وچوں کلام بشر حادث است ومحل زوال وفناء، ناچار محل انفصال وانقطاع باشد معلوم شریف باد کہ مقتضی تقدم وتاخر کہ زمان است وموجب انقطاع وانفصال در آں حضرت مسلوب است. از ازل تا ابد آں یک است وبیک کلام متکلم است وسکوت در آں حضرت محال است، ہرچہ تفصیل شدہ در عالم تعلقات است. ایں مسئلہ از جملہ غوامض مسائل است کہ بسیارے از علماء متحیر رفتہ اند وبجل آں نرسیدہ اند حضرت حق سبحانہ فراست باطنیہ کہ کریمہ افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه مشعر آن است کہ ثمرۂ متابعت انبیاء است علیهم الصلوات والتسلیمات ونتیجۂ تزکیۂ نفس از لوث ہوا وہوس، کرامت فرماید

تا بذوق وحال ایں چیزہا را دریابید. والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی اٰله وصحبه الصلوات والبرکات العلی.

مکتوب شصت و ہشتم بنام علماء الحرمین الشریفین در حل بعض کلام مجدد الحمد لله العلی الاعلی والصلوة علی رسوله محمد صلی الله علیه وسلم کما یحب ربنا ویرضی، وعلی اٰله وصحبه کما یلیق بعلو شانهم ویحری. اما بعد فقد توهم بعض الناس من کلام شیخنا وامامنا امام المحققین الشیخ احمد رضی الله عنه الواقع فی بعض مصنفاته ان حقیقة الکعبة الربانیة فوق الحقیقة المحمدیة لان الکعبة المعظمة افضل من نبینا سید المرسلین حبیب رب العلمین صلی الله علیه وسلم والحال انه علیه السلام والصلوة افضل المخلوقات واشرف البریات. قلت وبالله العصمة والتوفیق وبیده ازمة التحقیق ان ذالک التوهم انما نشأ من حمل لفظ الحقیقة علی ذات الشیء وتشخصه. وهو مبنی علی الذهول عن اصطلاح هذه الطائفة العلیة وعدم الاطلاع علی حقیقة کلام شیخنا رضی الله عنه

وکم من عائب قولا صحیحا　　وآفته من الفهم السقیم

فان حقیقة الشیء عندهم اسم الهی وهو مبدء تعین ذالک الشیء ووجوده وذالک الشیء کالظل والعکس لذالک الاسم وواسطة الفیوض من الحضرة القدسیة الی ذالک الشیء. کما ان الشان الذاتی واسطة بین ذالک الاسم المقدس وبین ذاته المنزه العلی جل شانه وعز برهانه، علی ما جرت علیه العادة الالهیة من توسط الوسائط ورعایات المناسبات بین المفیض والمستفیض قال الشیخ ابن العربی فی رسالة القدس ان الاکوان ظلال الاسماء الالهیة والاسماء ظلال الشیون الذاتیة. فلما تمهد هذا فاعلم ان لنبینا صلی الله علیه وسلم بحسب تقلبه فی اطواره وادواره کمالات لا تحصی ومقامات لا تستقصی. فله علیه السلام، باعتبار هذا الوجود العنصری وارشاده لهذا العالم الظلمانی اسم مبارک محمد ناش من حقیقته واسم الهی تناسب تربیة هذا العالم السفلی المسمی بحقیقة المحمدیة. وله صلی الله علیه وسلم باعتبار وجود الروحانی المربی

لعالم الملکوت لتوردانی اسم اخذ مکرم وهو احمد ناش عن شان الهی هو مبدأ
واصل الحقیقة المحمدیة یناسب تربیة ذالک العالم العلوی المسمی بالحقیقة الاحمدیة
المعبر بحقیقة الکعبة الربانیة ۔ وله علیه افضل الصلوات والتسلیمات وراء هذین
التعینین اللذین هما کالاجساد الطبعیة له علیه السلام عروجات لا تحد واسماء
لا تعد ۔ والیها یشیر قوله علیه السلام لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب
ولا نبی مرسل ۔ وبها یؤمی قوله تعالی فکان قاب قوسین او ادنی ۔ وهی ثمرة
السر الاصطفائی والمحبوبیة الصرفة وهی مناط الفضل ومدار التفوق ۔ فثبت
ان التفوق انما هو لبعض کما لاته علیه السلام علی بعض وان حقیقة الکعبة الحسناء
بعض من حقائقه السامیة العالیة وجزء من الحقیقة الجامعة المبارکة ۔ فبطل
توهم التفوق واضمحل حدیث الافضلیة ۔ وهذا الذی ذکرناه نبذ مما حققه
شیخنا وامامنا فی جواب سائل سأل عنه هذا السؤال فی المکتوب التاسع بعد
المائتین من الجلد الاول من مجلدات مکاتیبه الشریفة ۔ وینبغی ان تعلم ان
فضل الحقیقة علی الحقیقة لا یوجب فضل الصورة علی الصورة، لجواز ان تحصل
للصورة مع حقیقتها التی هی ربها قرب واتصال لم یحصل ذالک القرب والاتصال
لصورة اخری مع حقیقتها التی هی ربها ۔ وهذا فیما نحن فیه اظهر من ان یخفی ۔
لان کمال القرب انما هو بالفناء والبقاء والعروج المخصوص بالبشر ۔ وغیر الانسان
الکامل له مقام معلوم ۔ ثم اعلم ان لفظة الحقیقة المحمدیة فی عبارات شیخنا
وامامنا الواقع فی تصانیفه الشریفة علی معان مختلفة وانحاء شتی ۔ فمتی قوبلت
بالحقیقة الاحمدیة والکعبة الربانیة یراد بها الاسم الالهی الجامع الذی
یناسب تربیة العالم السفلی ۔ ومتی قوبلت بالحقیقة الالهیة یراد بها الشأن
الذاتی الجامع الذی یتولی تربیة العالم العلوی وهو حاو علی جمیع الشیونات
الذاتیة واصل ومبدأ للاسم الجامع المتضمن لجمیع الاسماء، فیکون هذا الشأن
کلا لسائر الحقائق وهی ابعاضه واجزاؤه وهی المعبرة بحقیقة الحقائق وهی حقیقته
التی لا واسطة بینها وبین الذات المقدس کما ذکره رضی الله عنه فی اخر مکتوب به
له قبل وفاته بایام قلیلة ان الحقیقة المحمدیة فوق جمیع الحقائق وذکر

فی المکتوب الاخر ان الحقیقة المحمدیة کما تفوق وتفضل علی کل الحقائق من
حیث کل ۔ تفضل علی کل الحقائق من حیث هو کل ۔ تذییل کتب شیخنا وامامنا بعد
تحقیق هذا المقام فی ذالک المکتوب کلاما یزید لک کمال طمانیة فی هذا المقام
وهو هذا ۔ حقیقت محمدی نهایت مقامات نزول محمدی است صلی الله علیه وسلم از وراء تنزیه و
تقدس وحقیقت کعبه نهایت مقامات عروج کعبه است، زینهٔ اول مرعروج حقیقت محمدی را بر
مرتبه تنزیه حقیقت کعبه است ونهایت عروجات او را علیه السلام غیر از حق سبحانه اطلاع ندارد در
وچوں کمال اولیاء امت آں سرور علیه السلام را از عروجات او علیه السلام نصیب تام است اگر
کعبه از برکات ایں بزرگواراں دریوزه نماید چه عجب

زمیں زاده بر آسماں تاخته — زمین وزماں را پس انداخته

وقال رضی الله عنه فی موضع اخر من ذالک المکتوب الشریف اگر کمل اولیاء را سیر بالا
از حقیقت کعبه واقع شود وانوار بالا را گرفته بمراتب حقائق خود که شبیه با حیاز طبعی ایشان است
فرود آیند، کعبه از برکات ایشاں توقع خواهد نمود تم کلامه العالی ۔ تذییل ۔ نه پنداری که کعبه
عبارت ازیں سنگ وکلوخ است کلا بل کعبه اینجا عبارت از روحانیت اوست که از عالم امر و
ملکوت است نه احجار واخشاب که آں از عالم خلق وناسوت است، وچنانکه انسان را بدن مرکب
است از لحم وعظم وجزء آں، بدن کعبه نیز مرکب از احجار واخشاب او است ۔ از آنجاست که برا اولیاء
بصورت ظلیه ظاهر مے شود وباستقبال بعضے از اولیاء که بطواف او مے آیند مے رود ۔ ہیچ مے بینی
که احجار واخشاب ایں قدر قدرت دارند بلکه روحانیت او مثل ارواح دیگر که قدرت بر تشکل در صور
مختلفه دارند ایں کار مے کند ۔ ببیں شیخ کبیر ابن عربی قدس سره که ترجیح مے داد نشأ انسانی را بر کعبهٔ
مکرمه چه طور بر صورت جمیله ظاهر شده وچه صفت ها دسرزنش نموده تا اینکه شیخ ازایں اعتقاد خود
تائب ونادم گشته است، چنانچه تفصیل آں در کتاب جلاء القلوب عن مرآة الکعبة الحسناء
نقل کرده اند ۔ اکنوں معلوم تو باد که آنچه نوشته اند که اگر کعبه از برکات ایں بزرگواراں دریوزه نماید چه
عجب، مراد ازیں کعبه نه اسم الهی ست که حقیقت احمدی ہم ہماں است تا مخالفت بما سبق
لازم آید، بلکه مراد روحانیت کعبه است نه احجار واخشاب که بدن کعبه است ۔ تامل فقف سبحن
ربک رب العزة عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد لله رب العلمین ۔

مکتوب شصت ونهم بنام نصیر خاں در حل مسئلهٔ وحدت الوجود الحمد لله

وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. حضرت حق سبحانه درمدارج قرب خویش ترقیات بے اندازه کرامت فرماید. ذرهٔ حقیر بعد تبلیغ دعوات فقیرانه مے رساند که احوال فقراءِ ایں حدود مستوجب حمد است. اَلْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی اِسْتِقَامَتُکُمْ. بِحَمْدِ اللّٰهِ وحسن عنایت فقیرزاده سعدالدین محمد صالح بتاریخ دہم شہر ربیع الاول بصحت وعافیت بوطن مالوف رسید واظہار صنوف الطاف و عنایات ایشاں که درباب او بظهور پیوسته بابلغ عبارات والطف اشارات مبین ساخت واستقامت وصفات محبت ایشاں که بفقراءِ باب اللّٰه دارند بتمام وکمال مشروح نمود ورشتهٔ محبت ودعاء را تحریک داد. وچوں دعاء ظهر الغیب خصوصاً که دراوقات حسنه واقع شود شرف قبول دارد، امیدوار است که آثار اجابت بظهور آید. ونیز اظهار نموده که درایں ولا مجلس مکتب برخوردار سعادت آثار میر محمد حسن بخیر وخوبی میسّر شد، سبب مزید خوشحالی گردید، مقرون برکات باد. ونیز ظاهر ساخت که از کمن عنایت فرزند نرینه بایشاں مکرمت شده مسرت برمسرت افزود، مبارک باد. ونیز فقیرزاده گفت که درحل مسئلهٔ وحدت وجود که صوفیهٔ علیه همه اوست مے گویند دو کلمه نویس ہرچند ایں امور از غوامض اسرار است وبحال تعلق دارد، بمجرد مقال کشف استار آں محال است. وبرطالبان راه لازم است که سعی درتحصیل آں نمایند لیکن بجهت اجابت مسئول دو کلمه مرقوم شد وبطریق تمثیل بیان رفت تا از غرابت برآید مثلاً محبوبے است که بانواع حسن وجمال آراسته است وباصناف غنج ودلال پیراسته، از خلوت خانهٔ تفرد بجلوگاه جلوه فرماید که از آئینه ہاء گوناگوں ومرایاء مختلفه پرفنون مشحون است، وہرآئینهٔ از ایں ہارنگے از رنگ ہا محبوب برانگاشت وحسنے از حسن ہاء او راهویدا ساخت عکوس آں محبوب درجمیع آئینه ہا متجلی شد. بازار راه ایں شعبده فرق مختلفه آمدند. جمعے غافل از وجود آئینه گفتند ایں حسن که درایں تماشاگاه نمودار است لمعه الیست از آفتاب جمال معشوق وپرتوے است از انوار کمال او. ناچار گرفتار صور آمدند واز مشاهدهٔ معنی بے نصیب. چنانچه عارف جامی قدس سره اشاره بایں نموده آنجا که فرموده ؎

زلیخا از زلیخائے رمیده
از آں معنی بصورت آرمیده
از آں معنی اگر آگاه بودے
یکے از واصلان راه بودے

وجمیع دیگر از راهِ عنایت ازلی بوسیلهٔ شیخ مقتدائے باصل بردند وشناختند که ایں مظاہر مختلفه ومرایا متعدده آئینهٔ یک ذات اند که از سرروءِ بطون کبریاءِ تفرد اوست واز روءِ ظهور مقدد وتکثر صنعت اوست، وچوں صورت منعکسهٔ مرآتیهٔ اوست که بلباس ہا رنگارنگ از ایں مظاہر شده،

درسکرِ حال ہمه اوست تکلم نمودند وگفتند که ؎

در انجمنِ فرق ونہاں خانهٔ جمع
باللّٰه ہمه اوست ثم باللّٰه ہمه اوست

اعیان را اگرچه اعدام محض اند در وجود نصیبے نیست. وآنچه موجود است احدیت ذات است و نمودار کمالات او لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُهٗ دَیَّارٌ. واز ہماں جهت به سُبْحَانِیْ وَ اَنَا الْحَقّ تکلم نمودند آئینه انا الشمس نگوید چه کند. بسیارے از سالکان را ہمیں تجلیات که درپردهٔ مکنونات ظاهر شود خورسند گشته ومحبوب را درلباس قیود درآغوش کشیدند، از کشاکش ہجر خلاصی یافتند وبوصل واتصال متلذذ شدند چنانکه گفتند ؎

امروز چوں جمالِ توبے پرده ظاہر است
درحیرتم که وعدهٔ فردا برائے چیست

درسکرِ حال ظل از اصل متمیز نشد ومطلق از مقید جداگانه گشت. جمع دیگر که بدولت اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ سوئے باطن اتصال یافت، وحدتِ باصرهٔ آنها وراءِ مظاہر سرایت نمود ودانستند که ؎

عنقا شکار کس نشود دام بازچیں
کانجا ہمیشه باد بدست است دام را

مرغ ہمت ایشاں بماوراءِ وراء پرواز نموده دربحر وحدت غوطه خورد واز خود وغیریت نام ونشانے نگذاشت وبنائرهٔ محبت ذاتیه ہمه را برباد داده دردریاءِ حقیقت مضمحل ومستهلک گردید. آغاز سلوک ایں طریقه علیه بحمد اللّٰه سبحانه ازیں نعمت عظمٰے امت ودولت قصوی، از آنها جائز آنچه گویند که بے نشان است. رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ جُرْعَةً مِّنْ هٰذَا الْبَحْرِ الْمُحِیْطِ وَقَطْرَةً مِّنْ ذَالِکَ الْیَمِّ الْعَمِیْقِ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِیْنَا. وجمعے از نارسیدگان راه درایں بادیه گمراه شدند. گماں بردند که آں مطلق از ازواج اطلاق برآمده بحضیض تقیید برآمد بروجہے که از مطلق اثرے نماند وتنزیه بتشبیه شد وخالق خلق گشت وآں جماعت فی الحقیقت نفی صانع تعالے نمودند. ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا. از آں روازتکالیف شرعیه واوامر ونواہی دینیه برآمدند. اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهَا بِصَدَقَةِ حَبِیْبِهٖ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ. وَالسَّلَامُ

مکتوب ہفتادم بنام میر محمد باقر در تحسین احوال او وآنکه توجه بطالبان داخل غفلت نیست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. صحیفهٔ شریفه برادر اعز امجد رسیده باعث بهجت ومسرت گردید. چوں مدت مدیدگذشته که از اخبار خیر اطلاع نداشت زیربار انتظار بود. برسیدن گرامی نامه اطمینان خاطر حاصل شد. آنچه از استیلاء نسبت استهلاک درغیب ہویت وظهور معنیِ کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مرقوم بود خوشحالی برخوشحالی افزود. حضرت حق سبحانه بحقیقت

فا مشرف ساختہ بنقاء کہ مناسب آں است، مستعد دارد باید کہ ظاہر را باحکام ظاہرۂ شریعت غرا و باطن بدوام افتقار و تخلی از اغیار محلّٰی داشتہ منتظر ترقیات بے اندازہ باشند، چہ نوسید کہ خاطر ایں فقیر چہ قدر متفقد احوال شریف است بعض وقائع کہ اندراج یافتہ بود تعبیر آنہا در بادی النظر نیک زیبا در آمد، هَنِيْئاً لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهُمْ دیگر از اشتیاق ملاقات اظہار رفتہ تعجیل درایں امر مستحسن نمے باید بعد از آں بحکم استخارہ آنچہ بعمل آرند برجاست۔ دیگر توجہ بحال طلاب نمودن داخل غفلت نیست بموجب اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا بعض اوقات صرف حاجت طالب نمودن داخل اداء حقوق عباد است کہ از جملۂ اہم مہم است۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الصَّلَوٰاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰى

مکتوب ہفتاد و یکم بنام میرزا شہاب الدین در ترغیب بر اتیان مامورات شرعیہ و رعایت حقوق قرابت و ترہیب از صحبت متصوفہ کہ از شریعت غراء منحرف اند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ حضرت حق سبحانہ فرزند سعادت مند اقبال آثار مرزا شہاب الدین قلی را بدولت صوری و معنوی سربلند داشتہ بعافیت دارد۔ احوال فقراء ایں حدود مستوجب حمد است۔ ہموارہ خاطر فاتر منتظر اخبار فرخندہ آثار مے باشد۔ توقع آنکہ مصحوب قاصدان ایں صوب بارسال صحائف خیر مسرور مے داشتہ باشند کہ اَلْمُكَاتَبَةُ نِصْفُ الْمُلَاقَاتِ۔ مکرر در باب کمالات آثار میاں شرف الدین نوشتہ اند انشاء اللہ دریں ولا بتاکید نوشتہ خواہد شد کہ اجابت مامول نمایند۔ دیگر نصیحت ہمیں است کہ در اتیان مامورات شرعیہ و انتہاء از امور منہیہ کہ دین متین بآں ناطق است سعی بلیغ نماید مبادا دشمن لعین دلالت بشہوات نمودہ از صراطِ مستقیم منحنی سازد۔ حیات چند روزۂ دنیا را ہم اعتبار نماید کہ بسیار بے مدار و بے وفاء ست باہیچ کس وفاء نکردہ است۔ و طریقۂ ترحم بر مساکین و ضعفاء و رعایت حقوق قرابت و صلۂ رحم از دست ندہند کہ سبب درجات دارین و نجات از مہالک نشأتین است خصوصاً تحصیل اسباب رضامندیِ والدہ ماجدہ را از اہم امور تصور نمایند و موجب اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ آں را لازم دانند و از صحبت جماعۂ کہ از یاد حق سبحانہ، بیگانہ اند مہما امکن محترز باشند و از صوفیۂ خام کہ از شریعت غرا یکسو شدہ عالمے را بضلالت بردہ اند گریزاں باشند کہ شر آنہا از شر اعداءِ ظاہری زیادہ است۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوٰاتِ وَالْبَرَكَاتِ الْعُلٰى۔

مکتوب ہفتاد و دوم بنام شیخ شرف الدین سلطان پوری در شرح احوال او و یاران

او حضرت حق سبحانہ آں فرزند ارجمند را بترقیات بے پایاں سربلند داشتہ بعافیت دارد مکتوب مرغوب کہ مصحوب برخورداری میاں شمس الدین مرسول بود رسیدہ موجب بہجت فراواں گردید۔ چساں شکرانۂ خداوند جل شانہ، را بجا آورد کہ آں سعادت مند بعافیت است کہ مایۂ اعمال صالحہ است و بدولت استقامت بہرہ مند۔ اللہ تعالیٰ بکمال فضل خویش مزید بر مزید کرامت فرماید آنچہ از احوال بعض مسترشدان مرقوم نمودہ اند نیز سبب مسرت گشت، اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمودہ ترقی بخشد۔ طریقۂ افادہ و توجہ طلاب از اہم مہام تصور نمودہ در آں سرگرم باشند کہ نفع متعدی ست۔ و آنچہ از احوال میاں خالد نوشتہ اند کہ حیرت در حیرت دارد بغایت اصیل است کہ منتہاءِ تجلیات و مکاشفات استغراق در بحرِ حیرت است۔ چہ آنچہ در حیطۂ کشف و شہود آمدہ او تعالیٰ از او منزہ است و او را وَرَاءُ الْوَرَاء باید جست و بیروں مرایاءِ آفاق و انفس باید طلبید و آنچہ بدست آمدہ بکلمۂ لا نفیِ آں باید نمود ے

درافگندہ دف ایں آوازہ دوست   کز و بر دست دف کو باں بود پوست

الحمد للہ کہ نسبت شما مرکز ے مے یابد کہ شاہ راہ است بحضرت غیب ہویت، و گردے از نشان و صفت بداماں او نرسیدہ و نصیب محمدی المشرب آں است بذات۔ اللہ تعالیٰ بمراتب متابعت آں خیر البشر مشرف کردہ از کمالات ہر موطن بہرہ مند گرداند۔ اِنَّهٗ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ۔ دیگر مکرر برخورداری میرزا شہاب الدین در باب شما نوشتہ کہ سیر بایں جانب واقع شود چوں در کمال اشتیاق است ظاہراً گونہ وعدہ نیز دریں باب رفتہ اگر اجابت مسئول نماید گنجائش دارد و بیشتر مختار اند۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الصَّلَوٰاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰى۔

مکتوب ہفتاد و سوم بنام میرزا شہاب الدین قلی در ترغیب صحبت اہل جمعیت و بعض نصائح ضروریہ

حضرت حق سبحانہ بحصول اعلا مطالب مکرم دارد۔ حَمْدًا لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ احوال فقراء بعافیت مقرون است، ہموارہ خاطر فاتر زیر بار اشکار فرخندہ آثار مے باشد۔ امید کہ مصحوب قاصدان ایں صوب از احوال خیر مآل قلمی مے نمودہ باشند کہ سبب جمعیت خاطر ما ست و موجب مزید دعاء۔ مکرر در باب آمدن کمالات دستگاہ میاں شرف الدین نوشتہ بودند اظہار اشتیاق ملاقات ایشاں نمودہ، بناءً علیہ باوجود موانع کہ از جملۂ آں رسیدن ماہ مبارک رمضان باشد وداع

نمودہ شد، اللہ تعالےٰ بسلامت برساند. صحبت ایشاں را غنیمت شمردہ منتظر فوائد ثمرات باشند. در باب این طائفہ واقع شدہ است کہ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ. بالجملہ برابر صحبت اہل جمعیت امرے نیست. مشاہدۂ انوار غیبیہ را برابر باطن اہل اللہ کہ مرآت اتم است، ہیچ نیست امّا نظر بنیا در کار است. بموجب اَلظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ ظاہر را باحکام شرعیہ مزین دارند علی الخصوص اداء صلوٰۃ با جماعت بحضور و جمعیت و اداء زکوٰۃ را اہم از اہم امور تصور نمودہ سعی نمایند کہ دقیقۂ از آں فرو گذاشت نشود و ماہ مبارک رمضان را مہتم عزیز داشتہ در اداء حقوق آں قیام نماید کہ برکات ایں ماہ بتمام سال سرایت کند. وَابْتَغِ فِيْمَا اٰتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ. وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا.

مکتوب ہفتاد و چہارم در آنکہ درد نایافت نتیجۂ یافت است و مرتبۂ اطلاق عالیست

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهٖ. صحیفۂ گرامی کہ از روۓ شفقت و مہربانی نامزد فقراء گردیدہ بود رسیدہ باعث بہجت فراواں گردید. اللہ تعالےٰ ظاہر ایشاں را بظاہر شریعت غرا و باطن را بحقیقت آں متحلی داشتہ بمراتب قرب خویش ممتاز دارد و حرفے کہ بزبانی محمد مراد فرمودہ بودند رسانید، سبب عظیم خوش حالی گردید. اللہ تعالےٰ در ایں طلب زیادہ تر گرداند. و بزرگاں فرمودہ اند اگر نخواستی داد ندادے خواست. خود دست طلب خود را گرفتہ در طلب خود مستیاز اند. تا جمال حقیقی بر دل متجلی نشود شیفتۂ عشق خود نگرداند طلب و بے آرامی محال است ؎

ہر کجا حسن مے نماید رُو ۔۔۔ مے نہد سر بسجدہ عشق آنسو

ایں درد نایافت کہ از سرچشمۂ یافت است از گنجینۂ عنایت بے غایت تصور نمودہ شکرانۂ آں باید آورد، بموجب لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ امیدوار مزید باشند. ہر چند در فضاء اطلاق و در سرادقات وحدت ذات ہیچ کس را گذرگاہ نیست و از آں بحر بے کراں جز سراب بدست نہ ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں ۔۔۔ کایں جا ہمیشہ باد بدست است جام را

؎ سپر پیوند ما ندارد یار ۔۔۔ چوں تواں شد ز بخت برخوردار

ولیکن

اگر ندہی بکف داماں یارم ۔۔۔ گرفتاری کس دیگر ندارم

حضرت حق سبحانہٗ از آنچہ مسمّی بما سوا است آزاد مطلق ساختہ گرفتار مطلبے دارد کہ از حیطۂ افہام و اوہام بیروں است كُلُّ مَا هَجَسَ فِيْ بَالِكَ اَوْ خَطَرَ فِيْ خَيَالِكَ فَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَرَاءَ ذٰلِكَ. رَزَقَنَا

اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَاِيَّاكُمُ الْاِسْتِقَامَةَ عَلٰى مُتَابَعَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ اَكْمَلُهَا.

مکتوب ہفتاد و پنجم بنام فتح محمد خاں در آنکہ دنیاء دنیہ لیاقت آں ندارد کہ در طلب آں از مطلب اعلیٰ باز مانند.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. برادر اعز ارشد رفعت و سعادت آثار میاں فتح خاں را از یں فقراء سلام عافیت انجام برسد. چہ نویسد کہ خاطر فقراء از جانب آں برادر مشفق چساں زیر بار تعلق انتظار است. اللہ تعالےٰ جمیع مشکلات صوریہ و معنویہ را آساں گرداند اِنَّهٗ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ. باید کہ خلاصۂ اوقات بیاد الٰہی جل شانہٗ مصروف گردد کہ دنیاۓ فانی لائق آں نیست کہ در طلب آں از مطلب اعلا باز ماند کہ اقبال و ادبار آں از حیز اعتبار ساقط است امور اخرویہ شایان اہتمام اند کہ معاملۂ ابدی باآں مربوط است و رضاء مولاۓ حقیقی برعایت آں منوط. درایں ولا چوں فرزند معنوی میاں شرف الدین کہ از سر آمد اصحاب طریقت است روانۂ آں جانب بود دو کلمہ نوشتہ آمد کہ صحبت و ملاقات مشار الیہ مغتنم خواہند دانست. توجہ دعاء ایشاں را در امور صوریہ و معنویہ تاثیر تام تصور خواہند فرمود. و چوں خاطر ہموارہ در انتظار اخبار فرخندہ آثار است، ہموارہ بارسال صحائف خیر مسرور مے داشتہ باشند. وَالسَّلَامُ

مکتوب ہفتاد و ششم بنام میر محمد باقر در بیان تنزیہ و تشبیہ.

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهٖ. برادر اعز ارشد محمد باقر ہموارہ بعافیت و استقامت باشد. احوال فقراء ایں حدود مستوجب حمد است. امید از کرم حق سبحانہٗ چناں است کہ آں برادر امجد نیز بعافیت باشد و آنچہ مسمّی بما سوا است منقطع و معرض ع اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ. عاقل بباطل محض و لاشیٔ چہ رُو آرد. مع ذالک آنچہ در آں نمودار است جز کمالات او تعالےٰ نہ. پس ہر کہ بہر چہ متوجہ است بکمالات ذاتیہ متوجہ است، فرق بجز پندار نیست سُبْحَانَ اللّٰهِ، عَرَفْتُ رَبِّيْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ. و در جانب تنزیہ مشابہ الیست کہ ہر چہ معبّر بعبارت است و مشار باشارت و با حاطۂ افہام و مُؤَدّاۓ اوہام، ذات اقدس ازاں منزہ و مبرا است ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں ۔۔۔ کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

و در جانب تشبیہ چناں است کہ بموجب مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا آنچہ در عرصہ گاہ ظہور آمدہ و ہر چہ در تماشا گاہِ نمود جلوہ گر گشتہ جز شیون ذاتیہ و کمالات صفاتیہ و افعالیہ نیست لیکن ظل چوں عین اصل نیست و انوار تجلیات جز پردہ دار صرافت اطلاق نہ، عینیت و حکم باتحاد مفقود است

صاحب ایں ذوق ہمیشہ بداغ عبودیت متسم است۔ مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ گویان ہموارہ دامن محبوب را از آلائش دنس ممکنات مبرا خواہد داشت۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ○ رَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مُتَابَعَةَ حَبِيْبِهِ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الصَّلَوَاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰى۔

مکتوب ہفتاد وہفتم بنام عصمت پناہ بی بی خانمی بنت تربیت خاں مرحوم در آنکہ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

فرزند معنوی عصمت پناہی بی بی خانمی بعافیت باشد، چہ نویسد کہ از استماع خبر وحشت اثر اختلال حال برخورداری میر محمد اسحاق چہ قدر کلفت حاصل شد فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ۔ چوں فعل قادر مختار حکیم علی الاطلاق تمام حکمت ومصلحت است، دل تنگ نہ باشند ومنتظر عنایت بے غایت بودہ بموجب اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا امیدوار کشائش باشند، بسا فعل است کہ در عالم اسباب کلیدش پیدا نمے شود ودر مقصود مے کشاید۔ بالجملہ بحضرت کریم علی الاطلاق متوجہ باشند وتوبہ واستغفار رو بدرگاہ اعلیٰ دارند کہ آنچہ بما میرسد البتہ اثر معاصی ما است وجناب مقدس تعالےٰ غنی است از عذاب وجفاء ما۔ وایں فقراء را غافل ندانند کہ اللہ تعالےٰ دعاء ظہر الغیب را اثر اجابت دہد۔ چوں برادر سعادت مند میاں شرف الدین کہ بجا فرزندان است ودرو پسندیدہ احوال، متوجہ آں صوب بودند، دو کلمہ نوشت، دعاء وتوجہ مشار الیہ را مغتنم دانستہ دریوزہ خواہد نمود۔ چوں خاطر نگران است، بزودی اخبار بنویسند۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

مکتوب ہفتاد وہشتم بنام نصیر خاں در وجوب شکر نعمت وانقسام شکر بدو جزء امتثال اوامر وانتہاء از نواہی۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا۔ حضرت حق سبحانہ، بمتابعت سید الکونین عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ اَكْمَلُهَا محلّٰی داشتہ بترقیات دارین سربلند داراد۔ چہ نویسد کہ خاطر فاتر چساں زیر بار اخبار فرخندہ آثار است۔ مدتے است کہ نامہ کہ متضمن احوال خیر مآل باشد نرسیدہ۔ موانع بخیر باد! زیادہ از چہار ماہ است کہ مخلص حقیقی ملا محمد یار عازم خدمت است، معلوم نشد کہ بخدمت شریف رسیدہ است یا نہ۔ وچوں انتظار بکمال رسیدہ ناچار قاصد مخصوص فرستاد۔ مخدوما سعادت آثارا وقت کشت وکار است۔ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ، سعی نمایند کہ اوقات شریفہ بیاد رب معبود معمور باشد۔ شکر منعم شرعاً وعقلاً واجب است۔ ہر چند نعم بسیار شکر باندازۂ آں زیادہ تر اِعْمَلُوْٓا

اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ○ شکر را دو جزء است انتہاء از مناہی، چنانکہ عزیزے مے فرماید اَلشُّكْرُ اَنْ لَّا تَسْتَعِيْنَ بِنِعَمِهٖ عَلٰى مَعَاصِيْهِ۔ وجزء ثانی امتثال اوامر۔ حدیث صحیح بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ حَجِّ الْبَيْتِ لِمَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا متضمن آن است وہر کدام را از آں صورتے است وحقیقتے۔ اہتمام باید نمود کہ بعد تتمیم صورت نصیبے از حقیقت یابد چنانکہ از صورت تلفظ بکلمۂ شہادت بحقیقت آں پے برد۔ کریمۂ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا اشارے است بداں۔ جہد نماید تا بنفی ماسوا بالکل برسد، وباطن را آزادی بلکہ نسیان غیر بتمام حاصل آید۔ آں چناں متمسک ومستغرق حال لایزال گردد کہ اگر فرضاً یاد ماسوا دہد ہرگز یاد نیاید ع

از باد صبا دلم چو بوئے تو گرفت بگذاشت مرا وجستجوئے تو گرفت

اکنوں زمن خستہ نمے آید یاد بوئے تو گرفتہ بود خوئے تو گرفت

بالجملہ بجاء محبت کہ بخود داشت وہمہ را المحبت خود دوست میداشت، محبت مولاء حقیقی جا گیرد واز خود وغیر خود کہ بوصف غیریت متصف است نام ونشانے نگذارد۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ع

جسمم ہمہ اشک گشت وچشمم بگریست در عشق تو بے جسم ہمے باید زیست

از من اثرے نماند ایں عشق از چیست چوں من ہمہ لاشئ شدہ ام عاشق کیست

ع گر بگویم شرح آں بے حد شود

ہم چنیں بعد رعایت صورت نماز کہ عبارت از اداء واجبات وسنن ومستحبات است با ترک محرمات، سعی نماید کہ نصیبے از حضور بے کیف کہ حدیث اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ الحدیث رمزے بدان است حاصل سازد وشربے از دولت اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ بدست آرد۔ کریمۂ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اشارہ بدان است۔ وہمچنیں اداء زکوٰۃ کہ عبارت از تطہیر مال است باداء قدر معین پے بحقیقت آں برد۔ وآنچہ از جنس وجود ومَا يَتْبَعُهٗ مِنَ الْكَمَالَاتِ است چوں مستعار ومستفاد از حضرت وجود است، بآں حضرت بسپارد وخیانت در ملک وملک او ننماید وبحقیقت يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ متحقق شدہ پے باِسْتَغْنُوْا بِغِنَاءِ اللّٰهِ برد۔ وہم چنیں در صوم رعایت صورت ترک اکل وشرب نمودہ سعی کند تا از مفطرات باطنیہ محترز باشد،

و معدهٔ دل با غذیهٔ فاسده که توجهات پراگنده و تعلقات شتّی است پراگنده نگردد. و توفیق آں را رسیدن ماه رمضان که متضمن جمیع فیوض و برکات است و بمنزلهٔ مرکز دائره سال است مغتنم شمارند چنانکه قرآن مجید حاوی جمیع کمالات آلہی است ہمچناں ماه رمضان حاوی جمیع فیوض و برکات است و ہماں مناسبت نزول قرآن مجید است دریں ماه، چنانکه آیهٔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ اشارت بداں است. جمعیت ایں ماه مبارک جمعیت تمام سال است. عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ خَلْقِهٖ وَ اِذَا نَظَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی عَبْدٍ لَمْ یُعَذِّبْهُ اَبَدًا. وَ لِلّٰهِ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ اَلْفُ اَلْفِ عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ. فَاِذَا كَانَ لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ اَعْتَقَ اللّٰهُ فِیْهَا مِثْلَ جَمِیْعِ مَا اَعْتَقَ فِی الشَّهْرِ كُلِّهٖ. فَاِذَا كَانَ لَیْلَةُ الْفِطْرِ اِرْتَجَّتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ تَجَلَّی الْجَبَّارُ تَعَالٰی بِنُوْرِهٖ مَعَ اَنَّهٗ لَا یَصِفُهُ الْوَاصِفُوْنَ فَیَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ وَهُمْ فِیْ عِیْدِهِمْ مِّنَ الْغَدِ مَا جَزَآءُ الْاَجِیْرِ اِذَا وَفّٰی عَمَلَهٗ؟ یَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ اَنْ یُّوَفّٰی اُجْرَتَهٗ. فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَشْهِدُكُمْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ. رَوَاهُ الْاِصْبَهَانِیُّ. وَالسَّلَامُ.

مکتوب ہفتاد و نہم بنام یکے از ارباب طریقت که پریشانیٔ احوال ظاہره مرقوم نموده بود. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. رقیمهٔ گرامی که از روئے شفقت و مہربانی مرسول داشته بودند رسیده موجب مزید مسرت گردید، از پریشانیٔ احوال ظاہره مرقوم بود الله تعالےٰ جمعیت نصیب کند، و از تشتت تعلقات که موجب بعد و حرمان است نجاتے ارزانی داشته مقبلِ بجناب مقدس گرداند ؎

ہر چه جز عشق خداءِ احسن است　　گر شکر خوردن بود جاں کندن است

و آنچه از مضائق صوریه مے رسید که ابوالخیر مرقوم نموده بود، سبب مزید گرانیٔ خاطر فاتر گردید. امروز با دوست آں کنند که فردا با دشمناں کنند، حالِ خود را بحال سلف سنجیدهٔ شکر و صبر باید ورزید، اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ. ہر قدر رو باسباب فانیه مے آرند چوں سبب بعد از مولائے علی الاطلاق است، کشائش کمتر میسر مے شود. وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ را پیش نظر داشته منتظر عنایت بے غایت باید بود و بموجب وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ جمیع مشکلات را ثمرهٔ تقصیرات دانسته با ستغفار باید پرداخت. وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی نص قاطع است. مرقوم بود که ببزرگانے که با آنہا اعتماد باشد دو کلمهٔ سفارش بنویسند. مخدوما آنچه بتجربه معلوم شده آن است که اعتماد آشنائیِ ہیچ آشنا نباید کرد ؎

ہر تازه گلے که اندریں گلزار است　　گر بینی گل و اگر بچینی خار است

چوں صفت رحم دولت منداں برخاسته است تحریک آنہا عبث است هَیْهَاتَ تَضَرُّعٌ فِیْ حَدِیْدٍ بَارِدٍ. بضرورت دو کلمه باخوی میرزا محمد فاروق نوشته فرستاده است و تاکید بسیار نموده. اگر خدا تعالیٰ توفیق دہد شاید بکار آید. وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی.

مکتوب ہشتادم بنام خان سعادت نشان در نصائح ضروریه و مداحی طریقهٔ نقشبندیه. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَكُمْ وَشَرَحَ صَدْرَكُمْ وَصَانَكُمْ عَمَّا شَانَكُمْ بِحُرْمَةِ جَدِّكُمُ الْاَمْجَدِ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَكْمَلُهَا احقر فقراء بخدمت مخدوم زاده عالی قدر متعالی منزلت مے رساند که صحیفهٔ گرامی بمصحوب مخلص حقیقی ملا یار محمد طالقانی ارسال داشته بودند و بانواع اشفاق و مکارم یاد آوری فرموده بودند بورود اصناف بہجت و مسرت رسید. الله تعالےٰ حسب مامول مخلصاں را بحصول اعلیٰ مطالب مکرم داراد. چه نویسد که از اخبار مزید استقامت ایشاں که از مشار الیه مستمع گردید چه قسم فرح و خوش حالی رو داد. حق سبحانه مزید کرامت فرماید. و از استماع خبر فتح و نصرت بر اعداءِ دین که نصیب آں مکرم شده چه قدر شکرانه بجا آورد. در حضرت کریم ال ہمیشه مظفر و منصور دارد. در اوقات که محال اجابت دعا است غافل نیست. امید وار است که آثار اجابت و قبول بظہور آید. اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ. جزوی نیاز فقراء که مصحوب مشار الیه بود بسیار بر وقت رسید، مثمر ثمرات کونین باد. اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ. قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا، وَقَالَ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ. اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ. وَكَفٰی بِالْقُرْاٰنِ وَاعِظًا. بالجمله وقت عزیز را بامور ضروریه و مہمات اخرویه مصروف باید داشت و دریں

فرصت قلیل سرانجام سفر طویل باید نمود که شیطان لعین درکمین گاه است مبادا سرمایۂ عمر بامور لایعنی صرف شود وحسرت وندامت نقد وقت گردد وبموجب حاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا ہمیشہ مراقب احوال واقوال وافعال باید بود ودیدوام بذکر تصفیۂ مرآت باطن باید کرد، تا از لوث ما سوا پاک ومصفا گشتہ واز حب دنیا وجاہ وریاست مزکی گشتہ مجلاءِ انوار الٰہیہ گردد، ومقصود آفرینش او کہ معرفت حق است سبحانہٗ بحصول آید۔ حَمْدًا لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ کہ درطریقۂ علیہ باسہل وجوہ میسّر است وباقرب طرق محصل ۔حضرت خواجۂ بزرگ قُدِّسَ سِرُّہٗ فرمودہ اند کہ ما از خداءِ تعالیٰ طریقے خواستیم کہ اقرب طرق است وابستہ موصل ؎

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند | کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبۂ صحبت شاں | مے برد وسوسۂ خلوت وفکر چلہ را
ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند | روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

رَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ قَطْرَۃً مِّنْ بَحْرِ اَلْطَافِہِمْ وَرَشْحَۃً مِّنْ عِنَایَاتِہِمْ وَاَلْطَافِہِمْ

ع وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ اٰمِیْنَا

مخدوم زادۂ سعادت مند بکمالات دارین محلّٰے باشند۔ وَالسَّلَامُ

مکتوب ہشتادویکم بنام یکے از اصحاب طریقت درفضیلت محبت اہل اللہ واد

خال سرور بر برادر مسلم۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ ۔حضرت حق سبحانہٗ در مراتب کمال واکمال ترقیات بے اندازہ کرامت فرماید۔ بِحَمْدِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَحُسْنِ تَوْفِیْقِہٖ احوال بعافیت مقرون است ۔ہموارہ سلامتیِ ذات بابرکات مسئلت مے نماید بعزِ اجابت مقرون باد۔ ہرچند حسب صورت بُعد ابدان است اما اوقات حسنہ کہ مظانّ استجابت دعا است، کم است کہ از یاد و دُعاءِ خیر ایشاں فارغ باشد۔ ظاہر است کہ آں ثمرۂ وفورِ محبتِ ایشاں بفقراءِ باب اللہ است وبموجب حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ امیدوار شرکت است بمقامات، ہرچند تقصیرے رود۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مَا تَحَابَّ رَجُلَانِ فِی اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَّا کَانَ اَحَبُّہُمَا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَشَدَّہُمَا حُبًّا لِّصَاحِبِہٖ ۔رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ ۔وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ، یَغْبِطُہُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّہَدَآءُ وَالصِّدِّیْقُوْنَ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ

صَحِیْحِہٖ ۔وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّعْمَلَ بِعَمَلِہِمْ، قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی؟ قَالَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْفَعُہُمْ لِلنَّاسِ وَاَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی سُرُوْرٌ تُدْخِلُہٗ عَلَی الْمُسْلِمِ تَکْشِفُ عَنْہُ کُرْبَتَہٗ اَوْ تَقْضِیْ عَنْہُ دَیْنًا اَوْ تَطْرُدُ عَنْہُ جُوْعًا وَلَاَنْ اَمْشِیَ مَعَ اَخِیْ فِیْ حَاجَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَعْتَکِفَ فِیْ ہٰذَا الْمَسْجِدِ وَفِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ شَہْرًا، وَمَنْ کَظَمَ غَیْظَہٗ وَلَوْ شَآءَ اَنْ یُّمْضِیَہٗ اَمْضَاہُ، مَلَاَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَلْبَہٗ رِضًی، وَمَنْ مَشٰی مَعَ اَخِیْہِ فِیْ حَاجَۃٍ حَتّٰی یَقْضِیَہَا لَہٗ، ثَبَّتَ اللّٰہُ قَدَمَیْہِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ رَوَاہُ الْاِصْبَہَانِیُّ صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ الرَّسُوْلُ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی۔

مکتوب ہشتادودوم بنام اورنگ زیب سلطان ہند درایراد احادیث شریفہ در

فضائل اعمال صالحہ از ہرنوع ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ فَازُوْا مِنْہُ بِحَظٍّ جَسِیْمٍ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ جُلَسَائِنَا خَیْرٌ؟ قَالَ مَنْ ذَکَّرَکُمُ اللّٰہَ رُؤْیَتُہٗ، وَزَادَ فِیْ عِلْمِکُمْ مَنْطِقُہٗ، وَذَکَّرَکُمْ بِالْاٰخِرَۃِ عَمَلُہٗ۔ رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی۔ وَعَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُمَّ ارْحَمْ خُلَفَآئِیْ ۔قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا خُلَفَآؤُکَ؟ قَالَ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَیَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَیُعَلِّمُوْنَہَا النَّاسَ۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ ۔وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا رَوٰی عَنْ رَّبِّہٖ جَلَّ وَعَلَا اِنَّہٗ قَالَ وَعِزَّتِیْ لَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ خَوْفَانِ وَلَا اَمْنَانِ ۔رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ ۔وَعَنْ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ، فَنَزَلَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ فَصَارُوْا صُفُوْفًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لِجِبْرِیْلَ ائْتِ بِجَہَنَّمَ فَیَاْتِیْ بِہَا تُقَادُ بِسَبْعِیْنَ زِمَامًا حَتّٰی اِذَا کَانَتْ مِنَ الْخَلَائِقِ عَلٰی قَدْرِ مِائَۃِ عَامٍ زَفَرَتْ زَفْرَۃً

طارت بها افئدة الخلائق. ثم زفرت ثانية فلا يبقى ملك مقرب ولا نبي مرسل الا جثى على ركبتيه. ثم تزفر ثالثًا فتبلغ القلوب الحناجر وتذهل العقول. فيفزع كل امرئ مع عمله حتى ان ابراهيم يقول بخلتي لا اسئلك الا نفسي. ويقول عيسى بما اكرمتني لا اسئلك الا نفسي ولا اسئلك مريم التي ولدتني. ومحمد صلى الله عليه وسلم يقول امتي امتي لا اسئلك نفسي. فيجيبه الجليل عز وجل جلاله ان اوليائي من امتك لا خوف عليهم ولا هم يحزنون لاقرن عينك في امتك. ثم تقف الملائكة بين يديه ينتظرون ما يؤمرون. رواه ابو نعيم. وعن سهل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اعان مجاهدًا في سبيل الله او غازيًا في عشيرته او مكاتبًا في رقبته اظله الله في يوم لا ظل الا ظله. رواه احمد والحاكم. وعن ابي بكر الصديق رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الولي العادل المتواضع ظل الله ورمحه في الارض، فمن نصحه في نفسه وفي عباد الله اظله الله في ظله يوم لا ظل الا ظله. رواه الاصبهاني وابن شاهين. وعن عطاء بن يسار رضي الله عنه ان موسى عليه السلام سأل ربه فقال يا رب اخبرني باهلك الذين تؤويهم في ظل عرشك يوم لا ظل الا ظلك. قال هم الطاهرة قلوبهم البرية ايديهم، يتحابون بجلالي الذين اذا ذكرت ذكروا بي، واذا ذكروا ذكرت بهم، الذين يسبغون الوضوء في المكاره وينيبون الى ذكري ويغضبون لمحارمي ويكلفون بحبي كما يكلف الصبي بحب الناس. رواه احمد في الزهد. وعنه رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا اذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر. وموضع سوط في الجنة خير من الدنيا وما فيها. رواه الترمذي والنسائي وابن ماجة. وعنه رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في الجنة مائة درجة اعدها الله للمجاهدين في سبيل الله، ما بين الدرجتين كما بين السماء والارض. رواه البخاري. وعن ابن عباس رضي الله عنهما حور مقصورات في الخيام قال الخيمة من درة مجوفة طولها فرسخ وعرضها فرسخ ولها الف باب من ذهب

حولها سرادق ودورها خمسون فرسخًا يدخل من كل باب منها ملك بهدية من عند الله عز وجل. رواه ابن ابي الدنيا. وعبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في الجنة غرفًا يرى ظاهرها من باطنها من ظاهرها. فقال ابو مالك الاشعري لمن هي يا رسول الله، قال لمن اطاب الكلام واطعم الطعام وبات قائمًا والناس نيام. رواه الطبراني والحاكم وقال صحيح على شرطهما. ذرۂ خاکسار بے مقدار بعد از اداء ما يجب على الفقراء بعرض باریافتگان محفل عالی مے رساند کہ دریں ایام ضعف مراسم اسلام چوں تائیدِ ارکان ملت بیضاء وتقویت احکام شریعت غرّاء وابستہ بہ ذات اشرف است، بر کافۂ اہل اسلام عموماً وبرایں فقراء خصوصاً دعاءِ سلامت واستقامت ایشاں از اہم مہام واعظم واجبات است، ناچار ہنگام سحر واوقات حسنہ ازاں فارغ نیست. چوں توجہ الله است امید شرف قبول است. دریں ولا استماع یافت کہ چوں اہل گول کنڈہ سر از ربقۂ اطاعت واجبہ کشیدہ اند ونقض عہد نمودہ داخل جرگہ ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه ويقطعون ما امر الله به ان يوصل گشتہ اند وآں قبلہ گاہی از رو حمیت دین وغیرتِ اسلام توجہ باں صوب تافتہ ہمت سامیہ را بر تخریب آں جماعۂ ناہنجار گماشتہ ونور دیدہ سلطنت واقبال شاہزادہ بلند اقبال وفطرت والا ہمت مقدمۂ لشکر ظفر قرین ساختہ ازایں ممر خاطر فاتر دعاگویاں زیر بار انتظار اخبار فتح ونصرت است ودر اوقات مبارکہ وامکنہ متبرکہ در خلا وملا واجتماع فقراء وصلحاء بدرگاہ حضرت مجیب الدعوات مبتہل ومتضرع است وختم خواجہا قدس سرہم فاتحہ خوانی وچوں ایں نسبت دعاء متضمن تقویت اسلام واہل اسلام است وتخریب اہل بدع وہوائے کہ کریمۂ ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعًا لست منهم في شيء نشان حال ایشاں است، انشاء الله تعالے باجابت مقرون است. جائے آں بود کہ ایں فقیر از سر قدم ساختہ شریک ایں مجاہدہ مے شد لیکن ضعف بدن کہ ہموارہ عارض است وقلت استطاعت سفر بدعاء ظہر الغیب دلالت کرد وبموجب تولوا واعينهم تفيض من الدمع حزنًا ان لا يجدوا ما ينفقون بارسال نیاز اکتفاء نمود وزیادہ برآں گستاخی نرفت. الحمد لله اولًا وآخرًا والصلوة على رسوله دائمًا وسرمدًا.

مکتوب ہشتاد وسوم

بنام سعادت نشاں خاں دربیان آنکہ وجود مفتاح ہر خیر وبرکت وعدم مادۂ ہر شر ونقصان است. نحمده ونصلي على حبيبه واله. حضرت

حق سبحانہ ذات بابرکات جناب مخدوم زادهٔ عالی قدر متعالی منزلت شفق مکرم فقراء را مشمول عنایات بے غایات داشته باعلی مراتب کونین سربلند دارد. بحمد الله سبحانه احوال فقراء این حدود مقرون بعافیت است ہمواره خاطر فاتر زیر بار اشکار اخبار فرخنده آثار مے باشد. در این ولا که قاصد سرکار عالی رسید و نامهٔ گرامی که متضمن خبر سلامتی فتح و فیروزی بود رسانید انواع مسرت و بہجت رو داد. الله تعالے بدین منوال جمیع مشکلات آسان ساخته مورد التفات و اعطاف خود دارد، بالنبی الامی وآله الامجاد علیه وعلیهم الصلوات والبرکات الی یوم التناد. وجود مفتح ہر خیر و برکت است، وچون نصیب ممکن عدم است که ماواء ہر شر و نقصان است تمام خیر مسلّم بحضرت واجب الوجود است تعالی و تقدس. غایة الامر چون عدم مرآت وجود است و شر آئینه دار کمال، اذ بضدها تتبین الاشیاء، ممکن مظہر خیر آمد و محل کمالات واجب تعالے گشت، آنچه از جنس حسن و کمال در او ہویدا گردد ہمه را منسوب بحضرت جمیلی علی الاطلاق داشته آئینهٔ عدم را خالی از خیر تصور نماید، بلکه ماواء شر داند و امانت باہل امانت سپارد. قال الله تعالی ان الله یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها. درین وقت بموجب من تواضع لله رفعه الله بحقیقت فنا متحلی شده از دولت بقاء نصیب خواهد یافت و از راه کمال بندگی و افگندگی بدولت آزادی و حریت مستسعد خواهد گشت. رزقنا الله وایاکم شربا من هذه الدولة القصوی والسعادة الکبری

ویرحم الله عبدا قال امینا ٥ والسلام اولا وآخرا وظاهرا وباطنا

والسلام.

مکتوب ہشتاد و چہارم

بنام اورنگزیب سلطان ہند در اظهار داعیهٔ زیارت حرمین شریفین زادهما الله تعظیما وتشرفا. الحمد لله العزیز العلام، والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد سید الانام، وعلی آله وصحبه هداة الناس الی دار السلام. اما بعد فقد قال عز من قائل ما اتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا. وقال علیه وعلی آله افضل الصلوات والتحیات حاکیا عن ربه تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منهم، وان تقرب الی ذراعا تقربت الیه باعا وان اتانی یمشی اتیته هرولة. رواه الشیخان. وعن معاذ بن جبل رضی الله عنه، قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بتقوی الله ما استطعتم

واذکروا الله عند کل حجر وشجر وما عملت من سوء فاحدث لله فیه توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة رواه الطبرانی. کمترین فقراء دعاء گو محمد سعید و محمد معصوم و محمد یحیی بعرض خادمان عتبه علیه و عاکفان سدهٔ سنیه، حضرت ناصر الملت والدین مرفع الاسلام ومؤید المسلمین محی انوار السنة البیضاء، ماحی آثار البدعة الغبراء اعز الله انصار سلطنته واعوان دولته مے رساند که از مدت مدیده این فقراء باب الله را داعیهٔ زیارت حرمین شریفین زادهما الله شرفا وکرامة غالب بود ہمواره منتظر دریافت سعادت عظمے بودند. بعون الله سبحانه وحسن توفیقه درین سال آرزو بحصول پیوست و از راه جنون اشتیاق ترک مقدمات عقلیه و قطع نظر از حصول استطاعت شرعیه نموده قدم درین راه بزرگ نہادیم و با جمعے از فقیر زاده ہا و درویشان روانهٔ آن صوب معلّٰے شدیم و روز سه شنبه شانزدہم شهر ربیع الاول به سرونج رسیدیم. امید است که بعد از وصول بآن اماکن شریفه وظیفهٔ دعاء سلامتی و مزید ابہت و اقبال آن عالی حضرت که متضمن صلاح عام و تقویت اسلام است بجمیع ہمت و تمامی نہمت اشتغال نمایند. و چون دعاء ظهر الغیب اقرب باجابت است علی الخصوص که مقرون چندین امور عظام باشد غالبا شرف اجابت یابد. زیاده از آن گستاخی نرفت. والحمد لله اولا وآخرا والصلوة علی رسوله دائما وسرمدا.

مکتوب ہشتاد و پنجم

بنام شیخ احمد تبری خطیب مدینهٔ منوره در بیان آنکه مدار طریقهٔ ما بر عمل بعزیمت و احتراز از رخصت است و بر متابعهٔ صاحب شریعت است که آن بر ہفت مراتب است. اما بعد حمد الله العزیز المنان، والصلوة علی رسوله صاحب الحجة والبرهان، وعلی آله الاخیار وصحبه الاطهار، اولی الایدی والابصار فیبلغ العبد الضعیف محمد سعید النقشبندی الاحمدی الی المولی الفاضل قدوة الاماجد العظام، وزبدة الافاضل الکرام الالمعی الزکی خطیب مسجد النبی تحف التحیة وهدایا السلام، وانا بعون عنایته تعالی وصلنا بالسلامة والعافیة الی بندر مخا فی اواخر شهر رمضان ونرجو من کرمه تعالی الانتقال منه اواخر ذی القعدة الی الوطن المألوف بالعافیة والاستقامة لکن الم فراقکم وفراق تلک الاماکن الشریفة محیط بنا، وحزن المهاجرة والمباعدة من تلک السعادة العظمی وارد علی قلوبنا. رزقنا الله المعاودة الیها والتشرف

بالوصول إليها.

ثم المأمول من إخوان الطريقة المداومة على الذكر المأخوذ فإنها نعمة عظيمة ودولة جسيمة إذ ذكر القلب من أعلى أقسام الذكر، إذ هو ينتج دوام الحضور مع الله تعالى ويثمر الجذب الإلهي الذي هو أقرب طرق الوصول إلى مدارج العرفان والاستغراق في أحدية الذات. وليعلم أن مدار طريقتنا على رعاية السنة والاجتناب عن البدعة والعمل بالعزيمة والاحتراز من الرخصة مهما أمكن، ومحافظة الباطن عن طريان الغفلة والذكر والمراقبة على الدوام حتى تحصل الملكة ويتيسر الخلوة بالجلوة ويرتفع خطور الأغيار عن القلب ولو تمحل الإخطار. وهذه الدولة مخصوصة بهذه الطريقة العلية من بين عامة الطرق. فإن أربابها لالتزام السنة على صاحبها الصلاة والتحية صارت نسبتهم كنسبة الأصحاب الكرام عليهم الرضوان فإنهم كما نالوا في أول صحبة خير البشر ما نالوا، كذلك أصحاب هذه الطريقة نالوا في أول ابتداءهم ما ناله غيرهم في سنين. لكون سيرهم مراديًا وسير غيرهم مريديًا، وجعلهم الشروع في السلوك من عالم الأمر، وهو القلب وغيره من اللطائف من الروح والسر والخفي والأخفى، وشروع سير غيرهم من عالم الخلق وبعد مجاهدات ورياضات يصلون إلى عالم الأمر ولهذا صار اندراج النهاية في البداية خاصة طريقتنا، ورجال لا تلهيهم الآية نقد حال أصحابنا.

ثم ليعلم أن درجات متابعة النبي صلى الله عليه وسلم سبع على ما حققه شيخنا وإمامنا رضي الله عنه.

الدرجة الأولى الإتيان بالأحكام الشرعية واتباع السنة السنية بعد تصديق القلب وقبل اطمينان النفس المنوط بالولاية. فكافة أهل الإسلام من علماء الظاهر والعباد والزهاد الذين لم يبلغوا مرتبة الاطمينان مشتركون في هذه الدرجة. وكلهم في حصول هذه المتابعة الصورية متساوون. لأن النفس في هذا المقام لما لم تتخلص من الكفر والإنكار، لا جرم تكون هذه الدرجة

مخصوصة بصورة المتابعة. وهذه المتابعة الصورية مخصوصة موجبة للفلاح ومنجية من النار. والله سبحانه بكمال رأفته لم يعتد بإنكار النفس واكتفى بمجرد تصديق القلب.

والدرجة الثانية من المتابعة اتباع أقواله وأفعاله عليه الصلوة والسلام المتعلقة بالباطن من تهذيب الأخلاق ودفع رذائل الصفات وإزالة الأمراض الباطنية والعلل المعنوية وهذه الدرجة متعلقة بمقام الطريقة ومخصوصة بأرباب السلوك الذين يأخذون الطريقة الصوفية من الشيخ المقتدى ويقطعون مفاوز السلوك وبوادي السير إلى الله تعالى.

والدرجة الثالثة من المتابعة اتباع أذواقه ومواجيده صلى الله عليه وسلم المنوط بالولاية الخاصة. وهذه الدرجة خاصة مخصوصة بصاحب الولاية مجذوبا سالكا أو سالكا مجذوبا.

والدرجة الرابعة مرتبة اطمينان النفس ومقام الإسلام الحقيقي. وفي هذه المرتبة يخرج عن صورة المتابعة إلى حقيقة المتابعة، وهو نصيب العلماء الراسخين وفي المرتبة الثانية وإن تحقق حظ من اطمئنان النفس بعد تمكن القلب لكن كمال الاطمئنان يحصل ههنا وهي ثمرة كمالات النبوة ويفوز العارف في هذه المرتبة بفهم أسرار المقطعات القرآنية وبتأويل متشابهات الكتاب والسنة. ولا يتخيلن أن ذلك مثل تأويل اليد بالقدرة والوجه بالذات وغير ذلك مما للعلم الظاهر فيه مدخل بل هو من الأسرار الخاصة وهو بالأصالة حظ الأنبياء عليهم الصلوة وبتبعيتهم يتفضل على من يشاء من الصديقين والأولياء. والوصول إلى هذه الدولة البهية بطريق الولاية أقرب من طرق أخر. وهو التزام السنة السنية والاجتناب عن البدعة الغير المرضية رأسا وبالكلية. ذلك في هذا الزمان عسير جدا لغلو البدعة وشيوعها وهجر السنة وندرتها.

والدرجة الخامسة من المتابعة اتباعه صلى الله عليه وسلم في الكمالات التي لا مدخل في حصولها للعلم والعمل بل حصولها منوط بمجرد

الفضل والاحسان الربانی۔ وهذه الدرجة عالية جدًا لا مساس للمراتب السابقة بها، وهی بالاصالة نصیب اولی العزم من الانبياء عليهم الصلوات والتسليمات وبطفيلهم حظ لبعض الاولياء۔

والدرجة السادسة من المتابعة اتباعه صلى الله عليه وسلم فی الكمالات المخصوصة بمقام المحبوبية الخاصة۔ وافاضة الكمالات فی هذه المرتبة منوط بمجرد المحبة التی هی فوق التفضل والاحسان۔ كما كان فی الدرجة الخامسة بالفضل والاحسان۔ وهذه الدرجة وان كانت بالاصالة مخصوصة به صلى الله عليه وسلم لكن لاحاد من الاولياء واقلين من الصديقين حظ منها بطفيله وتبعيته صلى الله عليه وسلم۔

والدرجة السابعة من المتابعة منوطة بالهبوط والنزول۔ والدرجات السابقة كلها سوى الاولى منوطة بالصعود۔ وهذه الدرجة جامعة لجميع الدرجات السابقة لان فيها تصديق القلب مع تسكين واطمينان النفس تزكيتها واعتدال اجزاء القالب، كان الدرجات السابقة بمنزلة الاجزاء لها وهذه كالكل لها۔ وفی هذه المرتبة يشتبه التابع بالمتبوع بحيث يتخيل الناظر من بعيد انهما اتحدا وزال الامتياز بينهما۔ والتابع الكامل من يتحلى بهذه المراتب السبع۔ رزقنا الله واياكم حقيقة اتباعه صلى الله عليه وسلم والسلام عليكم وعلى من اتبع الهدى والتزم متابعة المصطفى عليه وعلى اله وصحبه من الصلوات افضلها ومن التحيات اكملها۔

مکتوب هشتاد و ششم بنام مخدوم زاده شیخ عبد الاحد پسر خود در ترغیب بر حصول صلاح و محبت و بیان آنکه همه اشیاء وسیلهٔ خداوندی از اثر محبت اند۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى۔ يا بنی اسئل الله تعالى ان يجعلك صالحا وهو يتولى الصالحين ٥ واسئله ان يرزقك المحبة بحيث لا يبقى لحب غيره تعالى مجال حتى حب نفسك، فتفنى عن مراداتك وتقوم بمراداته تعالى۔ فلا يكن المنع والعطاء والعز والرضاء الا تبعا لارادته تعالى فتنظر بنور ذاته الجلال فی مرآة الجمال والكمال، وتتلذذ بالايلام كما تتلذذ بالانعام۔

ولیکن ملاذ حالك وملجاء مقالك جناب قدسه تعالى وسرادقات كبرياء ذاته۔ وجميع الاشياء انما هی وسيلة الى حضرته تعالى من حيث انها اثر من اثاره۔ وحينئذ تتحقق بحقيقة العبودية وتتحلى بكمال الحرية والسلام على من اتبع الهدى۔

مکتوب هشتاد و هفتم بنام امام اسماعیل والی یمن در بیان بعض فضائل اعمال و مناقب اهل بیت نبوت۔

الحمد لله العزيز الغفار، والصلوة والسلام على رسوله سيد الابرار، وعلى اله الاطهار وصحبه الاخيار۔ نخص بالسلام والتحية الحفوة التی اتصل نسبها بالنبوة الطاهرة والامامة الباهرة، والسفرة التی تمسك بالعروة الوثقى من الولاية والخلافة القاهرة من شيخ انف الزمان باوامره النافذة، وارتفعت اعلام العدالة والاحسان باحكامه الجارية ٥

خليفة ملك الآفاق سطوته   والحق كان مداه آية سلكا

يحوم حول ذراه العالمون كما   ترى الحجيج ببيت الله معتركا

اعنی امير المؤمنين وامام المسلمين ناصر الشريعة القويمة سالك الطريقة المستقيمة، نتيجة النبی الامی۔ سيد الانام عليه الصلوة والسلام، صفوة اهل البيت الكرام، سيدنا ومولانا المتوكل على الله الجليل المبين الامام اسماعيل بن امير المؤمنين، لا زالت رايات معدلته منشورة، وعساكر سلطنته مظفرة منصورة۔ اما بعد فلما من الله تعالى علينا باحراز السعادة العظمى والفوز بالنعمة القصوى من طواف الكعبة المعظمة المكرمة وزيارة الروضة المطهرة المنورة التی هی روضة من رياض الجنة، زادهما الله سبحانه تشريفا وتكريما وقضينا الوطر من اداء المناسك العظام فی المشاعر الكرام مع اعتراف العجز والقصور عن ايفاء الحق المامور، ورجعنا امتثالا للحديث الماثور برواية ام المؤمنين عائشة رضی الله عنها قالت قال صلى الله عليه وسلم اذا قضى احدكم حجته فليعجل الرجوع الى اهله فانه اعظم لاجره۔ اخرجه الحاكم والبيهقی۔ ووصلنا الى هذه الديار المعمورة المكرمة ببشارة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم على ما رواه ابو هريرة رضی الله عنه،

أتاكم أهل اليمن هم أضعف قلوبا وأرق أفئدة، الفقه يمان والحكمة يمانية. أخرجه الشيخان، مشمولة على أنواع أفضالكم وإكرامكم مصونة بحراستكم وحمايتكم. وألفينا أهلها بل كل عاكف وباد ومقيم ووارد فيها شاكرين على إحسانكم وإنعامكم، وحامدين على مكارم أخلاقكم الحسنة الموروثة من جدكم النبي صلى الله عليه وسلم مشغوفين بحبكم. إذ قد ورد في الحديث المرفوع برواية ابن مسعود رضي الله عنه جبلت القلوب على حب من أحسن إليها. رواه ابن عدي وأبو نعيم والبيهقي. وكيف لا وقد أحرز تم مجامع الكمالات بحذافيرها، وقد تم بمحاسن الأوصاف بأسرها. منها بذل الندى وكف الأذى وتعجيل الثواب وتأخير العقاب وتعديم العدالة التي يفوز صاحبها بالبشارة النبوية على ما رواه عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن المقسطين عند الله يوم القيامة على منابر من نور عن يمين الرحمن وكلتا يديه يمين. رواه مسلم. وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، يوم من إمام عادل أفضل من عبادة ستين سنة. رواه الطبراني وإسناده حسن. تشوقنا إلى زيارتكم الشريفة، وتقبيل أياديكم المنيفة على أن محبتكم واجبة على المسلمين عامة. لقوله عز من قائل قل لا أسألكم عليه أجرا إلا المودة في القربى ولما روى البزار عن ابن عباس والحاكم عن أبي ذر عنه صلى الله عليه وسلم أنه قال مثل أهل بيتي كمثل سفينة نوح من ركبها نجى ومن تخلف عنها غرق. ونرجو من الله الكريم أن يحشرنا بفضله مع أهل بيت نبيه، عليه وعليهم الصلوة. وذالك لقوله صلى الله عليه وسلم المرء مع من أحب. رواه الشيخان وغيرهما. والسلام على من اتبع الهدى.

مکتوب ہشتاد وہشتم بنام خواجہ محمد صلاح کابلی در نصائح

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى. حضرت حق سبحانہ آں مقلوب ارا بحصول سعادت دارین مکرم دارد احوال فقراء مستوجب حمد است ہموارہ خاطر فاتر منتظر اخبار سلامت آں فرزند اعز مے باشد. الله تعالے برجادۂ شریعت استقامت کرامت فرماید، واز آنچہ نہ مرضئ مولاء حقیقی است تعالیٰ شانہٗ

معرض دارد. بمکتوب مرغوب شما کہ از نواحئ لاہور مرسل بود رسید، باعث مسرت فراواں گردید چوں چشم انتظار در راہ است ہمیشہ از احوال مطلع مے داشتہ باشند کہ موجب جمعیت است باید کہ اوقات عزیزہ بامور لاطائل صرف نشود. وبیاد رب جلیل تعالیٰ شانہٗ بگذرد کہ حیات دنیاو دنیۂ بسیار بے اعتبار ودار الغرور است. بمتاع الغرور پرداختن واز مہمات آخر فارغ نشستن از عقل دور اندیش دور است سعی نمایند کہ نماز پنجگانہ بجماعت ادا یابد وبخشوع وخضوع مقرون بود ووقت مستحب از دست نرود، وصدقات بمصارف صالحہ صرف شود. خدمت گاری ورضا مندی والدۂ خود از اہم مہمات تصور نمودہ در انصرام آں جہد تمام بجا آرند ودلجوئی ایشاں را افضل عبادات دانند واز صحبت مخالف پرہیز نمایند کہ از رفیق سوء زود مے رسد وآئینۂ استعداد را فاسد مے گردانند، وہموارہ تجدید توبہ واستغفار ملتجی بحضرت حق سبحانہ باشند کہ کثرت استغفار موجب نجات بلیات دارین است، ونماز تہجد را سعی نمایند کہ متعاد شود کہ دولت حقیقت وابستہ باحیاء آں وقت است، وذکر باطنی را خصوصاً در آں وقت مداومت نمایند. وبعد صبح وعصر بذکر معمور دارند کہ ثمرات عظیم دارد، بالجملہ از امور مہمہ غافل وبے کار نباشد. والسلام على من اتبع الهدى. والتزم متابعة المصطفى عليه وعلى آله وصحبه من الصلوات أفضلها من التحيات أكملها.

مکتوب ہشتاد ونہم بنام شیخ عبد المجید در فضائل سورۂ یاسین وسورۂ تبارک الملک.

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى. من الترغيب والترهيب. عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لكل شيء قلبا وقلب القرآن يس. ومن قرأ يس كتب الله له بقراءتها قراءة القرآن عشر مرات. وزاد في رواية دون يس. رواه الترمذي. وقال هذا الحديث غريب. وعن جندب رضي الله عنه قال من قرأ يس في ليلة ابتغاء وجه الله غفر الله له. رواه مالك وابن السني وابن حبان في صحيحه وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال من قرأ تبارك الذي بيده الملك كل ليلة منعه الله بها من عذاب القبر وكنا في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، نسميها المانعة، وإنها من كتاب الله عز وجل، سورة الملك، من قرأ بها في كل ليلة فقد أكثر وأطاب. والسلام على من اتبع الهدى.

مکتوب نودم بنام خواجہ محمد صلاح کابلی در موعظہ حسنہ وضروریات طریقت.

الحمد

لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ فرزندارجمند خواجہ محمد صلاح بکمالات دارین بسر بلند بودہ بعافیت باشد، احوال فقراء ایں حدود مستوجب حمداست مدتے ست کہ ازاں سعادت مند خبرے نرسیدہ، وکتابتے کہ مشعر کیفیت احوال باشد واصول نیافتہ، خاطر فاتر زیر بار انتظار است. اللہ تعالیٰ آں اعزرا بجمعیت داشتہ بکسب مرضیات خویش موفق دارد، وبموجب لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ زنہار آں فرزند از عنایت بے غایت مایوس نشود۔ اگر بعض احوال ظاہر نشود، سبب بے دلی نگردد، کہ حصول احوال علم در کار نیست۔ بالجملہ کار بندگی افتقار است، ہمیشہ باذکار و افکار وطاعت حسنہ متوجہ مولاءِ حقیقی باشند، موہبت بدست ایں کس نیست، مَا لِلتُّرَابِ وَ رَبِّ الْاَرْبَابِ. فقراء را زنہار غافل ندانند ودر اوقات حسنہ از توجہ ودعا فارغ نکنند۔ چوں محبت خان ہمراہ بودند بدو کلمہ مصدع شدُ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَکْمَلُهَا۔

مکتوب نود ویکم نیز بخواجہ محمد صلاح کابلی در آنکہ ایں نشاء را بے مزگی وبے حلاوتی لازم است وایلام محبوب را از انعام او تصور باید کرد۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ فرزند سعادت مند کمالات پناہ خواجہ محمد صلاح بعافیت باشد، مکتوب مرغوب رسید چوں مشعر سلامتیِ آں محب بود فرحت بخشید۔ اللہ تعالیٰ آں مخلص را بیادِ خویش سرگرم داشتہ خوش وقت دارد، معلوم آں سعادت آثار باد کہ چوں حکیم علی الاطلاق بقسم مؤکد در کلام مجید فرمودہ است لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ۝ اگر سختیِ روزگار مشہود گردد تنگدل نباید بود کہ وضع شیئ در مرتبۂ خود است، چہ لازم ایں نشاء بے مزگی وبے حلاوتی است ؎

غرض از عشق تو ام چاشنئ درد وغم است ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

جمعے کہ بمحبت ذاتیہ شرف یافتہ اند ایلام محبوب را بہ از انعام تصور نمودہ بآں خورسند اند ؎

فَاِنِّیْ فِی الْوِصَالِ عُبَیْدُ نَفْسِیْ وَفِی الْهِجْرَانِ مَوْلٰی لِلْمَوَالِیْ

بندگی تنگدلی را بر نتابد، باید کہ مراد محبوب قائم بودہ جمال وجلال را پردہ دار ذات بے چون باید دانست۔ زیادہ برآں اطناب نرفت۔ قاصدِ شما در وقتِ تنگ رسید فرصت تفصیل نشد۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

مکتوب نود ودوم بنام خان خاناں در حلِ حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ

وَالطِّیْنِ۔ حضرت حق سبحانہٗ ذات بابرکات نواب مستطاب ملاذ وملجاء اہل اسلام را دیرگاہ بر مفارقِ فقراء دعاء کیش بکمال عز واحتشام دارد۔ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ وَاٰلِهِ الْاَمْجَادِ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمُ التَّحِیَّاتُ اِلٰی یَوْمِ التَّنَادِ۔ امید گاہا چوں خدمت معارف پناہ شیخ احمد دینی مکرر از شغفِ ایشاں بسخنانِ ایں طائفہ نوشتہ اند ونمودہ کہ بنویسید بنابراں بچند کلمہ جرأت نمودہ۔ چوں درایں ایام حدیث نبوی علیٰ مصلاہا الصلوۃ والتحیۃ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ درمیان دائر بود سطرے چند در حل آں نوشتہ شد۔ مکرما وجود ارواح سابق است بر وجود اجساد۔ وگفتہ اند کہ حدوثِ شاں مقارنِ فلک اعظم است کہ ابتداءِ خلق زمان است وقادر مختار روح محمدی را عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قطب ارواح ومبدء خاص آنہا گردانیدہ بود۔ ودر آں نشاء ارواح را وجودے بودہ است در عالم غیب نہ شہادت، ودرہماں عالم روح طیب محمدی را عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بدولتِ نبوت وارشاد وتکمیل مشرف ومستسعد ساخت۔ پس در عہد ہر نبی حقیقتہ دعوت آں سرور بود وایں امر جلیل القدر بباطنِ اقدس او مفوض، وجمیع انبیاء عَلَیْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ گویا نائباں ومعبراں بودند از آں مہبط فیوض، در نص قرآنی وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَاءِ شَهِیْدًا اشارتے است بآں۔ چہ اداءِ شہادت را حضور شاہد در کار است۔ ونیز حدیث مشہور وَاللّٰهِ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ رمزے است بآں۔ یعنی موسےٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ بوجود عنصری اگر مسبوق وجود من مے بود ہر آئینہ متابعت مے کرد۔ مر شرائع را کہ مربوط بوجود عنصریِ من چنانکہ متبوع باطن من بود کریمۂ ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وکریمۂ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ اَیِ اتَّبِعْ مِلَّتَكَ الَّتِیْ اَنْزَلْنَاهَا عَلٰی لِسَانِ اِبْرٰهِیْمَ وَسَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ التَّسْلِیْمَاتُ وَلَمْ یَقُلْ اِتَّبِعْ اِبْرٰهِیْمَ وَبِهِمُ اقْتَدِهْ، کَمَا قَالَ نَبِیُّنَا عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ اَکْمَلُ الْبَرَکَاتِ فِی الْحَدِیْثِ السَّابِقِ لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ اشعارے است کہ جمیع انبیاء را نسبتِ متابعت است بآں سرور بدونِ عکس وازیں بیان حل حدیث مشہور کہ باغلاق معروف است، اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ شُدُّوا سْتِدَارَتُهٗ اِنْتِهَاءُ دَوْرَتِهٖ بِالْاِسْمِ الْبَاطِنِ وَابْتِدَاءُ دَوْرَةِ الْاُخْرٰی بِالْاِسْمِ الظَّاهِرِ الَّذِیْ بِهٖ صَارَ الْحُکْمُ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ ظَاهِرًا وَّنَسَخَ مَا اَبْرَزَ الْاِسْمُ الْبَاطِنُ قِصَّةَ اخْتِلَافِ الْاِسْمَیْنِ۔ فَقَالَ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ اِسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ فِیْ نِسْبَةِ الْحُکْمِ لَنَا

ظَاهِرًا كَمَا كَانَ مَنْسُوْبًا اِلَيْنَا بَاطِنُهَا وَاِنْ كَانَ فِي الظَّاهِرِ مَنْسُوْبًا اِلٰى مَا نُسِبَ اِلَيْهِ كَاِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. واز یں تحقیق نیز حدیث وَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ، وَاَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ، اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِيْ که حسب ظاہر اشکال است لائح گشت ومعنی محبوبیت او عَلَيْهِ اَكْمَلُ التَّسْلِيْمَاتِ واضح شدہ وَمِنْ بَعْدِ هٰذَا اَمَا يَدِقُّ صِفَاتُهٗ وَمَا كَتَمْتُهٗ اَحْظٰى لَدَيْهِ وَاَجْمَلُ

بقیۃ المرام آنکہ خدمت کمالات پناہ حقائق دستگاہ خواجہ محمد ہاشم کہ مربیٔ انواع اشفاق بزرگان است ومقبول مقبولاں چنانکہ شمۂ از آں بسمع شریف رسیدہ باشد چوں متعلقات دارد کہ ہر چند از ہمہ رو تافتہ بمطلب کہ در پیش دارد مشتغل است اما ناچار مزاحم مے شوند۔ وچوں دعاء ایں قسم صلحاء در تحصیل کمالات صوری ومعنوی دخل عظیم دارد بنابراں مصدعِ خدمتِ علیہ مے گردد کہ اگر وظیفہ از سرکار عالی مقرر فرمایند انتظام جمعِ غفیر از درویشاں مے شود۔ زیادہ بر ایں مصدع نہ شد۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

مکتوب نود و سوم بنام مرتضیٰ خاں در علاج وازالۂ فکر ما دون اللہ تعالےٰ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. ترقیات ظاہری وباطنی وعروجات صوری ومعنوی ایشاں را از حضرت واہب العطایا جل برہانہ مسئلت نمودہ مے آید باجابت قرین باد، بِحُرْمَةِ جَدِّكُمُ الْاُمِّيِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالْبَرَكَاتُ ع از ہر چہ میرود سخن دوست خوشتر است۔

آدمی تا زمان کہ گرفتار ما دون اوست تعالیٰ وساحت سینۂ وے بنقوش ماسوا منقش، بمرض باطن گرفتار است واز قرب او تعالےٰ دور ومہجور۔ فکر ازالۂ ایں مرض دریں فرصت یسیرہ از اہم مہمات است و علاج دفع ایں علت معنوی در مدت قلیل از اعظم مقاصد۔ ازالۂ ایں مرض مربوط بذکر کثیر داشتہ اند وطہارت باطن را از لوث ماسوا منوط بیاد او تعالےٰ گردانیدہ۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا. ذکر کثیر وقتے متحقق گردد کہ غفلت در قفاء آں نبود کہ دریں راہ سم قاتل است وممد مرض باطن۔ عزیزے فرماید لَوْ اَقْبَلَ مُقْبِلٌ عَلَى اللّٰهِ مُدَّةَ عُمُرِهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ لَحْظَةً، لَكَانَ مَا فَاتَهٗ اَكْثَرَ مِمَّا نَالَهٗ. وکمال ایں ذکر آن است کہ ماسواءِ مذکور از ساحت سینہ رخت بربندد وکوس رحلت زند، از جمیع باستیہا پاک ومصفا شود، نہ از شادیِ دنیا شادماں گردد ونہ از غمیِ آں غمگین، بحدیکہ اگر از تکلف احضار

ماسوا نماید میسر نیاید، بواسطۂ نسیانے کہ باطن را از ماسوا حاصل گشتہ است۔ وبدوں ایں نسیان ذکر او سبحانہٗ با یاد ماسوا مختلط است، ہر چہ درا و شرکت غیر است، شایانِ جناب قدس او تعالےٰ نیست۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ اَيْ مَاسِوَاهُ تَعَالٰى۔ ایں حالت معبر بفناء وقدم اول است دریں راہ سیر الی اللہ اینجا بانجام مے رسد بعد از آں شروع در سیر فی اللہ وسیر در کمالات اسماء وصفات اوست تعالےٰ۔ ایں سیر را سیر معشوق در عاشق نیز گویند، چہ عاشق دریں موطن از سیر سیر گشتہ است۔ ؎

آئینہ صورت از سفر دور ست — کاں پذیراء صورت از نور است

وکمال ایں سیر بنشاء اخروی ست، معاملات ایں نشاء فانیہ نسبت بمعاملات آں نشاء شبہے بیش نیست، حکم شبنمے دارد نسبت بدریاء محیط۔ پس نظر عالی ہمتاں مقصود بر نشاء اخروی ست وبکمالات ایں نشاء مغتر وسیراب نمے گردند۔ لہذا از حال آں سرور انس وجاں خبر دادہ اند۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْحُزْنِ، مُتَوَاصِلَ الْفِكْرِ۔ باوجودیکہ ایں ہمہ کمالات کہ او را عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ بودند خورسند نبود واز رفیق ایں نشاء اعراض نمودہ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى گویاں رخت باٰخرت برد۔ ودر آخرت ظاہر است کہ ایں حزن مرتفع خواہد شد اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ چہ آں موطن معرض حزن نیست، موطن حزن دنیا است۔ کریمہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى مؤید ایں معنی است۔ وشروع معاملہ کہ باٰخرت موعود است از موت است، اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُّوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ، کریمہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ. ایمائے است از آں ورمزے۔ از آں معاملہ اگر بعض کمل را در نماز کہ معراج مومن است واز دنیا گسستن وباٰخرت پیوستن است، رو دہد گنجائش دارد۔ در حدیث آمدہ است کہ در وقت نماز حجابے کہ بین بندہ وخدا است جَلَّ وَعَلَا مرتفع مے گردد، وَاَرِحْنِيْ يَا بِلَالُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ نیز اشارت است باں۔ بالجملہ محل رضا وشادی آخرت است ومحل درد وفقدان دنیا۔ بہترین امتعۂ ایں موطن درد واندوہ است وگوارا نعم ایں مائدہ سوز وگداز است وآرام اینجا در بے آرامی ست وساز در سوز۔ وصل ایں جا طلبیدن دریا را در کوزہ جستن است وآفتاب را در طشت آب دیدن۔ ایں نشاء بیش از مزرعہ نیست مرآں نشاء را، ہر قدر افزونی کہ در زراعت نمودہ آید، توقع ثمرات بے اندازہ است۔ ایں دار دارِ عمل است، دارِ اجر در پیش است۔ در وقت عمل جزا طلبیدن بے حاصل است۔ اِلَّا مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِدُنْيَاهُ حُكْمَ اٰخِرَتِهٖ

فَیَجُوْزُ اَنْ یَتَرَشَّحَ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرِهِ الْمُعَدِّ فِیْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ وَلَمْ یَنْقُصْ مِنْ اَجْرِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ، کَمَا قَالَ تَعَالٰی فِیْ شَاْنِ خَلِیْلِهٖ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ. وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اگرچه ایں لحظه ممکن کار شب نیست   زبخت مقبلاں ایں هم عجب نیست

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. فقراء پناهاں! اخوی اعزی معارف آگاهی خواجه محمد هاشم که از جمله مغتنمان روزگار اند و از خوردی درخدمت و تربیت اهل الله کلاں شده، و همواره اوقات شاں مصروف طاعات است، بواسطهٔ قلت اسباب معیشت و کثرت متعلقان خیلگی مشوش باشند. چوں احوال ایں قسم مردم بایشاں که مربی و مهربان تر بایں جماعه از یشاں دیگرے ظاهر نمے شود، از جمله ضروریات جرءت نموده گستاخی مے نماید که اگر از سرکار علیه امدادے بمتعلقانش مے شده باشد موجب ترقی دنیا و آخرت است. چه نعمتے است که درویشے نان از ایشاں بخورد، و قوتِ آں را صرف عبادات و طاعاتِ خداوندی نماید. وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا۔

مکتوب نود و چهارم بنام سعادت نشان خاں در ترغیب بر عدل و احسان و رعایا پروری و دیگر اعمال صالحه. نَحْمَدُهٗ عَلٰی اٰلَآئِهٖ وَنُصَلِّیْ عَلٰی اَکْرَمِ اَنْبِیَآئِهٖ وَاٰلِهٖ ذره احقر بعد اداءِ مَا یَجِبُ عَلَی الْفُقَرَاءِ مِنْ اَدَاءِ وَظَائِفِ الدُّعَاءِ مے رساند که احوال شکسته بال ایں مفتقر بعافیت مقرون است حَمْدًا لِلّٰهِ اَضْعَافَ مَا حَمِدَهُ الْحَامِدُوْنَ همواره خاطر فاتر زیر بار انتظار اخبار فرخنده آثار است. مدتے ست که خبرے از آں قرهٔ باصرهٔ خاندان کرامت بایں مشتاقان نرسیده است مواقع بخیر باد. از حضرت مجیب الدعوات تعالےٰ مسئلت مے نماید که ظاهر ایشاں را بظاهر شرع محلّی دارد و باطن را بحضور بے غیبت و دوام آگاهی که خاصهٔ طریقهٔ علیه است رسانیده بکمالات موروثهٔ بزرگان مستسعد گرداند. اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی اَلْاٰیَةِ امید که بمتصدیان سرکار اهتمام فرمایند که در ترتیب لوازم عدالت و انصاف و رعایت احوال ضعفاء و مساکین جهد تمام نمایند که عَدْلُ سَاعَةٍ یُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ. و ابواب احسان بر ارباب حاجات و مساکین مفتوح دارند که وعدهٔ موکد از مؤسس قواعد حقه عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ رفته، وَاللّٰهِ مَا نَقَصَ مَالُ امْرِءٍ مِّنْ صَدَقَةٍ قَطُّ. هرچند دلالت بر خیرات ایشاں تحصیل حاصل است که ذاتی

وطبعیِ ایشاں است. و چوں نماز رکن اعظم اسلام است بعد الایمان بالله، در محافظت آں بنوعے تاکید فرمایند که سر مو از آں تجاوز نشود که وارد شده اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّیْنَ. و بالجمله شکرِ منعم باندازهٔ نعمت است، هرچند نعم بیشتر و جلیل تر، شکرانهٔ آں زیاده تر، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ. و نیز سعی نمایند که صحبت با خیار و صلحاء و ابرار بیشتر شود بموجب کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ مصاحبت جمعے که معاملهٔ ایشاں با حق سبحانهٗ راست و است و در زبان صدق و دلهاءِ آنها بے نفاق و شقاق، مغتنم دانسته از صحبت آناں که از طریق حق و صواب که شریعت غراء بآں ناطق است منحرف اند، احتراز لازم شمرند که وارد شده دِیْنُ الْمَرْءِ دِیْنُ خَلِیْلِهٖ. زیاده برآں جرءت اطناب نموده. مدت است که صلاح آثار ملا اسماعیل را با بعض تبرکاتِ حرمین شریفین روانهٔ خدمت ساخته بودم معلوم نشد که رسیده یا نه. فقیرزاده سعد الدین محمد صالح مشتاق خدمت است، لیکن چوں ضعف عظیم کشیده الحال صحت یافته و برسات غلبه نموده. عازم است که عنقریب روانه حضور شود وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الصَّلَوَاتُ وَالْبَرَکَاتُ الْعُلٰی۔

مکتوب نود و پنجم بنام خان سعادت نشاں خاں در آنکه اداءِ شکر باندازهٔ نعمت است و فضائل نماز. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَاٰلِهٖ. حضرت حق سبحانهٗ ذات بابرکات مخدوم زادهٔ عالی قدر متعالی منزلت مکرم فقراء را بمجبت ذاتیهٔ خود سربلند داشته بمتابعت سید الکونین عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ محلّی دارد بِجَمِیْلِ اللّٰهِ وَحُسْنِ اَفْضَالِهٖ. احوال فقراء قرین عافیت و صلاح است، همواره خاطر فاتر زیر بار انتظار اخبار فرخنده آثار است. مدتے است که بنامه و پیام یاد آوری نفرموده اند. مواقع بخیر باد. چوں انتظار از حد گذشت و نیز توجه ایشاں بجانب گول کنده سبب مزید تعلق خاطر فاتر شد. ناچار قاصد مخصوص روانهٔ خدمت ساخت تا بزودی از بهبودیِ احوال خیر مال مطلع سازد. مخدوما مکرما چوں حیات دنیا بے مقدار است و عیش آں بے اعتبار، و آخرت دار القرار، نشاید که عاقل مفتون مزخرفات فانیه گردد بر مرضیهٔ او تعالےٰ که منعم حقیقی است، مغصوبهٔ آں را گزینید و چوں شکر منعم باندازهٔ نعم واجب است. هرچند نعم زیاده تر، اداءِ شکر زیاده تر. اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ۝ حضرت رب العالمین از روءِ کمال رأفتِ خویش دین متین در کمال یسر و آسانی ساخت و از اعسار و اغلال که در امم سابقه بود ایں امت مرحومه را آزاد گردانید

و مع ذالک بخطاب كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سربلند ساخت امید آں دارد که بارکان خمسهٔ اسلام از عهدهٔ شکر برآیند، و چوں نماز متضمن جمیع ابواب خیر است، اہتمام نماید که حقِ آں بجا آید که وعدهٔ نبوی عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ رفته که ہر که حق آں ادا نماید بر خدا عهد است که او را بدولتِ مغفرت رساند و جمیع زلّاتِ او عفو فرماید. عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَسُجُوْدَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ. وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ فَإِنْ صَلُحَتْ صَلُحَتْ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَتْ سَائِرُ عَمَلِهٖ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ. وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ مَشٰى إِلٰى صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَصَلَّاهَا مَعَ الْإِمَامِ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ. وَالسَّلَامُ أَوَّلًا وَّآخِرًا.

مکتوب نود و ششم بنام میرزا ابوالقاسم در آنکه ظاہر را تابع شریعت غرّاء نموده باطن را بدوام افتقار و التجاء بجناب قدس خداوندی متحلّی باید داشت. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى حضرت حق سبحانهٗ ذات شریف برادر اعزّ رفعت و سعادت آثار میرزا ابوالقاسم را بحصول اعلیٰ مقاصد سربلند داشته بعافیت و استقامت دارد. بِحَمْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ احوالِ فقراء بعافیت مقرون است ہمواره خاطر فاتر نگران منتظر اخبار فرخنده آثار مے باشد. توقع آن است که بارسال صحائف متضمن اخبار سلامت مسرور مے داشته باشند باید که ظاہر را تابع شریعت غرّاء داشته و باطن را بدوام افتقار و التجاء که مثمر دولت تجلیه و تخلیه است، منور دارد. و از آنچه مسمّٰی بما سوا است، دیدهٔ باطن را از آں معرض داشته بجلیه متوجه ذاتِ احدیت باشند، که آفتاب ہویت از پس غمام ظلال اسماء و صفات متجلی فرموده از ما و را رہاند وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى.

مکتوب نود و ہفتم بنام شیخ محمد خاله زاده خود در حل کلمهٔ مشہورهٔ امام اعظم ابوحنیفه کوفی

عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ مع ذکرِ مناقبه و کمالاته. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اخوی عزی میاں شیخ محمد پرسیده بودند که جمعے بر قول اِمَامِ الْمُسْلِمِيْنَ امام ابوحنیفه سُبْحَانَكَ عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ الخ اعتراض دارند که ایشاں ہرچند در معرفت قدم عالی داشته باشند بدرجهٔ حضرت خاتمیت عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوَاتُ نخواہند رسید و آں سرور علیه السلام فرموده سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ معلوم آں برادر باد که ہرگاه تذکر بآیات ربّانی جَلَّ وَعَلَا مخصوص بدو قوت بوده باشد چنانکه کریمه إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ اشعار بداں دارد و آثار سلف نیز بوجه اَولیٰ کسے که ازایں دو قوت خالی ست شایاں مخاطب نیست. بدیہی ست که معترض بکنه مقال نارسیده بحث کرده است و از حد مناظره برآمده است بمکابره پیش آمده. بداننده که بر تقدیر صحت حدیث سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ و سلامتی از نسخ که ثبات ایں دو مقدمه از محالات است گویم که مے تواند که مراد امام از حق معرفت حصول حیرت باشد و تحقق عجز از درک ادراک مطلوب لِأَنَّ كَمَالَ الْمَعْرِفَةِ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ التَّحَيُّرُ فِيْهِ، كَمَا قَالَ وَاحِدٌ مِّنَ الْأَكَابِرِ إِنَّ أَكْمَلَهُمْ مَعْرِفَةً فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ أَشَدُّهُمْ تَحَيُّرًا فِيْهِ و دریں حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه فرموده اند اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْإِدْرَاكِ إِدْرَاكٌ پس معنے عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ عَرَفْنَاكَ بِأَنَّكَ لَا سَبِيْلَ لِلْمَعْرِفَةِ إِلَيْكَ، و مناسب ایں معرفت ادراک بسیط است که اہل کمال تحقیق نموده اند و فرموده اند ؎

از حضرت ذات بہره استہلاک است استہلاکے که مجرد ادراک است

ادراک است بسیط کانجا چه محل دانش ادراک است

و مے تواند که مراد از نفی حقِ معرفت در حدیث نفی معرفت کنه ذات است، و مراد از اثبات حق معرفت در قول امام اعظم غیر آں از معرفت کمالات و آثار فَلَا إِشْكَالَ. و نیز مے تواند که نفی در حدیث نبوی عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ باعتبار انتساب باشد بمتکلم نه نفی اصل معرفت، چنانکه وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ دلیل آن است. یعنی حق معرفت تو بنور تو ادا یابد و سالک را جز استہلاک نصیب نیست. فَهُوَ الْعَارِفُ وَالْمَعْرُوْفُ، کریمهٔ أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ نیز ایماء بداں دارد. و ایں مقام نزد اہل تحقیق بفناء معبّر است و بجمع و جمع الجمع معروف، و تفصیل در کتب قوم مشروح. و اثبات حق معرفت از امام المسلمین

باعتبار وجود موہوب حقانی ست نہ وجود فانی امکانی. ومحصول ایں دفع تناقض اختلاف مورد معرفت است. ونیز مے تواند کہ حق معرفت باعتبار اختلاف استعدادات مختلفہ باشد و باعتبار وسعت وعاء صدری متنوع ممکن است کہ اِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بمنتہاء مقامات استعداد خود در معرفت رسیدہ باشند. وچوں صدر مبارک سروری بخطاب اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ در انشراح وسعت بمرتبہ کمال رسیدہ است؛ ہموارہ بنداءِ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا مناجی ست وَہَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ نقد وقت اشرف او. واز تمامی سیر استعدادی سدِ باب فیض لازم نیاید، زیراکہ وراء حرکت طبعی حرکت قسری ہم دریں راہ ثابت است؛ واز راہ معیتے کہ محب را با محبوب است وحدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ دلیل آن است محب ہمیشہ شریک الدولۂ محبوب است کہ خادم را از خوشۂ مخدوم نصیب است وتابع را از اوش متبوع حظ وافر، کہ نصیب اصالتی آں پیش آں خط تبعی حکم قطرہ دارد بنسبت بدریاء محیط، تفاوت اقدام اولیاء در قرب الٰہی جَلَّ وَعَلَا باندازۂ تفاوت محبت باآں محبوب رب العزت است کہ علامت آں صحت اتباع است مرآں سرور دین ودنیا را عَلَیْہِ السَّلَامُ تصور باید نمود وکمال متابعت اورا از آں باید دانست کہ نماز بست سالہ بظہور ترک اولیٰ از آداب وضو اعادہ فرمودہ ودقیقہ را از دقائق متابعت فرونگذاشت. والہذا سواد اعظم امت مذہب او اختیار نمودند واکابر اولیاء تلمذ وتقلید اورا اختیار کردند. از آں جملہ ابویزید بسطامی وابراہیم ادہم وفضیل عیاض وعبداللہ بن مبارک وبشر حافی وداؤد طائی وشقیق بلخی وحکیم ترمذی وحکیم ابوالقاسم سمرقندی وابوسلیمان دارانی ویحییٰ بن معاذ رازی وجم غفیر از اہل سلاسل مثل حضرات خواجہ ہا وحضرات چشت واکثر سہروردیہ وقادریہ وجمہور کبرویہ وعامہ کیسویہ وشطاریہ متابعت اورا گزیدہ اند ومحققان اہل طریقت مثل مولاء رومی وشیخ فریدالدین عطار وحکیم سنائی غزنوی وشیخ علی ہجویری وشیخ زین الدین ابی تائبادی وامیر قوم سجستانی وامیر حسینی وغیر شاں مِمَّنْ تَتَعَسَّرُ تَعَدُّدُہُمْ راہ تقلید او مے نمودند. واعاظم از محدثین مثل وکیع بن الجراح ویحییٰ بن معین وطحاوی وبرقی ومعلّے صغانی وغیرہم وجماہیر فقہاء ومتکلمین کہ شموس ہدایت اند وبدور درایت وتعداد شاں جز تطویل نیست ومعتمدین اہل فقہ قدیمًا وحدیثًا ہمہ بر مذہب او رفتہ اند. وشیوخ معتزلہ باآں قوت جدلیہ واستدلالیہ در فروع دین تقلید او را گزیدہ اند واز خاکساران سرۂ افادۂ او گشتہ اند چنانکہ تو الیف حافظ وقار اللہ ومطرزی وغیرہ دلالت برآں دارد. شمۂ از مناقب شریفہ اش در خاتمۂ

مکتوب ایراد خواہد یافت اِنْ شَاءَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ. دریں مقام اشتغال تحقیق مرام از اہم مہام داشتہ عنان بیان بداں مصروف مے دارد. بداند کہ علامہ ابن حجر شافعی کہ از اکابر محدثان است در کتاب اَلْخَیْرَاتُ الْحِسَانُ فِیْ مَنَاقِبِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ گفتہ لَا یُنَافِیْ مَا نُقِلَ عَنْہُ اِنْ صَحَّ مِنْ قَوْلِہٖ عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ مَا قَالَ غَیْرُہٗ سُبْحٰنَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ، لِاَنَّ مُرَادَ الْاِمَامِ عَرَفْتُکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ اللَّائِقَ فِیْ دَا انْتَہَی اِلَیْہِ عِلْمِیْ، فَفِیْہِ تَجَوُّزٌ. وَمُرَادُ غَیْرِہٖ اَنَّ حَقِیْقَۃَ الْمَعْرِفَۃِ اللَّائِقَۃِ بِالْحَقِّ لَا یُمْکِنُ لِاَحَدٍ اَنْ تَصِلَ اِلَیْہَا وَہُوَ الْحَقِیْقَۃُ اِنْتَہٰی. ازیں عبارت شریفہ استفادۂ چند معنی شد. یکے آنکہ نقلے کہ از امام اعظم نمودہ اند یقینی الثبوت نیست. دوم آنکہ قول سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ حدیث پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ نیست، بلکہ قول دیگران است وبِذٰلِکَ یَنْحَسِمُ مَادَّۃُ الْاِشْکَالِ. سوم آنکہ اثبات حق معرفت در قول امام اعظم باعتبار عارف است ونفی حق معرفت در آں قول باعتبار از حق معرفت است پس اشکال مرتفع شد. چہ حق معرفت باعتبار لحوق بشریت ممکن است بل واقع. وبنسبت حضرت قدس خداوندی جَلَّ وَعَلَا محال. ونیز مے تواند کہ مراد از اثبات حق معرفت معرفت قطعیہ استدلالیہ باشد کہ مصفا ست از کدورات وشکوک واوہام ومؤید است بنور الٰہی جَلَّ وَعَلَا کہ کریمہ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَہُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ رمزے ست بداں. وایں معرفت اعلیٰ اقسام ایمان است کہ اہل تقلید از ظن بہ یقین نہ رسیدہ اند وبساحل استدلال نبر آمدہ. وعامۂ عوام داخل ایں جرگہ اند. واہل استدلال صرف کہ از تائیدات الٰہی جَلَّ وَعَلَا کہ نتیجۂ تہذیب اخلاق وتصفیۂ باطن است معریٰ است وبہواجس نفسانی ووساوس شیطانی کہ بجہت اہمال قوت عملیہ وتربیت قوت شہویہ وغضبیہ استیلا یافتہ مشوب واکثر علماء ظواہر کہ اہل قیل وقال اند وخداوندان خصومت وجدال داخل ایں فرقہ اند، ازیں معرفت بے نصیب اند وازیں سعادت محروم. یعنی معرفت کہ بمعنے ادراک است از جملہ اقسام آں قسم اعلا دارد وقسم ناقص آں رہم. ونیز مے تواند کہ حق المعرفت عبارت از مرتبۂ حق الیقین باشد؛ چراکہ معرفت ویقین متساویانند بلکہ یقین اکمل است. وچوں اہل تحقیق یقین را بسہ مرتبہ منقسم ساختہ اند علم الیقین؛ عین الیقین؛ حق الیقین؛ اول را نصیب مبتدیاں داشتہ اند وثانی را متوسطان بل کاملان نیز مقرر نمودہ اند وثالث را نصیب اکملاں ساختہ اند. ممکن است کہ امام المسلمین ازیں

مرتبهٔ ثالثه که نصیب اخص الخواص است خبر داده باشند و بموجب وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اظهار این نعمت کبری نموده. و درین گفتن از سواد اعظم عرفاء نبرآمده، فَلَا اِشْكَالَ. ونیز مے تواند که مراد از حق معرفت معرفت حقه باشد یعنی خداوند بعقیدهٔ حقه در باب معرفت خود مکرم ساختی بے آنکه مزج باطل داشته باشد، واین نیز نصیب کرام عباد الله است والّا از خلط باطل و امتزاج هوائیه حق خلاص یافتن درکمال است کَمَا لَا یَخْفٰی. ونیز مے تواند که مراد از اثبات حق المعرفة اَلْمَعْرِفَةُ الْمُتَمَحِّصَةُ باشد وآں ایمان تفصیلی است بادلیل، و تحصیل آں نصیب خواص است زیراکه فرائض شرعی فهمیدن و شعب ایمانی بتفصیل دانستن جز عالم نحریر را میسر نباید. وَلِذَا امام بیهقی شعب ایمان را در مجلدات جمع نموده است و بذل مجهود در تحصیل و تحقیق آں فرموده. ونیز مے تواند که مراد از حق المعرفت تحقیق ایمان باشد بے قید استثناء و اشارت است باین که اَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا چنانکه تحقیق آں در کتب کلامیه مفصل است واحتراز است از قول بعض علماء اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْشَاءَ اللهُ که موهم شک است در حصول دولت ایمان که آں درکمال استتباع است ذِکْرُ نُبْذَةٍ مِّنْ فَضَائِلِهٖ وَمَاٰثِرِهٖ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ باید دانست که عمده در درک حقائق تخلیهٔ وعاء باطن است از انتقال نفسانی و مکائد شیطانی که نتیجهٔ آں سد منافذ بصیرت است بغشاوهٔ عناد و عصبیت فساد بدیهی است که حصول مراتب عقل مُسْتَفَادٌ بِالْفِعْلِ موقوف بعقل هیولانی ست که قابلیت بخش استعداد است بفیوض رحمانی. هرکه بعقل مستقیم و عقل قلب سلیم موصوف است، اگر مجملاً در اطوار و آثار آں مطلع انوار امام الابرار تامل نماید، داند که صاحب این قسم علم وافر و ورع کامل و فهم اوفی و ذکاء اسنے و خداوند چنیں شمائل نفیسه و فضائل شریفه و زهد و تقوی و صبر بنور الٰهی مؤید است و بتشریفات خداوندی مکرم. ناچار در جمیع احوال و اقوال او بجز ادب راه نخواهد رفت، وجز حسن ظن پیش نخواهد آمد، چه معارض را مساوات معارض درکار است وکرا طاقت همسری است باں کوه معرفت و ولایت و باں علم نور و هدایت. در مسند امام مذکور است که پانصد هزار مسئله فقهیه و بیک روایت ده صد هزار استخراج نموده است و باں دقت و غموض و باں رعایتِ اصول بکنه یک مسئله از آں رسیدن از مشکلات است. پس کسیکه در تحقیق یک مسئله مستخرجه او از میاں پانصد هزار مسئله عاجز باشد و در رعایت یک ادب از آداب صوریه و معنویهٔ او قاصر، دعواء معارضت و مکابرت و مرافعت از و بغایت مکابره است و نهایت مستنکر، اندیشهٔ صائب را کار فرموده بر عقل لازم است که شخصے که عموم خلائق و

جمهور انام از خواص و عوام باوجود سرکشی که در نهاد علماء و فضلاء است و باوجود تحکم و ریاست که در جمیع سلاطین و امراء است سر از ربقهٔ انقیاد تقلید او نمے کشند و گردن تسلیم در قید او نهاده. این قسم شخص از کمل اولیاء است و از خلص عباد الله. بتعبیر قاصرانے که محکوم احکام نفس اند و مغلوب مکائد شیطانی نقص بجناب اکرم او راه نخواهد یافت. یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ ○ پیغمبر خدا فرموده عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ ظاهر آں است سواد اعظم ازیں امت بل نوع انسان بعد طبقهٔ صحابه و تابعین اتباع ابوحنیفه اند رضی الله عنه، رُوم باں کثرت و شوکت، وَمَاوَرَاءُ النَّهْرِ باں عظمت و هندوستان باں وسعت که اکثر جنود الله اند، وکاشغر و خوارزم و بلاد ترک باں صفاء اعتقاد و کثرت، و بدخشاں باں لطافت سیرت و بسیاری از دیار خراسان و عراق باں نباهت شان و جلالت برهان، برخے از دیار عرب باں رفعت و ابهت حنفی المذهب اند پس باشارهٔ نبوی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ اختیار این مذهب لازم باشد. در تذکرة الاولیاء مذکور است که یحیی بن معاذ قدس سره گفته که رسول الله صلی الله علیه وسلم را بخواب دیدم گفتم اَیْنَ اَطْلُبُكَ؟ قَالَ عِنْدَ عِلْمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ. ونیز گفته که آنگاه بسر روضهٔ سید المرسلین علیه الصلوٰة والسلام آمد. آنحضرت فرمود اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ. امام عدل ابوالفضل احمد بن خسرو بلخی در مسند خلف بن ایوب روایت کرده که علم از خداء تعالے بمحمد عَلَیْهِ السَّلَامُ آمد و از و باصحاب او عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ آمد پستر بتابعین پستر بابوحنیفه و اصحاب او. هرکه خواهد راضی شود و هرکه خواهد ساخط گردد. و در مسند امام علیه الرضوان از علی بن میمون آورده اند که از امام شافعی شنیده ام که مے گفت بدرستی که من بابی حنیفه برکت مے جویم و بقبر او مے آیم و از خدا تعالے طلب حاجت خود مے کنم و بعز اجابت قرین مے گردد. علامه سیوطی در کتاب تبییض الصحیفه بمناقب الامام ابی حنیفة گفته، قَدْ ذَکَرَ الْاَئِمَّةُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ بِالْاِمَامِ مَالِكٍ فِیْ حَدِیْثِ یُوْشِكُ اَنْ یَّضْرِبَ النَّاسُ اَکْبَادَ الْاِبِلِ یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا یَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَةِ، وَبَشَّرَ بِالْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ فِیْ حَدِیْثِ لَا تَسُبُّوْا قُرَیْشًا فَاِنَّ عَالِمَهَا یَمْلَاُ الْاَرْضَ عِلْمًا. قُلْتُ وَقَدْ بَشَّرَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْحَدِیْثِ الَّذِیْ اَخْرَجَهٗ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ کَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ

من ابناء فارس. واخرج الشیرازی فی الالقاب عن قیس بن سعد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، لو کان العلم بالثریا لتناولہ قوم من ابناء فارس وحدیث ابی ہریرۃ اصلہ فی صحیح المسلم والبخاری، لو کان الایمان معلقا بالثریا لتناولہ قوم من ابناء فارس. وفی معجم الطبرانی عن ابن مسعود مرفوعا وفیہ لو کان الدین الخ. وقال العلامۃ ابن حجر نقلا عن بعض تلامذۃ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ ما خرج بہ الشیخان ان الامام اباحنیفۃ ہو المراد بہذا الحدیث لاشک فیہ، لانہ لم یبلغ احد زمنہ من ابناء فارس فی العلم مبلغہ ولا مبلغ اصحابہ وفیہ معجزۃ ظاہرۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث اخبر بما سیقع. ثم قال ومما یصلح للاستدلال بہ علی عظم شان ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ ما روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ترفع زینۃ الدنیا سنۃ خمسین ومائۃ. قال شمس الائمۃ الکردری (بفتح الکاف) ہذا الحدیث محمول علی ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ لانہ مات تلک السنۃ انتہی. واز دلائل مرجحہ مذہب او آن است کہ او از طبقۂ تابعین است کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام خبر بصدق وخیریت او دادہ است، وہیچ کس ازیں ائمۂ متبوعین را میسر نشدہ است، وانس بن مالک خادم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ، ویک روایت پنج صحابہ را دیدہ واز آنہا روایت کردہ. چنانکہ در مسانید بتفصیل ذکر یافتہ. وعلامۂ سیوطی وغیر او از محققان تحقیق تابعی بودن او نمودہ. واز دلائل مرجحہ است کہ علامہ ابن حجرؒ گفتہ کہ چوں امام شافعی داخل بغداد شد، نمازے کرد بے رفع یدین باآنکہ از سنن است نزد او رحمۃ اللہ علیہ، وقنوت فجر باوجود مسنونیت آں ترک کرد واو فرمود ادبا مع ہذا الامام ان اظہر خلافہ بحضرتہ. قال فضیل بن عیاض وناہیک بہ جلالۃ ونیز از امام شافعی نقل کردہ کہ از امام مالک پرسیدم کہ ابوحنیفہ را دیدہ؟ فرمود مردے بود کہ اگر مے گفت ایں ستون از طلا ست البتہ حجت آں اقامہ مے نمود واثبات مے کرد. ونیز امام شافعی نقل کردہ اند کہ فرمودہ کہ کسے کہ فقہ را مے خواہد ملازم ابوحنیفہ شود. خطیب بغدادی کہ از اکابر شافعیہ است واز مقدمان اہل حدیث است از امام شافعی باسناد روایت کردہ کہ الناس کلہم عیال علی ابی حنیفۃ فی الفقہ. وقال العلامۃ ابن حجر کان ابوحنیفۃ یحیی کل اللیل بعد

ان کان یحیی نصفہ، قال انا استحیی من اللہ سبحانہ ان اوصف بعبادۃ لیس فی. وقال بعضہم ما رأیت اصبر علی الطواف والصلوٰۃ والفتیا بمکۃ من ابی حنیفۃ لانہ کان فی اللیل والنہار فی طلب الآخرۃ. وسمع ہاتفا فی المنام وہو فی الکعبۃ یقول یا اباحنیفۃ اخلصت خدمتی واحسنت معرفتی فقد غفرت لک، ای لما کنت علیہ من اخلاص الخدمۃ باحیاء کل اللیل وصیام اکثر الدہر وبذل الجہد فی نشر العلم علی الوجہ الاکمل واحسان المعرفۃ واتقان العلوم الظاہرۃ والباطنۃ واخلاص الوسع فیہا ورفض الدنیا والاعراض عنہا راسا والاقبال علی الآخرۃ وبذل الوسع فی تحصیل اسبابہا ولمن اتبعک ببرکۃ اخلاصک واحسانک المذکورین الی قیام الساعۃ. وفی ہذا بشری لہ ولاتباعہ ما یحمل الموفق منہم علی بذل طاقتہ فی اقتفاء آثار امامہ فی ما کان علیہ من تلک الاخلاق العلیۃ والصفات الظاہرۃ الزکیۃ التی قلما تجتمع الا للعارفین والائمۃ المجتہدین. وتلمذ لہ کبار من المشائخ والائمۃ المجتہدین والعلماء الراسخین کالامام الجلیل المجمع علی جلالتہ وبراعتہ وتقدمہ عبد اللہ بن المبارک، وکالامام اللیث بن سعد وکالامام مالک بن انس وناہیک بہؤلاء الائمۃ. وکالامام المسعر بن کدام وزفر وابی یوسف ومحمد وغیرہم. وتحمل فی تقلد القضاء وکذا مفاتیح خزائن بیت المال ما تحمل من العقوبۃ والضرب الشدید وایثار عذاب الدنیا علی عذاب الآخرۃ. ومن ثم لما ذکر عند عبد اللہ بن المبارک قال تذکرون رجلا عرضت علیہ الدنیا بحذافیرہا فاعرض عنہا، وما خالط الظلمۃ وما قبل منہم شیئا. ومن ثم لما ارسل الیہ ابومنصور بعشرۃ آلاف درہم ولم یمکنہ ردہا، اوصی ابنہ حمادا انہ اذا مات یردہا، ففعل. وما اشتغل بدعوۃ الناس الی مذہبہ الا بالاشارۃ النبویۃ فی المنام لیدعوہم الی مذہبہ بعد ما قصد الانزواء تواضعا واحتقارا لنفسہ. فلما جاءہ الاذن علی ان ذالک حتم، فدعا الناس الیہ حتی ظہر مذہبہ وانتشر وکثرت اتباعہ وخذلت حسادہ شرقا وغربا عجما وعربا، ورزق حظا وافرا فی

أتباعه. فقاموا بتحرير مذهبه وفروعه وأمعنوا النظر في معقوله حتى صار بحمد الله سبحانه محكم القواعد، معدن الفوائد. ويؤيد ذالك ما حكاه بعض أصحاب المناقب أن ثابتا والد أبي حنيفة أتى به وهو صغير إلى علي كرم الله وجهه فدعا له بالبركة والذرية فكان ما أوتي أبو حنيفة من بركة تلك الدعوة. وما استظل بحائط المديون حين أتاه متقاضيا، وتصدق ما لا أتى به وكيله لما خلط ثمن ثوب معيب بيع حال كونه مخفيا وكان المال ثلاثين ألفا وترك لحم الغنم لما فقدت شاة بالكوفة إلى أن علم موتها، لأنه سئل عن أكثر ما يعيش فقيل له سبع سنين، تورعا، فإن أهل الورع ما سبقوا به غيرهم إلا من نور القلوب وتأهلهم بشهود الحجب وقيامهم في خدمته بحسب طاقتهم. وليس ما ذكر في مناقب هذا الإمام بيذيد خصوصية فيه بل هو قطرة من بحر لا ساحل له. ومن غيرها أنه صلى الفجر بوضوء العشاء أربعين سنة. فقيل له ما الذي قواك على هذا؟ فقال إني دعوت الله بأسمائه على حروف المعجم. وهي مجموعة في كل من هاتين الآيتين محمد رسول الله إلى آخر سورة الفتح، والثاني ثم أنزل عليكم من بعد الغم الآية في سورة آل عمران، وإنه يختم في رمضان ستين ختمة بالليل والنهار. انتهى كلام العلامة ابن حجر. در کنز خفی از عبد العزیز ابن داؤد روایت کرده که وے گفتہ، ابوحنیفہ آزمائش است کسے که اورا دوست دارد، اوسنّی ست وکسے که با او کینه دارد مبتدع است. واز محدث الرجال یحیی بن معین حکایت کرده قرءت نزد من قرءت حمزه است، وفقه فقه ابی حنیفه، مردم را بریں یافته ام. واز ابوعاصم نبیل نقل کرده که امید وارم که ہر شب برائے ابوحنیفه ثواب پیغمبری بردارند. واز امام احمد حنبل آورده از ابن المبارک رأيت الحسن بن عمارة أخذا بركاب أبي حنيفة وهو يقول والله ما أدركنا أحدا تكلم في الفقه أبلغ ولا أصبر ولا أحضر جوابا منك فإنك سيد لمن تكلم فيه في وقتك غير مدافع. قال أبو الحسن بن علي الوراق سألت أبا عبد الله محمد بن نصر المروزي سنة ستة وستين ومائتين عن أبي حنيفة فقال هو في الفقهاء كقطب الرحى عليه يدور أمر الفقه، وهو فيه بارع إلى

إلى يوم الدين. وقال أبو العباس أحمد بن عمرو بن شريح لو أن القيامة قامت ونادى مناد، ليقم أفقه الناس لا يقوم إلا أبو حنيفة وأصحابه. وقال أحمد بن حرب الزاهد النيشابوري كان أبو حنيفة في العلماء كالخليفة في الأمراء. وقال سفين الثوري من وقع في أبي حنيفة فانتهوه في أبي بكر وعمر. وقال ابن المبارك ذكر أبو حنيفة بين يدي داود الطائي. فقال هو نور يهتدي به الساري، وعلم يقبله قلوب المؤمنين. وكل علم ليس من علمه فهو بلاء على حامله معه. وقال العلامة السيوطي وروى أبو عبد الله ابن خسرو البلخي في مقدمة مسنده قال وكيع والله كان أبو حنيفة عظيم الأمانة وكان يؤثر رضاء ربه على كل شيء ولو أخذته السيوف في الله لاحتمل. وروى عن الحسن عن النضر بن شميل كان الناس نياما في الفقه حتى أيقظهم أبو حنيفة. وعن عبد الله بن المبارك يقول، قال أبو حنيفة إذا جاء الحديث عن النبي، صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين، وإن كان من أصحاب النبي، صلى الله عليه وسلم، لم نخرج من قولهم، وإن كان من التابعين زاحمناهم. وعن إسحق بن بهلول سمعت سفيان بن عيينة أستاذ الشافعي ما مثلت عيني مثل أبي حنيفة. وعن عفان بن مسلم سمعت حماد بن سلمة وذكر أبا حنيفة فقال من أحسن الناس فتوى. وعن الأوزاعي أن أبا حنيفة أعلم الناس بمعضلات الفقه. وعن علي بن عاصم لو وزن عقل أبي حنيفة بعقل نصف أهل الأرض لرجح بهم. وقال نعيم سمعت أبا حنيفة يقول عجبا للناس يقولون إني أفتي بالرأي، ما أفتي إلا بالأثر. وقال ابن خسرو أنشدنا القاضي الأديب أبو سعيد محمد بن أحمد لنفسه ؎

حسبي من الخيرات ما أعددته	يوم القيامة من رضى الرحمن
دين النبي محمد خير الورى	ثم اعتقادي مذهب النعمان

وعن نوح قال قلت لأبي حنيفة ما تقول فيما أحدث الناس من الكلام في الأعراض والأجسام. فقال مقالات الفلاسفة عليك بالأثر وطريقة السلف وإياك وكل محدث فإنها بدعة. وفي تاريخ ابن خلكان كان أبو حنيفة عالما عاملا

زاهدًا ورعًا تقيًّا كثيرَ الخشوع، دائمَ التضرّع إلى الله تعالى. أراد المنصور أن يولّيه على القضاء فأبى فحلف عليه ليفعلنّ. فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل فقال للربيع حاجب المنصور، أميرُ المؤمنين أقدرُ على كفّارة يمينه منّي، وقال جعفر بن ربيع أقمتُ على أبي حنيفة خمس سنين، فما رأيتُ أطول صمتًا منه، وإذا سُئل عن الفقه سال كالوادي. وكان أبو حنيفة حسن الوجه ربعةً. وقيل كان حلو الكلام تعلوه السمرة. وكان ولادته سنة ثمانين للهجرة وتوفّي في رجب وقيل في شعبان من خمسين ومائة. وقيل إحدى عشر ليلة خلت من جمادى الأولى. قيل توفّي اليوم الذي وُلد فيه الشافعي. وكانت وفاته ببغداد ودُفن بمقبرة الخيزران. وقبره هناك شهير تُزار. وصلّى عليه ست مرّات ولم يقدر على دفنه إلى العصر لكثرة الزحام. وعن سويد بن سعيد المروزي سمعتُ عبد الله بن المبارك يقول ؎

لقد زان البلادَ ومن عليها إمامُ المسلمين أبو حنيفة
بآثارٍ وفقهٍ في حديثٍ كآياتِ الزبورِ على الصحيفة
فما في المشرقين له نظيرٌ ولا بالمغربين ولا بكوفة
رأيتُ العائبين له سفاهًا خلافَ الحقّ من حججٍ ضعيفة

قال أبو القاسم الغسّان الشرقي ؎

وضع القياسَ أبو حنيفة كلَّه فأتى بأوضح حجّةٍ وقياس
وبنى على الآثار أسّ بنائه فأبنتَ ما صنعوا على الأساس
والناسُ متّبعون فيها قولَه لمّا استبان ضياءُه للناس
أعني الإمامَ أبا حنيفةَ الذي هو عالمٌ بالشرع والمقياس
سبق الأئمّةَ والجميعُ عيالُه فما تحرّاه بحسن قياس

وقال بعضهم إنّه أوّل من دوّن علم الشريعة ورتّبه أبوابًا، ثمّ تابعه مالك في ترتيب الموطّا ولم يسبق أبا حنيفة أحدٌ. انتهى كلام العلّامة السيوطي. وقال العلّامة ابن حجر الصفات التي تميّز بها كثيرة. منها أنّه رأى جماعةً من الصحابة ومنها ما اتّفق له من الأصحاب ما لم يتّفق لأحدٍ.

قال رجل عند وكيع أخطأ أبو حنيفة نزجره. فقال وكيع من يقول فهو كالأنعام بل هم أضلّ سبيلًا. كيف يخطئ وعنده أئمّة الفقه كأبي يوسف ومحمّدٍ وزفر وأئمّة الحديث وعددهم، وأئمّة اللغة وعددهم وأئمّة الزهد والورع كالفضيل وداود الطائي. ومنها أنّه أوّل من دوّن الفقه ورتّبه على ما هو عليه اليوم وتبعه مالك، ومن قبله كانوا يعتمدون على حفظهم وهو أوّل واضع كتاب الفرائض وكتاب الشروط. ومنها انتشار مذهبه في الأقاليم ليس فيها غيره كالهند والسند والروم وما وراء النهر. ومنها إنفاقه على نفسه وغيره من العلماء من كسب نفسه ولم يقبل جائزةً. ومنها ما تواتر من كثرة عبادته وزهده وكثرة حجّته واعتماده. ومنها أنّه مات مظلومًا محبوسًا وروى الخطيب عن بعض أئمّة الزهد، يجب على أهل الإسلام أن يدعوا لأبي حنيفة في صلاتهم لحفظه عليهم السنّة والفقه. وقال مسعر بن كدام، من جعل أبا حنيفة بينه وبين الله أرجو أن لا يخاف. قيل له لم تركت رأي أصحابه وأخذت برأيه قال لصحّته، فأتوا بأصحّ منه لأرغب منه إليه. قال ابن المبارك رأيت مسعرًا في حلقة أبي حنيفة يسأله ويستفيد منه، وقال ما رأيت أفقه منه. قال معمر. ما رأيت رجلًا يحسن أن يتكلّم في الفقه ويسعه أن يقيس ويشرح الحديث أحسن معرفةً من أبي حنيفة. وسأل يحيى بن معين هل حدّث سفيان عنه، قال نعم كان ثقةً صدوقًا في الفقه والحديث مأمونًا على دين الله. قال الذهبي قد تواتر قيامه بالليل وتهجّده وتعبّده، ومن ثمّ كان يسمّى الوتد من كثرة قيامه بل إحيائه القرآن في ركعة ثلثين سنةً. قال أبو مطيع ما دخلت الطواف إلّا ورأيت أبا حنيفة وسفيان فيه. وقال الفضيل رأيت جماعةً من التابعين وغيرهم فما رأيت أحسن صلوةً من أبي حنيفة. وقال الشريك كنت معه سنةً، فما رأيته وضع جنبه على الفراش. وقال أسد بن عمر كان بكاء أبي حنيفة يُسمع بالليل حتّى يترحّمه جيرانه. وقال غير واحدٍ إنّه كان أكرم الناس مجالسةً وأكثرهم إكرامًا ومواساةً لأصحابه ولمن جلس إليه قال أبو

یوسف کان ابو حنیفۃ یغتم لمن شکرہ علی شیء اعطاہ ایاہ ویقول اشکر الله فانما ھو رزق ساقہ الله الیک وکان یعولنی عشرین سنۃ، ما رأیت اجمع الخصال المحمودۃ منہ. وکانوا یقولون ابو حنیفۃ امنیۃ العلم والعمل والسخاء والبذل واخلاق القرآن. قال ابن المبارک قدمت المدینۃ فسألت عن ازھد اھلھا فقالوا ابو حنیفۃ. وعن ھارون الرشید انہ ذکر عندہ یوما فرحم علیہ وقال، کان ینظر بعین عقلہ ما لا ینظر غیرہ بعین رأسہ. وقال الحسن بن عمارۃ علی قبرہ کنت لنا خلفا مما مضی، وما ترکت خلفا بعد ان خلفوک فی العلم الذی علمتھم، ولن یخلفوک فی الورع الا بتوفیق الله سبحانہ. وعن فضل بن خالد قال رأیت النبی صلی الله علیہ وسلم فقلت یا رسول الله ما تقول فی علم ابی حنیفۃ فقال ذالک یحتاج الناس الیہ. وعن مسدد البصری انہ نام بمکۃ بین الرکن والمقام قبیل الفجر، فرأی رسول الله صلی الله علیہ وسلم فقال ما تقول فی ھذا الرجل الذی بالکوفۃ النعمان بن ثابت اخذ من علمہ؟ فقال رسول الله، صلی الله علیہ وسلم خذ من علمہ واعمل بعلمہ فنعم الرجل ھو. قال فقمت وکنت اکثر الناس للنعمان وانی استغفر الله مما کان منی. وحکی عن عبد الله ما حاصلہ ان ابا حنیفۃ لم ینفرد بالقول بالقیاس بل علی ذالک فقھاء الامصار. انتھی کلام العلامۃ ابن حجر. بعد ازآں گفتہ کہ جمعے امام ابوحنیفہ را از مرجیہ شمردہ اند وآں خلاف حق است؛ بلکہ غسان مرجی بجہت ترویج مذہب باطل خود نسبت بایں چنیں امام جلیل شہیر نمودہ است. ونیز معتزلہ مخالفان خود را مرجیہ مے نامند. ونیز ابو عمرو بن عبد البر کہ از اکابر محدثان است، گفتہ کہ ابوحنیفہ محسود بودہ است وباو منسوب ساختند آنچہ لائق جناب او نبود. وایں دلیل نباہت شان اوست کہ شرکت بزرگان گذشتہ بہم ساند. والہذا سرورِ دین علیہ وعلی آلہ الصلوۃ فرمودہ مرعلی را کرم الله وجہہ کہ درتو دو گروہ ہلاک گشتہ اند. اول محب مفرط، دوم حاسدان پس از طعن قاصران منقصت باو عائد نشود وقصور در عدالت او نرود. امام علی بن المدینی فرمودہ کہ از ابوحنیفہ سفیان ثوری وابن مبارک وحماد بن زید وہشیم ووکیع وعباد بن عوام وجعفر روایت کنند او ثقہ است وشعبہ درباب او حسن رائے بود. وآنچہ خطیب بغدادی در تاریخ خود بعض از موجبات قدح نقل کردہ

غرض خطیب آن است کہ اکابر از حسد حُسّاد خلاص نیافتہ اند نہ جہت طعن در امام، باآنکہ اسانید آں مشتمل بر مجروحین ومناکیر است، ولہذا در مدحِ امام المسلمین فضائل جمیلہ وفضائل جلیلہ چنداں نقل کردہ است کہ دیگراں نکردہ. ودر مسند آوردہ کہ بتواتر پیوستہ است از امام ابن شریح کہ از اکابر اصحاب شافعی است رضی الله عنہ کہ او شنید مردے را کہ عیب ابوحنیفہ رضی الله عنہ مے کرد. ابن شریح گفت: عیب کسے مے کنی کہ سہ ربع علم او را مسلّم است. آں کس پرسید چگونہ باشد؟ گفت بجہت آنکہ علم سوال است وجواب وابوحنیفہ اول کسے ست کہ وضع اسولہ را کردہ است پس نصف باو مسلّم شد، وجواب داد مخالفاں را در نصف جواب باو مخالفت کردند پس سہ ربع باو مسلّم شد، وربع رابع متنازعہ فیہ است؛ مخالفاں دعوائے حقیقت درآں مے نمایند وابوحنیفہ مسلّم نمے دارد ونیز در مسند از یزید بن ہارون حکایت نمودہ کہ گفت، ہیچ کس را از ابوحنیفہ احلم نیافتہ ام. ونیز در مسند از شقیق بلخی حکایت کردہ کہ ہمراہ ابوحنیفہ در راہ بودم، مردے او را از دور دید خجل گشتہ ایستاد. چوں ابوحنیفہ بداں مطلع شد از حقیقت حال او پرسید، عرض کردہ کہ دہ ہزار درہم از تو قرض بر ذمۂ من است، وزمان اِمہال تبطویل انجامیدہ وقدرت اداء آں ندارم. ابوحنیفہ رضی الله عنہ فرمود کہ تمام قرض خود را بتو بخشیدم وترسے کہ در دل تو راہ یافتہ از من او را عفو کن. شقیق گوید کہ دانستم ازاں کہ ابوحنیفہ زاہد حقیقی ست. ونیز صاحب مسند از صدر یکے خوارزمی روایت نمودہ کہ وے چنیں انشاء کردہ است ؎

هذا مذهب النعمان خير المذاهب ... كالقمر الوضاح خير الكواكب
تفقه في خير القرون مع التقى ... فمذهبه لا شك خير المذاهب

ونیز در جامع مسند گفتہ است کہ امام ابوحنیفہ را غسل دادم، بر جبہۂ مبارک او نوشتہ یافتم یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ۝ وبر دستِ راست او نوشتہ یافتم، ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون ۝ وبر دستِ چپ او نوشتہ دیدم انا لا نضیع اجر من احسن عملا ۝ وبر شکم او نوشتہ دیدم یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لھم فیھا نعیم مقیم ۝ خالدین فیھا ابدا ط ان الله عندہ اجر عظیم ۝ وچوں بر جنازہ نہادم، آوازے شنیدند از ہاتف کہ گفت ؎

يا قائم الليل طول القيام ... يا صائم اليوم خير الصيام
اباح لك الله ما تشرب ... من جنة الخلد دار السلام

ونیز آورده اند که ابوحنیفه گفته است که رب العزة را نود و نه بار در خواب دیده ام. چوں نوبت صدم دیدم، پرسیدم اے رب عَزَّ شَانُكَ وَعَظُمَ بُرْهَانُكَ بچه چیز خلائق را از عذاب تو نجات حاصل شود در جواب فرمود، هر که در بگاه ایں کلمات بگوید، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْأَبَدِيِّ الْأَبَدِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْأَحَدِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْفَرْدِ الصَّمَدِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَافِعِ السَّمٰوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا، سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ. ودر ابراهیم شاهی آورده است که قطب مظفر قُدِّسَ سِرُّهٗ گوید که از حضرت عَلَيْهِ السَّلَامُ شنیدم که چوں فرداء قیامت میان نفس وشیطان مخاصمت شود نفس گوید، خداوند از زمین استعداد من مصفا بود، شیطان در آں تخم معصیت کاشت، حکم حضرت جبّار جل جلالهٗ وارد شود که مفتیان مرا ابوحنیفه وشافعی طلب نمایند تا حکم کنند. ابوحنیفه گوید اَلزَّرْعُ لِمَنْ زَرَعَ یعنی زراعت از زراعت کننده است حکم کند که گناہ آدمی بر شیطان تحمیل نمایند. امام شافعی گوید وَلِرَبِّ الْاَرْضِ اُجْرَةُ الْمِثْلِ، یعنی خداوند زمین را اُجرت المثل است، حکم حضرت قهار صدور یابد که حسنات شیطان را با آدمی عطا فرمایند. هٰذَا اٰخِرُ مَا اُوْرِدَ فِيْ مَنَاقِبِهٖ، وَمَا هُوَ اِلَّا قَطْرَةٌ مِّنْ بِحَارِ شَمَائِلِهٖ وَحِسَانِ خَصَائِلِهٖ. تَذْيِيْلٌ فِيْ ذِكْرِ بَعْضٍ مِّنْ اَسَاتِذَتِهٖ وَجَمْعٍ مِّنْ تَلَامِذَتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ. جامع مسند از خطیب خوارزمی نقل مے کند که او از امام ابوحفص کبیر امام المحدثین روایت کرده که اصحاب امام ابوحنیفه واصحاب امام شافعی درباب تفضیل مذاهب باهم مناظره کردند. امام ابوحفص فرمود که مشائخ امام شافعی را بشمارند، شمردند، هشتاد شیخ بر آمد گفت مشائخ امام ابوحنیفه را بشمارند، شمردند، چهار هزار شیخ بظهور پیوست، علامه سیوطی گفته امام ابومعشر طبری شافعی جزوے تالیف نموده در روایت امام ابوحنیفه از صحابه، گفته که امام ابوحنیفه فرموده است، هفت کس از اصحاب پیغمبر صلی الله علیه وسلم را ملاقات نمودم، انس بن مالک عبدالله بن اُنیس عبدالله بن جزء، جابر بن عبدالله ومعقل بن یسار و واثله بن الاسقع، وعائشه بنت عجرد رضی الله عنهم. وصاحب کنز خفی با سناد خود روایت کرده از محمد بن سماعة از ابویوسف از ابوحنیفه ودر آں لقاء وسماع ست از عبدالله بن جزء صحابی. وجمعے از اہل حدیث در صحت ایں روایت توقف دارند، چنانچه دارقطنی شافعی گفته که لَمْ يَلْقَ اَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ اِلَّا اَنَّهٗ رَاٰى اَنَسًا بِعَيْنِهٖ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ. وامام ابن اثیر در جامع الاصول گفته که چهار کس

از صحابه در زمانِ ابوحنیفه بوده اند که لقا واخذ حدیث از آنها بثبوت پیوسته است. واما ابن خسرو بلخی وقاضی مرسانی وحلوانی از حنفیه وابومعشر از شافعیه وابن نجار صاحب تاریخ وغیرهم روایت اخذ ولقاء از صحابه ثبت ساخته اند وجرحے در آں نیاورده اند وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ. وتفقه را از امام حماد بن سلیمان که از کبار فقهاء بوده است، گرفته است. در جامع الاصول گفته است که کَانَ اَعْلَمَ النَّاسِ بِرَاْيِ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وگفته سَمِعَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، رَوٰى عَنْهُ مَنْصُوْرٌ وَّالْمُغِيْرَةُ وَالْحَكَمُ وَشُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَاتَ سَنَةَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ. واستاد امام حماد در فقه ابراهیم نخعی است. در جامع الاصول گفته، هُوَ اَبُوْ عِمْرَانَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ النَّخَعِيُّ، اَلْفَقِيْهُ الْكُوْفِيُّ، اَحَدُ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ الْمَشْهُوْرِيْنَ، تَابِعِيٌّ جَلِيْلُ الْقَدْرِ رَاٰى عَائِشَةَ وَلَمْ يَثْبُتْ لَهٗ مِنْهَا سَمَاعٌ. وَّسَمِعَ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدَ، رَوٰى عَنْهُ الْحَكَمُ وَمَنْصُوْرٌ وَّالْاَعْمَشُ، مَاتَ سَنَةَ سِتٍّ وَّتِسْعِيْنَ وَلَهٗ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ وَقِيْلَ ثَمَانٌ وَّخَمْسُوْنَ، وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ. واستاد ابراهیم نخعی علقمه است. در جامع الاصول گفته. هُوَ عَلْقَمَةُ بْنُ قَيْسِ بْنِ مَالِكٍ النَّخَعِيُّ رَوٰى عَنْ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَوٰى عَنْهُ اِبْرَاهِيْمُ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ. وَهُوَ تَابِعِيٌّ كَبِيْرٌ، اِشْتَهَرَ بِحَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَصُحْبَتِهٖ، مَاتَ سَنَةَ اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ. واستاد علقمه عبدالله بن مسعود است رضی الله عنه، که از اکابر صحابه است و از مخول علماء فقهاء ونجباء معتبرین وصاحب فضائل جمیله وشمائل جزیله ومقامات علیه وکرامات جلیله که در کتب احادیث وتواریخ مشروع است. در جامع الاصول گفته کَانَ اِسْلَامُ عَبْدِ اللّٰهِ قَدِيْمًا قَبْلَ عُمَرَ، وَقِيْلَ كَانَ سَادِسًا وَّضَمَّهُ النَّبِيُّ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِلٰى نَفْسِهٖ وَكَانَ مِنْ خَوَاصِّهٖ، وَقَالَ النَّبِيُّ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَضِيْتُ لِاُمَّتِيْ مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ، يَعْنِيْ ابْنَ مَسْعُوْدٍ. شَهِدَ بَدْرًا وَّالْمَشَاهِدَ، وَصَلّٰى اِلَى الْقِبْلَتَيْنِ، وَشَهِدَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ، مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِيْنَ وَلَهٗ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ سَنَةً، رَوٰى عَنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ. ونیز از اساتذه امام ابوحنیفه است عطاء بن ابی رباح که او را سَيِّدُ التَّابِعِيْنَ گفته اند، وابو اسحٰق سُبَيْعِيُّ ومحارب بن دثار ومحمد بن المنکدر ونافع مولی ابن عمر وسماک بن حرب چنانکه امام ابن الاثیر گفته است. وقال

العلامة السیوطی نقلا عن الحافظ جمال المزی، روی ابو حنیفة رضی الله عنه عن ابراهیم بن محمد المنتشر واسمعیل بن عبد الملك والحارث بن عبد الرحمن الهمدانی والحسن بن عبد الله والحكم بن عیینة وخالد بن علقمة وربیعة بن ابی عبد الرحمن وزبید الیمانی وزیاد بن علاقة وسعید بن مسروق الثوری وسلمة بن كهیل وشداد بن عبد الرحمن وشیبان بن عبد الرحمن النحوی وهو من اقرانه وطاؤس بن كیسان كما قیل وطریف ابی سفیان السعدی وطلحة بن نافع وعاصم بن كلیب وعامر الشعبی وعبد الله بن ابی حبیبة وعبد الله بن دینار وعبد الرحمن بن هرمز الاعرج وعبد العزیز بن رفیع وعبد الكریم بن ابی امیة البصری وعبد الله بن عمیر وعدی بن ثابت الانصاری وعطاء بن ابی رباح وعطاء بن السائب وعتبة بن سعد العوفی وعكرمة مولی بن عباس وعلقمة بن مرثد وعلی بن الاقمر وعلی الرزاز وعمرو بن دینار وعون بن عبد الله وقابوس بن ابی ظبیان والقاسم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود وقتادة بن دعامة وقیس بن مسلم ومحمد بن زبیر الحنظلی ومحمد بن السائب الكلبی وابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنهم ومحمد بن قیس الهمدانی والزهری ومحمد بن المنكدر ومكحول بن راشد ومسلم البطین ومنصور وموسی بن ابی عائشة ویحیی بن سعید الانصاری وكثیر سواهم. انتهی. وقد عد جامع المسند شیوخ ابی حنیفة رضی الله عنه علی حروف المعجم من تطول ذكره. واذكر طائفة، منهم جعفر الصادق حسن بن حسن البصری وحسن بن حسن بن علی المرتضی وحسن بن محمد بن علی المرتضی وحسن بن سعدة مولی علی بن ابی طالب وحمید الطویل وداود بن زیاد تلمیذ علی المرتضی، وزید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب، وزید بن اسلم مولی عمر بن الخطاب رضی الله عنه وزید بن ولید وزیاد بن مسیرة مولی ابن عباس وزر بن حبیش وزید بن الذی ادرك ثمانیة عشر صحابیا وسالم بن عبد الله بن عمر وسلیمان بن مهران الاعمش وسعید بن المقبری وسعید مولی حذیفة وشریح بن هانی

الكوفی وشریح القاضی وطلحة بن مصرف وعبد الرحمن الاعرج وعدی بن ثابت وعاصم بن كلیب وعبد الله بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله وعمرو بن شعیب وعاصم امام القراء وروی عنه الامام وروی هو عن الامام واخذ بقوله وقال جزاك الله یا ابا حنیفة اتیتنا صغیرا واتیناك كبیرا وعبد الله بن حسن بن علی بن ابی طالب وعمران مولی ابن مسعود وهاشم بن عروة. انتهی. وناهیك بهؤلاء الاكابر. من كان هؤلاء شیوخه مع ذالك الاتقان والفهم والدرایة كیف یخطی. وما ذكرت الا شرذمة قلیلة منهم والله اعلم. وها انا اشرع فی بیان حال جماعة من اصحابه وشرذمة من علماء مذهبه. وقد مر فیما نقلت من كلام العلامة ابن حجر ان الامام مالكا من تلامذته وكذا اللیث بن سعد فقیه المصر. وقد قال العلامة ابن الاثیر عن یحیی بن بكیر ما رأیت اكمل من اللیث بن سعد. وقال الشیخ ابن حجر العسقلانی ثقة متثبت امام مشهور فقیه مات فی شعبان سنة خمس وسبعین ومائة ومولده سنة اربع وتسعین وكذالك مران مسعرا من تلامذته. قال العسقلانی ثقة متثبت فاضل مات سنة ثمان او خمس وخمسین بعد المائة قلت واكبر اصحاب الامام ابی حنیفة الامام ابو یوسف القاضی. فی جامع الاصول هو القاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراهیم صاحب الامام ابی حنیفة كوفی سمع ابا اسحق وسلیمان بن تیمی ویحیی بن سعید الانصاری والاعمش وهشام بن عروة وعطاء بن محمد بن اسحاق ولیث بن سعد وابا حنیفة وروی عنه محمد بن الحسن الشیبانی وبشیر بن الولید الكندی وعلی بن جعد واحمد بن حنبل ویحیی بن معین واحمد بن منیع وغیرهم سكن بغداد وولاه الهادی القضاة وبعده الرشید وهو اول من دعی بقضاء القضاة فی الاسلام. كان اماما عالما حافظا كبیر القدر فقیها فاضلا عظیم المحل فی الفقه والحدیث وله سنة ثلاث وعشر ومائة، ومات سنة اثنین وثمانین ومائة. وفی تاریخ الامام الیافعی قال یحیی بن معین، كان القاضی ابو یوسف یصلی بعد ما ولی القضاء كل یوم مائتی ركعة. وتولی القضاء لثلث من الخلفاء

المهدي والهادي والرشيد يكرمه. وقال يحيى بن معين سمعته يقول عند الوفاة كل ما افتيت به فقد رجعت عنه الا ما وافق الكتاب والسنة سمع جماعة من كبار الائمة وجالس محمد بن ابي ليلى. ثم الامام الرباني محمد بن الحسن الشيباني. قال الامام ابن الاثير في جامع الاصول هو ابو عبد الله محمد بن الحسن بن فرقد الشيباني مولاهم صاحب الامام ابي حنيفة وامام اهل الرأي. اصله دمشقي من قرية تسمى قرية حرستا سمع ابا حنيفة ومسعرا والثوري ومالك بن مغول وكتب عن مالك بن انس والاوزاعي وابي يوسف القاضي سكن بغداد وحدث بها روى عنه الشافعي وهشام بن عبيد الله الرازي وابو عبيد القاسم بن سلام واسمعيل بن توبة وعلي بن مسلم وغيرهم كان الرشيد ولاه القضاء فخرج معه الى خراسان فمات بالري ودفن بها. ولد سنة اثنتين وثلاثين ومائة ونظر في الرأي فغلب عليه وعرف به وتوفي سنة تسع وثمانين ومائة وهو ابن ثمان وخمسين سنة. وقال محمد ترك ابي ثلاثين الف درهم فانفقت خمسة عشر الفا على النحو والشعر وخمسة عشر الفا على الحديث والفقه واتمت على باب مالك عشر سنين. وبالغ الشافعي في مدحه والثناء عليه. قال الامام الشافعي لما توفي هو والكسائي اي في سنة واحدة، قال الرشيد دفنا الفقه والنحو بالري. وقال ايضا لقي جماعة من اعلام الائمة وحضر مجلس ابي حنيفة رضي الله عنه وتفقه على ابي يوسف ونشر علم ابي حنيفة. وذكر من الدين الجندي. كان محمد فقيها محققا في الفقه والزهد والتقوى. وله تصنيفات في انواع العلوم وصحب الثوري. وقال العمل والعلم من علامات السعادة ويصف ديانته. ومن تلامذته الكرخي والطحاوي وابو حفص الكبير، كان الكسائي القاري النحوي ابن خالته. انتهى. ومن تلامذته وخلص اصحابه الفاضل زفر بن الهذيل صاحب الذكاء الوافر والفهم الظاهر، استاذ الشيخ الكبير الولي الشهير شقيق البلخي. قال اليافعي مات سنة ثمان وخمسين ومائة، وهو احد المعتمد من المعول على قولهم بعد الامام وصاحبيه. ومنهم فقيه الفقهاء الامام حسن بن زياد اللؤلؤي. قال الامام ابن الاثير الحسن بن زياد احد اصحاب ابي حنيفة رضي الله عنه

حدث عن ابي حنيفة روى عنه محمد بن سماعة القاضي ومحمد بن شجاع الكوفي نزل بغداد قال كتبت عن ابن جريج اثني عشر الف حديث كلها يحتاج اليها الفقهاء. مات سنة اربع ومائتين. قال الشافعي وهو سنة وفات الشافعي رضي الله عنه. قال الذهبي كان رئيسا في الفقه. ومنهم امام ابن الامام حماد بن ابي حنيفة روى عن ابيه. قال اليافعي كان من اهل الصلاح والخير، مات سنة ست وسبعين ومائة. قال العلامة السيوطي في ذكر من روى عن ابي حنيفة رضي الله عنه، ابراهيم الطهمان قلت هو ابو سعيد الخراساني سكن نيشابور. قال الشيخ ابن حجر ابن الامام ثقة من السابعة مات سنة ثمان وستين بعد المائة. وعده من شيوخ الستة. قال السيوطي هو الابيض بن الاغر بن الصباح المنقري، قلت هو التميمي مولاهم. قال العسقلاني ثقة من السادسة وعده من شيوخ ابي داود والترمذي والنسائي. قال السيوطي واسباط بن محمد القرشي. قلت هو ابو محمد القرشي مولاهم. قال في تقريب التهذيب ثقة ضعفه الثوري من التاسعة مات سنة مائتين وعده من مشائخ الستة. قال السيوطي واسحق بن يوسف الازرق قلت هو اسحق المخزومي الواسطي، قال العسقلاني من التاسعة مات سنة خمس وتسعين بعد المائتين وله ثمان وسبعون سنة وعده من شيوخ الستة. قال السيوطي واسد بن عمرو النخلي. قال الذهبي صحب الامام ابا حنيفة رضي الله عنه وتفقه عليه، فقدم بغداد وولي قضاء الشرقية. قال النسائي ليس بالقوي، قال الدارقطني يعتبر به. قال ابن عدي لم ار له منكرا وارجو انه لا بأس به. وقال ابن عماد لا بأس به. وعن يحيى لا بأس به. قال احمد الصدوق، قال مرة صالح الحديث مات سنة تسعين ومائة. قال السيوطي واسمعيل بن يحيى الصيرفي، قلت كأنه اسمعيل الشيباني الذي عده الشيخ ابن حجر في مرتبة الطبقة الثامنة وضعفه وعده من شيوخ الترمذي. والله سبحانه اعلم. قال السيوطي وايوب بن هانيء الجعفي، قلت هو كوفي. قال العسقلاني صدوق فيه لين من السادسة، وعده من شيوخ الترمذي. قال

السيوطي والجارود بن يزيد بن يزيد النيشابوري. قال الذهبي قيل كنيته ابي الضحاك. قال ابو داود غير ثقة. مات سنة ثلاث ومائتين. و جعفر بن عون. قلت وهو المخزومي قال في تقريب التهذيب صدوق من التاسعة مات سنة ست او سبع ومائتين ومولده عشرون وقيل ثلاثون بعد المائة. قال السيوطي وحبان بن علي، قلت هو العنزي بفتح العين والنون ثم الزاء ابو علي الكوفي، قال في تقريب التهذيب ضعيف وله فقه وفضل من الثامنة مات سنة احدى واثنين وستين بعد المائة وله سبعون سنة وعده من شيوخ ابن ماجة. قال الذهبي قال حجر بن عبد الجبار ما رأيت فقيها بالكوفة افضل من حبان. وقال ابن معين حبان صدوق مات سنة احدى وسبعين. قال السيوطي والحسن بن زياد قلت قال الحسن بن فرات القزاز قلت هو التميمي الكوفي. قال في تقريب التهذيب صدوق يهم، وعده من شيوخ مسلم والترمذي. قال السيوطي والحسن بن الحسين بن عطية العوفي كان من رؤساء الشيعة. قال ابن عدي لا يشبه حديثه حديث الثقات، وحفص بن عبد الرحمن البلخي. قلت هو الفقيه النيشابوري قاضيها قال الشيخ ابن حجر صدوق عابد ورمي بالارجاء من التاسعة، مات سنة تسع وتسعين ومائة، وعده من شيوخ ابي داود والنسائي وابن ماجة. قال الذهبي تفقه بابي حنيفة وعنه محمد بن رافع وسلم بن شبيب وجماعة. قال النسائي صدوق. قيل كان ابن المبارك يزوره لدينه وتعبده. قال الحكم حفص افقه اصحاب ابي حنيفة ولي القضاء ثم ندم واقبل على العبادة، مات سنة تسع وتسعين ومائة. قال السليماني وفيه نظر. قال السيوطي وحكام بن سلم الرازي. قلت هو عبد الرحمن الثاني ثم نيزن. قال العسقلاني ثقة له غرائب، مات سنة تسعين ومائة وعده من شيوخ الاربعة. وقال السيوطي وابو مطيع الحكم بن عبد الله البلخي قلت هو من اكبر تلامذته، روى عنه الفقه الاكبر، مات سنة تسع وتسعين بعد المائة. كذا في بعض التواريخ. قال الذهبي ابو مطيع البلخي صاحب ابي حنيفة روى عن ابن عون وهشام وعنه احمد بن منيع وخلاد الصفار وجماعة.

تفقه به اهل تلك الديار وكان بصيرا بالرأي، علامة كبير الشان ولكنه واه في ضبط الاثر. انتهى ذكر ما يدل على كمال زهده واستقامته بحيث لا يخاف في الله لومة لائم. قال السيوطي وحماد بن ابي حنيفة رضي الله عنه. قلت تقدم ذكره. وحمزة بن حبيب الزيات قلت هو القاري المعروف احد القراء السبعة المتواتر قراءتهم المجمع على جلالته وامامته وهو في القراءة تلميذ عاصم استاذ الكسائي وشيخ سفيان الثوري. قيل كان يختم في كل شهر خمسا وعشرين ختمة. قال في تقريب التهذيب مات سنة ست او ثمان وخمسين بعد المائة. وكان مولده سنة ثمانين. قال الذهبي ولد هو وابو حنيفة في سنة. قال ابن فضيل ما احسب ان الله يدفع البلاء الا بحمزة. وقد وثقه ابن معين. وقال النسائي لا باس به. وقال الساجي صدوق ليس متقنا. وقد تقدم ان عاصما القاري ايضا كان ممن استفاد من الامام ابي حنيفة. وخارجة بن مصعب السرخسي، قلت كنيته ابو الحجاج، عده العسقلاني من شيوخ ابن ماجة والترمذي. وضعفه من الثامنة مات سنة ثمان وستين بعد المائتين. قال الذهبي خارجة بن مصعب الفقيه، وهاه احمد. قال ابن عدي هو ممن يكتب حديثه وكان له جلالة بخراسان. قال السيوطي وداود بن نصير الطائي، قلت هو داود بن نصير بضم النون. ابو سليمان الطائي الكوفي. قال بعضهم في ذكره فقيه الفقهاء، عالم فائق في الزهد والتقوى ولم يكن في وقته مثله، وهو تلميذ ابي حنيفة ومعتقد حبيب العجمي، استاذ معروف الكرخي، اختار الخلوة والعزلة وترك الرئاسة، وكان يكسر الخبز ويدلكه ويجعله فتيتا ثم يبله بالماء ويشربه ويقول بين شرب الفتيت واكل الخبز قراءة خمسين آية. فضائله اكثر من ان تحصى. كان اماما كبيرا عارفا شهيرا، جليل القدر عظيم المحل في العلم والمعرفة. قال العسقلاني ثقة فقيه زاهد من الثامنة مات سنة ستين وقيل خمس وستين ومائة وعده من مشائخ النسائي رحمة الله عليه. قال السيوطي وزفر. قلت قد مر ذكره قال وزيد بن الحباب العكلي بضم المهملة وسكون الكاف

أصله من خراسان. وكان بالكوفة ورحل في الحديث فأكثر منه. قال في تقريب التهذيب صدوق. وفي حديث الثوري من التاسعة، مات سنة ثلاث ومائتين. قال الذهبي زيد بن حباب العابد الفقيه صدوق جوال وقد وثقه ابن معين وابن المديني. وقال أبو حاتم صدوق. وقال ابن عدي من أثبات الكوفيين لا يشك في صدقه. قال السيوطي وسابق الرقي، قلت هو سابق بن عبد الله. قال الذهبي روى عن أبي خلف وروى عنه جماعة. قال السيوطي وسعد بن أبي الصلت قاضي شيراز وسعيد أبو الجهيم القابوسي وسعيد بن سلام البصري وسلام بن سالم البلخي وسليمن بن عمرو النخعي وسهل بن مزاحم وشعيب بن إسحق الدمشقي، قلت هو شعيب الأموي مولاهم البصري ثم الدمشقي. قال في تقريب التهذيب ثقة رمي بالإرجاء من كبار التاسعة وعده من مشائخ البخاري ومسلم وأبي داود والنسائي. قال السيوطي والصباح بن محارب قلت هو أيضا التميمي الكوفي نزيل الري قال الشيخ ابن حجر صدوق ربما خالف من الثامنة وعده من شيوخ ابن ماجة. قال السيوطي وصلت بن حجاج وأبو عاصم ضحاك بن مخلد هو أبو عاصم النبيل البصري الشيباني. قال في تقريب التهذيب ثقة ثبت من الثامنة مات سنة اثنى عشر أو بعدها ومائة. قال السيوطي وعامر بن الفرات العنزي وعابد بن حبيب، قلت هو أبو أحمد الكوفي ويقال أبو هشام بياع الهروي على تقدير المضاف إليه. قال الشيخ ابن حجر صدوق رمي بالتشيع من التاسعة وعده من شيوخ النسائي وابن ماجة قال السيوطي وعباد بن عوام. قلت أبو سهل الواسطي. قال في تقريب التهذيب ثقة من الثامنة مات سنة خمس وثمانين أو بعدها ومائة وله نحو من سبعين. وقال السيوطي وعبد الله بن مبارك قلت هو عبد الرحمن، عبد الله بن المبارك الحنظلي مولاهم. قال ابن الأثير في جامع الأصول، كان من الربانيين إماما فقيها حافظا زاهدا ورعا جوادا متثبتا. وعن إسمعيل بن عياش ما على وجه الأرض مثل عبد الله بن المبارك ولا أعلم أن الله خلق خصلة من خصال الخير إلا جعلها فيه. قدم بغداد غير مرة وحدث بها، ولد في سنة ثمانية عشر و

وقيل تسع عشر ومائة ومات سنة إحدى وثمانين ومائة. وفي تاريخ الإمام اليافعي صنف تصانيف كثيرة وحديثه نحو من عشرين ألف حديث. قال أحمد بن حنبل لم يكن في زمان ابن المبارك أطلب للعلم منه وقال شعبة ما قدم علينا مثله. وقال أبو إسحق الفزاري ابن المبارك إمام المسلمين وعن شعيب بن حرب ما لقي ابن المبارك مثل نفسه. وقال غيره كان له تجارة واسعة وكان ينفق على الفقراء في كل سنة مائة ألف درهم وكان يحج سنة ويغزو سنة وعن الثوري وددت أن عمري كله يوم من أيام ابن المبارك وقد ذكره العسقلاني في شيوخ الستة. قال مات وله ثلاثون أو ستون سنة. روى عن سفيان بن عيينة ومعتمر بن سليمان ويحيى بن سعيد القطان وابن مهدي وابن وهب وعبد الرزاق المكي بن إبراهيم ويحيى بن معين وكل هؤلاء من الأئمة العلى. وكان عبد الله بن المبارك بالغ المحبة بأبي حنيفة مداحا له شديدا على من عاداه على ما مر في الخاتمة. قال السيوطي وعبد الله بن يزيد قلت هو عبد الله بن يزيد المكي أبو عبد الرحمن المقرئ أصله من البصرة والأهواز قال الحبر المدقق ابن حجر ثقة فاضل قرء القرآن نيفا وسبعين سنة من التاسعة مات سنة ثلاث عشرة بعد المائتين وقد قارب المائة وهو من كبار شيوخ البخاري وقد قال العلامة السيوطي إذا حدث عن أبي حنيفة قال حدثنا شاهنشاه قال السيوطي عبد الكريم بن محمد الجرجاني، قلت في تقريب التهذيب مقبول من التاسعة. مات في حدود الثمانين ومائة. قال السيوطي وعبد المجيد بن عبد العزيز أبي رواد، قلت الرواد بفتح الراء وتشديد الواو. قال العسقلاني صدوق يخطئ وعده من شيوخ الأربعة. قال السيوطي وعبد الوارث بن سعيد. قلت هو أبو عبيدة التنوري العنبري مولاهم البصري. قال ابن حجر ثقة ثبت من الثامنة ومات سنة ثمانين ومائة. قال السيوطي وعبد الله بن زبير القرشي. وعبد الله بن عمرو الرقي. قلت هو أبو وهب الأسدي. قال في تقريب التهذيب ثقة فقيه ربما وهم من الثامنة. مات سنة ثمانين بعد مائة وله ثمانون

الاسنة، وعدّه من شيوخ الستة. قال وعبد الله بن موسى. قلت هو
ابو محمد الكوفي العبسي. قال الشيخ ابن حجر ثقة فقيه ربما وهم من
الثامنة مات سنة ثلاث عشر ومائتين. قال السيوطي وعباس بن محمد و
علي بن ظبيان قلت هو علي بن ظبيان بمعجمة مفتوحة ثم موحدة ساكنة
بن هلال العبسي بالموحدة قاضي بغداد من التاسعة مات سنة اثنين و
تسعين بعد مائة عدّه العسقلاني من شيوخ ابن ماجة. قال السيوطي و
علي بن عاصم. قلت هو علي بن عاصم التميمي مولاهم الواسطي من التاسعة
مات سنة احد ومائتين وقد جاوز تسعين، عدّ من شيوخ ابي داود والترمذي
وابن ماجة. قال السيوطي وعلي بن سمير وعمرو بن محمد النصري وابو قطن
عمرو بن هيثم القطعي. قلت هو من صغار طبقته التاسعة مات على رأس المائتين
في تقريب التهذيب قال السيوطي والفضل بن موسى قلت هو الفضل بن موسى
السيناني بمهملة مكسورة ونونين المروزي. قال العسقلاني ثقة ثبت من
كبار التاسعة مات سنة اثنين وتسعين في ربيع الاول وعدّ من شيوخ الستة.
قال السيوطي والقاسم بن حكم. قلت هو القاسم العرني بضم المهملة و
فتح الراء بعدها نون. ابو احمد الكوفي قاضي همدان. قال العسقلاني صدوق
فيه لين وعدّه من شيوخ الستة مات سنة ثمان ومائتين. قال السيوطي
القاسم بن معين، قلت هو القاسم بن معن بفتح الميم وسكون المهملة ابن
عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود الكوفي ابو عبد الله القاضي. قال الحافظ ابن
حجر ثقة فاضل من السابعة مات سنة خمس وسبعين ومائة من شيوخ
ابي داود والنسائي قال العلامة السيوطي وقيس بن ربيع قلت هو ابو محمد
الكوفي مات سنة بضع وستين ومائة. قال العسقلاني صدوق تغير لما كبر
وادخل عليه ابنه ما ليس من حديثه فحدث به من الطبقة السابعة. قال
السيوطي ومحمد بن ابان ومحمد بن نصر العبدي. قلت هو ابو عبد الله الكوفي
قال العسقلاني ثقة حافظ من التاسعة مات سنة ثلاث ومائتين وعدّ من
شيوخ الستة، قال العسقلاني ومحمد بن الحسن الشيباني قلت تقدم ذكره.

وقال محمد بن خالد الذهبي ومحمد بن عبد الله الانصاري، قلت لعله
ابو مسلمة البصري من الطبقة الثامنة من شيوخ ابن ماجة. قال السيوطي
ومحمد بن فضيل ابن عطية قلت هو محمد بن فضيل الكوفي نزيل بخارا من الثامنة
ومن شيوخ ابي داود وابن ماجة. قال السيوطي ومحمد بن القاسم الاسدي قلت
هو محمد بن القاسم الكوفي. قال في تقريب التهذيب صدوق من السابعة.
قال ومحمد بن مسروق الكوفي ومحمد بن يزيد الواسطي قلت هو ابو سعيد و
ابو يزيد وابو اسحق اصله شامي. قال العسقلاني ثقة ثبت عابد من كبار
التاسعة مات سنة تسعين او قبلها او بعدها ومائة. قال السيوطي ومروان
بن سالم قلت لعله مروان بن سالم الغفاري ابو عبد الله بن الحضرمي من كبار
التاسعة ومن شيوخ ابي داود. وقال السيوطي ومصعب بن مقدام والمعافي
بن عمران الموصلي ومكي بن ابراهيم قلت هو ابو السكن التميمي البلخي قال
الحافظ ابن حجر ثقة ثبت من التاسعة مات سنة عشر ومائتين وله تسعون
سنة. قال السيوطي وابو سهل نصر بن عبد الكريم بن البلخي المعروف بالصقل
ونضر بن عبد الملك العسكري والنضر بن عبد الله الازدي. قلت هو ابو غالب
الكوفي نزيل اصبهان من الطبقة التاسعة. قال السيوطي والنظر بن محمد
المروزي قلت هو ابو محمد وابو عبد الله مولى بني عامر. قال العسقلاني صدوق
ربما وهم من الطبقة الثامنة ومن شيوخ النسائي. قال السيوطي والنعمان
بن عبد السلام قلت هو ابو المنذر الاصبهاني التميمي، قال الحافظ ابن حجر
ثقة عابد فقيه من التاسعة وعدّ من شيوخ ابي داود والنسائي. قال
السيوطي ونوح بن دراج القاضي قلت هو نوح بن دراج النخعي مولاهم ابو
محمد الكوفي من الطبقة الثامنة ومن شيوخ ابن ماجة. قال السيوطي ونوح
بن ابي مريم قلت هو ابو عصمة المروزي القرشي ويعرف بالجامع لجمعه
العلوم لكن ضعفه اهل الحديث من الطبقة السابعة مات سنة ثلاث وسبعين
ومائة. قال السيوطي هريم بن سفين وحوزة بن خليفة. قلت هو ابو الاشهب
الثقفي البكري البصري الاصم نزيل بغداد. قال الحافظ بن حجر صدوق من

التاسعة و عد من شيوخ ابن ماجة مات سنة ست عشرة ومائتين قال
السيوطي والهياج قلت هو الهياج بن بسطام التميمي البرجمي بضم الموحدة و
الجيم بينهما راء ساكنة ابو خالد السهروي من الطبقة السابعة مات سنة سبع
وسبعين ومائة. قال السيوطي ووكيع بن جراح قلت قال الامام ابن الاثير في جامع
الاصول وابو سفيان وكيع بن جراح ابن مليح ابن عدي الرواسي الكوفي من قيس
غيلان وقيل اصله قرية من قرى النيشابور سمع اسماعيل بن ابي خالد وهشام
بن عروة وسليمان الاعمش وابن جريج والاوزاعي . وشعبة روى عنه ابن المبارك
وقتيبة بن سعيد واحمد بن حنبل و يحيى بن معين وعلي بن المديني وخلق
كثير سواهم قدم بغداد وحدث بها وهو من امشائخ الحديث الثقات المعول
بحديثهم المرجوع الى قولهم كبير القدر قال يحيى بن معين ما رأيت افضل
من وكيع وكان يفتي بقول ابي حنيفة وكان قد سمع منه شيئا كثيرا . ولد سنة
تسع وقيل ثمان وعشرين ومائة ومات سنة سبع وتسعين ومائة يوم عاشوراء
وعده العسقلاني من مشائخ الستة وقال ثقة حافظ عابد من كبار التاسعة .
وفي الكرماني شرح البخاري قال احمد بن حنبل ما رأيت اوعى للعلم ولا احفظ
من وكيع . وقال يحيى بن اكثم كان يصوم الدهر ويختم القرآن كل ليلة ويفتي
بقول ابي حنيفة . انتهى . قال السيوطي ويحيى بن ابي ايوب المصري ويحيى بن نظر
بن صاحب ويحيى بن يمان ويزيد بن زريع . قلت هو ابو معاذة البصري . قال في
تقريب التهذيب ثقة ثبت من الثامنة مات سنة اثنين وثمانين ومائة و
عد من مشائخ الستة . قال ويزيد بن هارون قلت هو ابو خالد الواسطي السلمي
مولاهم . قال الحافظ ابن حجر ثقة متقن عابد من التاسعة مات سنة ست
ومائتين وقد قارب التسعين وفي جامع الاصول روى عنه احمد بن حنبل و
علي بن المديني وابو بكر بن ابي شيبة واحمد بن منيع والحسن بن عرفة وغيرهم
قدم بغداد وحدث بها ولد سنة ثماني عشر ومائة . قال ابن المديني لم ار
احدا احفظ من ابن الهارون، كان عالما بالحديث حافظا ثقة عابدا عالما زاهدا
قال الزعفراني ما رأيت احدا قط خيرا من يزيد بن هرون . قال السيوطي ويونس

بن بكير الشيباني قلت هو ابو بكر الجمال الكوفي من التاسعة مات سنة تسع
وتسعين ومائة وهو من شيوخ البخاري ومسلم والترمذي وابن ماجة . قال
السيوطي وابو اسحاق الفرازي قلت هو ابراهيم بن محمد بن الحارث الامام قال
الحافظ ابن حجر ثقة حافظ له تصانيف من الثامنة مات سنة خمس وثمانين
ومائة وقيل بعدها . قال السيوطي وابو حمزة اليشكري . قلت هو محمد بن
ميمون المروزي . قال ابن حجر ثقة فاضل من السابعة مات سنة سبع او ثمان
وستين ومائة وعد من شيوخ ابن ماجة . قال السيوطي وابو صغير الصغاني
وابو شهاب الخياط الكبير واسمه موسى بن منافع الاسدي ويقال الهذلي .
قال في تقريب التهذيب صدوق من السادسة وعد من شيوخ البخاري ومسلم
والنسائي قال السيوطي وابو مقاتل السمرقندي قلت قال الحافظ ابن حجر
مقبول من الثامنة وعد من شيوخ الترمذي قال السيوطي القاضي ابو يوسف
قلت هو الامام فقيه الفقهاء وقدوة العلماء يعقوب بن ابراهيم ابو يوسف
القاضي تقدم ذكره اولا . انتهى كلام السيوطي ولا يخفى ان ما ذكره السيوطي
شرذمة من اصحابه وها انا اذكر جمعا من معتمدي اصحابه . قال العلامة
ابن حجر في رسالته المسمات بخيرات الحسان ان من اصحاب ابي حنيفة عبد
الرزاق . قلت ذكر في جامع الاصول هو ابو بكر عبد الرزاق بن نافع بن حميدي
مولاهم صنعاني من اليمن وهو احد المشهورين المكثرين بالرواية صاحب
تاليفات كثيرة وكانت الرحلة اليه من اقطار الارض سمع معمرا والثوري و
غيرهما، روى عنه احمد بن حنبل ويحيى بن معين واحمد بن منصور وغيرهم
ولد سنة ست وعشرين ومائة ومات سنة احدى عشرة ومائتين . قال
الحافظ ابن حجر هو من الطبقة التاسعة مات وله خمس وثمانون سنة . ومنهم
يحيى بن زكريا بن ابي زائدة على ما في مسند الامام ابي حنيفة عده العسقلاني
من شيوخ الستة وقال متقن من كبار التاسعة مات سنة ثلاث او اربع وثمانين
ومائة . قال الامام الشافعي في اثنين وثمانين ومائة على الاصح . توفي عالم
اهل الكوفة يحيى بن زكريا بن ابي زائدة الحافظ عاش ثلاثا وستين سنة .

قال ابن المدينيّ انتهى العلم اليه في زمانه وكان بعد الثوريّ اثبت منه و
ذكره الجزريّ في طبقات القرّاء من رواة حمزة ومنهم ابو يحيى الحمانيّ وهو عبد
الحميد بن عبد الرحمن ابو يحيى الكوفيّ ثقة شهير من الطبقة التاسعة ومات
سنة اثنين ومائتين وعدّه العسقلانيّ من شيوخ البخاريّ ومسلم وابي داؤد
والترمذيّ وابن ماجة . ومنهم ابو داؤد الطيالسيّ على ما رواه الامام ابو معشر
باسناده عن ابي داؤد الطيالسيّ عن ابي حنيفة قال ولدت سنة ثمانين فقدم
عبد الله بن انيس الكوفيّ سنة اربع وتسعين سمعته وانا ابن عشرة سنة قال،
قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم حبّك الشيئ يعمي ويصمّ وابو داؤد هذا
هو سليمان بن داؤد بن جارود الطيالسيّ البصريّ . قال الحافظ ابن حجر ثقة حافظ
من التاسعة مات سنة اربع ومائتين وهو من شيوخ البخاريّ ومسلم وغيرهما.
ومن جملة رواته ايضا امام الجرح والتعديل الحافظ الناقد عظيم القدر
كبير المنزلة امام الائمّة الاعلام يحيى بن معين على ما روى ابو معشر باسناده
عن يحيى بن معين عن ابي حنيفة انّه سمع عائشة بنت عجرة قالت قال رسول
الله صلّى الله عليه وسلّم اكثر جند الله في الارض الجراد لا اكله ولا احرّمه
قال الحافظ ابن حجر يحيى بن معين الغطفانيّ مولاهم ابو زكريا البغداديّ ثقة
حافظ امام الجرح والتعديل من العاشر قلت مات بالمدينة وغسل على الاعواد التي
غسل عليها رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال كتبت بيدي هذه ستمائة
الف حديث . قال الامام الشافعيّ روى عنه كبار الائمّة منهم المسلم و
البخاريّ وابو داؤد . ومن تابعي الامام ابي حنيفة ومقتفي اثاره الامام يحيى
بن سعيد القطّان ويدلّ على ما رواه الخطيب عن يحيى بن معين قال سمعت
يحيى بن سعيد القطّان يقول ما سمعنا احسن من رأي ابي حنيفة وقد اخذنا
اكثر اقواله . قال يحيى بن معين وكان يحيى بن سعيد يذهب في الفتوى الى
قول الكوفيّين ويختار قول ابي حنيفة من اقوالهم ويتّبع رأيه من بين اصحابه
قال الامام ابن الاثير في جامع الاصول روى عن يحيى بن سعيد القطّان عبد
الرحمن بن مهديّ وعفّان بن مسلم وعليّ بن المدينيّ ومسدّد واحمد بن

حنبل ويحيى بن معين ومحمّد بن المثنّى وغيرهم قدم بغداد وحدّث بها
وهو امام كبير ثقة حافظ عالم عارف بالحديث مشهور مكثر ولد سنة عشرين
ومائة ومات في صفر سنة ثمان وتسعين ومائة . قال احمد بن حنبل لم
ير عيني مثل يحيى بن سعيد . وقال ابراهيم بن محمّد التميميّ ما رأيت عالما
بالرجال من يحيى بن سعيد القطّان . قال العلّامة ابن حجر سئل ابن معين
هل روى صفوان عنه قال نعم وحكى عن ابي يوسف سفيان الثوريّ اشدّ
متابعة منّي لابي حنيفة . قلت ظهر من هذا انّ سفيان الثوريّ من اصحاب
ابي حنيفة وممن اخذ العلم منه . قال ابن حجر العلّامة قال الثوريّ لمّا
قيل جئت من عند ابي حنيفة، لقد جئت من عند افقه اهل الارض . وقال
ايضا انّ الذي يخالفه يحتاج الى ان يكون اعلى منه قدرا واوفر علما وبعيد
ما يوجد ذالك ولمّا حجّا كان يقدّمه ويمشي خلفه ولا يجيب اذا سئل حتّى يكون
ابو حنيفة هو المجيب انتهى . فما حكاه بعض المؤرّخين لا يعبأ به، لعلّ من وضع
الحاسدين له . قال في جامع الاصول في ذكر سفيان هو ابو عبد الله سفيان بن
سعيد بن مسروق الثوريّ الكوفيّ، امام المسلمين وحجّة الله على خلقه اجمعين
في رتبة من العلم والاجتهاد والحديث والزهد والورع والفقه واليه
المنتهى في علم الحديث وغيره من العلوم وهو احد الائمّة المجتهدين و
احد اقطاب الاسلام وارکان الدين ولد في ايّام سليمان بن عبد الملك سنة
سبع وتسعين ومات بالبصرة سنة احدى وستّين ومائة في خلافة المهديّ
روى عنه معمر والاوزاعيّ وابن جريج وشعبة وابن عيينة وفضيل بن عياض
ويحيى القطّان ووكيع وابن المبارك وغيرهم وسمع ابا اسحق وعمرو بن مرّة
ومنصورا وغيرهم . وقد مرّ غير مرّة انّ الامام مالك بن انس من تلامذة
الامام ابي حنيفة رضي الله عنه . قال الامام ابن الاثير وهو ابو عبد الله مالك
بن انس بن مالك بن ابي عامر من بني حمير بن سبإ الاكبر ثمّ من بني يشجب
بن قحطان وفي نسبه خلاف غير هذا ولد سنة خمس وتسعين ومات بالمدينة
سنة تسع وسبعين ومائة وله اربع وثمانون سنة . قال الواقديّ مات

وله تسعون سنة وله ولد اسمه يحيى ولا يعلم له غيره وهو امام الحجاز
بل الناس في الفقه والحديث وكفاه فخراً ان الشافعي من اصحابه - اخذ العلم
عن محمد بن شهاب ويحيى بن سعيد الانصاري ونافع مولى ابن عمر ومحمد بن
المنكدر وهشام بن عروة بن الزبير وزيد بن اسلم وسعيد المقبري وخلق
كثير سواهم واخذ العلم عنه خلق كثير لا يحصون كثرة وهم ائمة
البلاد منهم الشافعي ومحمد بن ابراهيم بن دينار وابو هشام بن المغيرة و
عبد العزيز بن ابي حازم وعثمان بن عيسى وهؤلاء نظراءه اصحابه ومعين بن
عيسى ويحيى بن يحيى وعبد الله بن مسلمة القعنبي وعبد الله بن وهب واصبغ
وغير هؤلاء ممن لا يحصى عدده - وهؤلاء مشائخ البخاري ومسلم وابي
داود والترمذي واحمد بن حنبل ويحيى بن معين وغيرهم من ائمة الحديث
قال مالك قل من كتبت عنه العلم ما مات حتى يجيئني ويستفتيني - وكان
مالك بالغاً في تعظيم العلم والدين حتى كان اذا اراد ان يحدث توضأ و
جلس على صدر فراشه وسرح لحيته واستعمل الطيب وتمكن من الجلوس
على وقار وهيبة ثم حدث فقيل له في ذالك فقال احب ان اعظم حديث
رسول الله صلى الله عليه وسلم - وقال يحيى بن قطان ما في القوم اصح حديثاً
من مالك - وقال الشافعي اذا ذكر العلماء فمالك النجم - وقال الشافعي رأيت
على باب مالك كراعاً من افراس خراسان وبغال مصر ما رأيت احسن منه فقلت
له ما احسنه - فقال هو هدية مني اليك يا ابا عبد الله فقلت دع لنفسك
منها دابة تركبها - فقال - انا استحيي من الله تعالى ان اطأ تربة فيها رسول
الله صلى الله عليه وسلم بحافر دابة - وكم مثل هذه المناقب لهذا الطود
الاشم والبحر الذاخر - قال الحافظ ابن حجر عن الامام البخاري اصح الاسانيد
مالك عن نافع عن ابن عمر من السابعة مات سنة تسع وسبعين وكان مولده
سنة ثلاث وتسعين - وذكره العلامة الجزري في طبقات القراء قال روى
عن نافع وروى عنه الاوزاعي ويحيى بن سعيد والحلواني - ومن جملة اصحاب
الامام الشيخ الزاهد الفقيه ابن ايوب العامري ابو سعيد البلخي الحنفي قال

الذهبي خلف بن ايوب ابو سعيد البلخي احد فقهاء الاسلام ببلخ - روى عن
عوف ومعمر وجماعة عنه احمد وابو كريب وخلف - قال ابن حبان في الثقات -
وقال ابن معين ضعيف - قلت وكان ذا علم وعمل وتأله - مات سنة خمس و
مائتين على الصحيح وروى عنه جماعة - انتهى - وقال بعضهم انه رأى ابا
حنيفة وتلمذ على ابي يوسف وقال هو امام فقيه فائق في البلاد في الديانة
والصلاح والتقوى وصحب الثوري ايضاً وعده في تقريب التهذيب من شيوخ الترمذي
وقال من التاسعة مات سنة خمس عشرة بعد المائتين وفي كنز الخفي ان خلف
بن ايوب كان من كبراء العلماء العاملين بالعلم بلغ من الزهد - والورع مبلغاً
تقصر عنه اقرانه وامثاله - وكان لا يخاف في الله لومة لائم - قيل قام ابراهيم
بن يوسف يوماً من المجلس ودخل مسكنه فانتصبت امرأة بين يديه فقال
لها تكلمي بحاجتك - فقالت الستم تروون ان النظر في وجه العالم عبادة -
فبكى ابراهيم حتى صفت العبرة - فقال غلطت اولئك الذين اصبحوا في اطباق
الثرى منذ كذا - وان اردت فهذا ان قبر خلف بن ايوب وشقيق بن ابراهيم -
ثم ذكر من كرامات خلف ما يطول ذكره - ومن جملة رواة الامام الاعظم
حماد بن زيد على ما مر - قال العسقلاني حماد بن زيد بن درهم الازدي الجهضمي
ابو اسماعيل البصري ثقة متثبت فقيه - قيل انه كان ضريراً ولعله طرء عليه
لانه صح انه كان يكتب من كبار التاسعة - مات سنة تسع وسبعين ومائة و
له احد وثمانون سنة وعد من مشائخ الستة - وفي جامع الاصول حماد بن
زيد احد الاعلام الاثبات روى عنه ابن المبارك ويحيى بن سعيد بن مهدي
مات سنة تسع وسبعين ومائة ومن رواته اسماعيل بن عياش على ما رواه
ابو معشر باسناده، وهو من شيوخ ابي داود والنسائي والترمذي وابن ماجة
وحكى الامام عبد العظيم المنذري عن ابن معين انه ثقة - قال الحافظ ابن
حجر من الثامنة، مات سنة احد او اثنين وثمانين بعد مائة وله تسع
وتسعون سنة - ومن اصحاب الامام الكبير والولي الشهير ذي المناقب العلية
والمقامات الجلية ابراهيم بن ادهم رضي الله عنه - حكى انه كان يحضر مجلس

أبي حنيفة والناس ينظرون إليه بنظر الحقارة فكان أبو حنيفة يعظمه ويقول يا سيدنا إبراهيم. وعده الشيخ أبو عبد الرحمن السلمي في الطبقة الأولى من مشائخ الصوفية وفضائله ومناقبه أكثر من أن تحصى. مات في سنة اثنين وستين بعد المائة بالشام. ومنهم الشيخ الجليل والإمام النبيل أبو علي فضيل بن عياض الخراساني وله مقامات وكرامات سنية مشروحة في الكتب. وبدأ الشيخ أبو عبد الرحمن من الطبقة الأولى من أكابر الصوفية بذكره. قال إبراهيم بن شماس سمعت الفضيل يقول ولدت بأبي ورد. وقال عبد الله بن محمد إنه بخاري الأصل مات في المحرم سنة سبع وثمانين ومائة وقيل قبلها. ومنهم قطب الأولياء وقدوة الأتقياء المحبوب الصمداني أبو يزيد البسطامي على ما ذكر في تاريخ مشاهدة الأصفياء لإخوان العلم والصفاء حكاية عن بعضهم، مات أبو يزيد سنة إحدى وستين ومائتين. وسمعت حسين بن يحيى أنه مات سنة أربع وثلاثين ومائتين. والله أعلم. ومنهم شقيق البلخي ومنهم شقيق بن إبراهيم أبو علي الأزدي من أهل بلخ حسن الجري على سبيل التوكل وحسن الكلام فيه وهو من مشاهير خراسان وأظنه أول من تكلم بعلوم الأحوال بكور خراسان. كان أستاذ حاتم الأصم، صحب إبراهيم بن أدهم وأخذ عنه الطريقة. انتهى. قلت هو تلميذ زفر وقد صحب أبا حنيفة رضي الله عنه أيضا. ومنهم تلميذ الإمام الأعظم بالواسطة الإمام الهمام حجة الله على الأنام محمد بن علي أبو عبد الله الحكيم الترمذي صاحب نوادر الأصول والمقامات العلية والكرامات الجلية مات سنة خمس وخمسين ومائتين قال الشيخ السلمي لقي أبا تراب النخشبي وصحب يحيى بن جلاء وأحمد حضرويه وهو من كبار مشائخ خراسان وصاحب التصانيف المشهورة وكتب الحديث الكثير. قلت هو يروي عن أبيه عن محمد بن الحسن. ومنهم بالواسطة فيما أظن أبو حمزة البغدادي. قال الشيخ السلمي صحب السري السقطي وكان من رفقاء أبي تراب النخشبي في أسفاره وهو من أولاد عيسى بن أبان وصحب أيضا بشرا. توفي سنة تسع وثمانين بعد

المائتين انتهى. قلت عيسى بن أبان من أعيان فقهاء أبي حنيفة، قال مات قبل جنيد رضي الله عنهم

تتميم في ذكر جمع من أئمة مذهبه من الفقهاء والمحدثين والعلماء المعتمدين

فمنهم الإمام الفقيه المحدث القاري أبو يعلى معلى بن منصور القاضي البخاري نزيل بغداد وعده الحافظ ابن حجر من شيوخ البخاري ومسلم والترمذي وأبي داود والنسائي وابن ماجة قال ثقة سني فقيه طلب القضاء فامتنع، من العاشرة. مات سنة إحدى عشرة ومائتين وذكره العلامة الجزري في طبقات القراء وقال إن معلى بن منصور الفقيه الحنفي ثقة مشهور روى القراءة عن أبي بكر كان من أصحاب أبي يوسف وحدث عن مالك بن أنس والليث. روى القراءة عن محمد بن سعدان وسمع منه علي بن المديني وأبو بكر أبي شيبة. وقال العجلي ثقة نبيل صاحب السنة طلبوه على القضاء غير مرة. قلت كتب الحديث برواية معلى عن أبي يوسف مشحونة. ومنهما ابنه يحيى بن معلى بن منصور أبو عوانة الرازي نزيل بغداد وعده العسقلاني في شيوخ ابن ماجة وقال صدوق صاحب حديث من الحادي عشر. ومنهم بشر بن الوليد الكندي تلميذ الإمام أبي يوسف روى عنه البغوي أبو يعلى وحامد بن شعيب. قال الذهبي تفقه بأبي يوسف، كان واسع الفقه متعبدا، ورده في اليوم والليلة مائتا ركعة كان يلزمها بعد ما فلج وشاخ. قال صالح صدوق ولكنه لا يعقل. وعن الدار قطني ثقة مات سنة ثمان وثلاثين ابن ماجة من الطبقة الثامنة. مات سنة تسع وثمانين بعد المائة. قال ابن حجر هو من الفقهاء الحنفية. ومنهم الإمام محمد بن سماعة. قال الإمام ابن الأثير هو أبو هشام محمد بن يزيد بن محمد بن كثير بن رفاعة بن سماعة الرعافي الكوفي. ولي القضاء ببغداد وروى عن حفص بن غياث وعبد الله بن إدريس وأبي بكر بن عياش روى عنه البخاري ومسلم وغيرهما مات سنة ثمان وأربعين ومائتين. رفاعة بكسر الراء وتخفيف الفاء والعين المهملة وسماعة بفتح السين وتخفيف

السیم. هذا. ولكن ذكر الحافظ ابن حجر. محمد بن سماعة عبد الله بن هلال التميمي الكوفي القاضي الحنفي صدوق من العاشرة. مات سنة ثلاث وثلاثين بعد المائتين وقد جاوز المائة. قلت هو تلميذ الإمام الحسن بن زياد اللؤلؤي. ومنهم الحارث بن مرة ابو مرة الحنفي اليماني ثم البصري قال ابن حجر صدوق من التاسعة. قال ابن اثير روى عن اسمعيل بن هشام الحنفي. ومنهم الإمام العالم الصالح الفقيه محمد بن شجاع فقيه العراق تلميذ الإمام الحسن بن زياد. قال الإمام الشافعي مات سنة ست وستين ومائتين. وقال الحافظ ابن حجر من الحادي عشر مات وله خمس وثمانون سنة وعده العلامة الجزري في طبقات القراء وقال محمد بن شجاع ابو عبد الله البلخي البغدادي الفقيه الحنفي عالم صالح مشهود كان ينال من احمد و ينقص الشافعي ولما حضرته الوفات رجع عن ذالك كله وذكرمناقبهم ومات يوم عرفة وهو ساجد في اخر سجدة من صلوة العصر سنة اربع وستين ومائتين وقيل سنة ست وستين في عاشر ذي الحجة. ومنهم الإمام الطحاوي. قال الإمام ابن الاثير هو ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الازدي الطحاوي. اليه انتهت رياسة ابي حنيفة بالمصر. اخذ العلم عن جعفر بن عمران وابي حازم عبد الحميد بن عبد العزيز، كان شافعيا يتفقه على المزني فانتقل منه الى جعفر بن عمران وبلغ الغاية في العلم وصنف الكتب ولد سنة ثمان وثلاثين ومائتين ومات سنة احدى وعشرين وثلاث مائة. قال الإمام الشافعي صنف كتبا مفيدة. منها احكام القران واختلاف العلماء و معاني الاثار والشروط وله تاريخ كبير وغير ذالك ونسبته الى قرية بصعيد مصر. قال الجزري اخذ الطحاوي مذهب ابي حنيفة عن محمد بن سنان عن عيسى الشيرازي وهو عن محمد بن الحسن الشيباني. اخذ القراءة عن موسى بن عيسى وهو عن خلف وهو عن يحيى وهو عن حمزة فيما اظن الشيخ الطحاوي وغيره جعفر بن عمران. قال العسقلاني هو جعفر بن محمد بن عمران التغلبي الكوفي قد ينسب الى جده صدوق من الحادي عشر، عده من

شيوخ النسائي وابن ماجة ومنهم شيخ الطحاوي وغيره ابو حازم عبد الحميد بن عبد العزيز الحنفي. قال الإمام الشافعي قاضي القضاة له اخبار ومحاسن مات سنة خمس وتسعين ومائتين ومنهم الإمام ابو عصمة عصام بن يوسف البلخي شيخ الحنفية. قال ابو مطيع، لو كان العصام في زمن الفاروق لشاوره مات سنة خمس عشرة ومائتين عن اربعة وثمانين ومنهم امام ائمة الهدى، فقيه الفقهاء، عمدة المحدثين الشيخ الشهير ابو حفص الكبير البخاري وشيخ ماوراء النهر. تلميذ الإمام الرباني محمد بن حسن الشيباني، مات سنة سبع عشرة بعد المائتين من سبع وستين بخارا. وتخطئة الإمام البخاري في مسئلة رضاع الصبي من ثدي غير الادمي واخراج البخاري من اجل ذالك معروف في الكتب ومنهم القاضي بكار بن قتيبة شيخ الطحاوي وغيره. قال الإمام الشافعي كان من البكائين العالمين لكتاب الله تعالى، بقي مسجونا مدة سنين وكان يحدث في السجن مات سنة سبعين ومائتين. ومنهم عبد الله بن البارق الحنفي الكوفي شيخ ابي عبد الله الكوفي من شيوخ الترمذي من الثامنة كذا في تقريب التهذيب. ومنهم عمدة المحدثين القدوة الحافظ القاضي ابو العباس احمد بن محمد بن عيسى البرتي الفقيه الحافظ صاحب المسند. قال الإمام الشافعي كان بصيرا بالفقه عارفا بالحديث وعده ذاهد الكبير القدر من اعيان الحنفية مات سنة ثمانين ومائتين. ومنهم الشيخ العالم الحكم بن المعبد الخزاعي الفقيه الاصفهاني. قال الإمام اليافعي كان من كبار الحنفية وثقاتهم. مات سنة خمس وتسعين ومائتين والبرتي نسبة الى البرت وهو بيت كبير من خوارزم، انتقلوا الى بخارى وبرت اصله بره. كذا في الانساب ومنهم ابو الحسن علي بن موسى القمي صاحب احكام القران وامام الحنفية تلميذ محمد بن شجاع و شيخ احمد بن سعدون كذا في الانساب السمعاني مات سنة خمس وثلاث مائة. ومنهم القاضي اسماعيل بن حماد بن ابي حنيفة رضي الله عنه. قال الإمام اليافعي كان موصوفا بالزهد والعبادة والعدل في الاحكام ولي

القضاء ببغداد ثم ببصرة مات سنة اثنی عشر ومائتین قال العسقلانی من الطبقة التاسعة، مات فی خلافة المأمون. قال الذهبی حدث عن عمرو بن ذر ومالك بن مغول وابن ابی زنیب وطائفة وعنه سهل بن عثمان وعبد الله من الرازی وجماعة وهو من کبار الفقهاء. وقال محمد بن عبد الله الانصاری ما ولی قضاء الرصافة من لدن عمر الی الیوم اعلم من اسمعیل قیل ولا الحسن، قال ولا الحسن البصری. ومنهم الشیخ الفقیه عبد الکبیر بن عبد المجید البصری ابو بکر الحنفی. قال العسقلانی ثقة من الطبقة التاسعة وهو من شیوخ البخاری ومسلم وابی داود والترمذی والنسائی وابن ماجة مات سنة اربع ومائتین. ومنهم محمد بن خالد البصری الحنفی من شیوخ ابی داود والنسائی والترمذی وابن ماجة. ذکره الحافظ ابن حجر من العاشرة. ومنهم محمد بن مبشر ابو سعید الصاغانی البلخی الحنفی. قال ابن حجر من التاسعة وهو من شیوخ الترمذی. ومنهم الشیخ ایوب بن النجار ابو اسمعیل الحنفی. قال الحافظ ابن حجر ثقة مدلس من الثامنة وهو من شیوخ ابی داود ومسلم والنسائی ومنهم یونس بن قاسم ابو عمر الیمانی الحنفی. قال فی تقریب التهذیب ثقة من الثامنة وهو من شیوخ البخاری. ومنهم الفقیه ابو حیة محمد بن مقاتل الرازی من اعیان الحنفیة، عده العسقلانی من الطبقة الحادی عشرة من المحدثین. ومنهم الامام احمد بن الحسین شیخ الحنفیة ببغداد. وقال الامام الیافعی ناظره داود الظاهری مرة فقطع. مات سنة سبع عشرة وثلاث مائة. ومنهم الفقیه الصالح محمد بن عبد الله بن دینار النیشاپوری فی تاریخ الیافعی عن الحاکم قال قال کان یصوم النهار ویقوم اللیل ویصبر علی الفقر. ما رأیت فی مشایخنا اصحاب الرأی اعبد منه مات سنة ثمان وثلاثین وثلاث مائة. ومنهم عمدة اهل المعقول بشر المریسی تلمیذ الامام ابی یوسف مات سنة ثمان عشرة بعد المائتین. ومنهم العارف الکبیر الولی الشهیر یحیی بن معاذ الرازی رأی النبی صلی الله علیه وسلم فقال این اطلبك یا رسول الله فقال عند علم ابی حنیفة.

قال السلمی خرج یحیی الی بلخ واقام بها مدة ثم خرج الی نیشاپور ومات بها سنة ثمان وخمسین ومائتین. قلت محاسنه اکثر من ان تحصی. من اراد الاطلاع علیها فلیرجع الی المطولات. ومنهم قدوة اهل اللغة الجاحظ المصری فی الاصول الحنفی وفی الفروع. فضائله مذکورة فی التواریخ ما یتحیر فیه الناظر من براعته فی الفنون الادبیة وبلوغه الدرجة القصوی فی العلوم العربیة. مات سنة خمس وخمسین بعد المائتین. ومنهم الفقیه ابو بکر یحیی بن نصر البلخی القومشی. مات سنة ثمان وستین ومائتین. ومنهم العلامة شیخ الحنفیة بما وراء النهر ابو محمد عبد الله بن محمد البخاری. قال الامام الیافعی کان محدثا واستاذا فی الفقه. صنف التصانیف، مات سنة اربعین وثلاث مائة. ومنهم الامام علی الاطلاق شیخ الحنفیة بالعراق ابو الحسن عبد الله بن الحسین الکرخی قال الامام الیافعی خرج له اصحاب ائمته وکان اماما قانعا متعففا عاملا صواما قواما کبیر القدر. مات سنة اربعین وثلاث مائة عن ثمانین سنة. ومنهم قاضی الحرمین شیخ الحنفیة فی وقته ابو الحسن احمد بن محمد النیشاپوری. قال الامام الیافعی تفقه علی الامام ابی الحسن الکرخی وبرع فی الفقه. مات سنة احد وخمسین وثلاث مائة. ومنهم الامام الفقیه والمحدث الورع قامع البدع ابو بکر محمد فضل البخاری الحنفی مات سنة خمس وعشرین وثلاث مائة. ومنهما الامام العابد والفقیه الزاهد ابو بکر طرخان البخاری مات سنة ثلاث وثلاثین وثلاث مائة. ومنهم الامام علم الهدی قدوة اهل المعقول والمنقول ابو منصور الماتریدی المتکلم الفقیه الحنفی المفسر المعروف. واهل ما وراء النهر وغیرهم من الحنفیة یطلقون اهل السنة علی اتباعه ویحکون مذهبه فی الکلام. قالوا کان ابو منصور شدید الاتباع بالامام ابی حنیفة. مات بسمرقند سنة خمس وثلاثین وثلاث مائة. قال الامام صدر الاسلام فی عقائده. کان ابو منصور الماتریدی السمرقندی من رؤساء اهل السنة صاحب کرامات حکی الشیخ الامام والدی عن جده الشیخ الامام الزاهد عبد الکریم ابن موسی کراماته.

قال حدثنا اخذ معاني كتب اصحابنا كتاب التوحيد وكتاب التاويلات من الشيخ ابي منصور. انتهى. وهذان الكتابان من تواليف الشيخ ابي منصور. ومنهم الفقيه الزاهد محمد البصري السيداني الحنفي مات ببخارا سنة خمس وثلاثين وثلاث مائة. ومنهم العلامة الفقيه الزاهد محمد بن يعقوب الحنفي البخاري مات سنة اربعين وثلاث مائة. ومنهم العلامة الفقيه الوجيه ابو عمرو البصري شارح الجامعين للامام محمد بن حسن رحمة الله عليه مات سنة اربعين وثلاث مائة. ومنهم علي بن محمد. قال العلامة الجزري في طبقات القراء علي بن محمد بن كاش النخعي البغدادي الحنفي قاضي دمشق اول من ولي من الحنفية مطلقا. روى القراءة عن محمد بن علي بن عفان ومحمد بن الحسن بن عطية وسهل بن سعد ومحمد بن خلف روى القراءة عنه عبد الواحد بن عمر والحافظ ابو الحسن علي بن عمر. ومنهم الشيخ الثقة الفقيه المحدث المقري عيسى بن سليمان ابو موسى الحجازي المعروف بالشيرازي. قال الجزري عيسى بن سليمان الحنفي مقري عالم نحوي معروف. قال سبط الخياط كان حجازيا ثم انتقل الى الشيراز واقام بها الى ان مات اخذ القراءة عنه عرضا وسماعا عن الكسائي وله عنه انفرادات واخذ الفقه عن محمد بن الحسن صاحب ابي حنيفة رضي الله عنه وروى الحروف عن اسمعيل عن نافع وابي جعفر وشيبة روى القراءة عنه محمد بن سنان الشيرازي وموسى بن شعيب ومحمد بن عامر القرشي والحارث بن سعيد الجزري كان من قدماء اصحاب الكسائي وكان نحويا عالما بوجوه القراءة وكان محدثا. دخل العراق قديما وكتب عنهم ثم رحل الى الشام فكتبوا عنه علما كثيرا. ومنهم ابن سنان بن سراج ابو جعفر التنوخي الشيرازي الضرير قاضي شيراز. قال العلامة الجزري مقري ضابط اخذ القراءة عن عيسى الشيرازي صاحب الكسائي واحمد الانطاكي وغيرهما. روى القراءة عن ابن شنبوذ وابراهيم بن عبد الرزاق ومحمد بن عبد الله الرازي وعبد الصمد بن سعيد الحنفي ومحمد بن احمد بن محمد الهروي وروى عنه الطحاوي والطبراني وعنه

اخذ الطحاوي مذهب ابي حنيفة رضي الله عنه وهو عن عيسى الشيرازي وهو عن محمد بن الحسن مات سنة ثلاث وسبعين ومائتين. ومنهم محمد بن احمد بن صاعد ابو سعيد النيشابوري القاضي الحنفي. قال العلامة الجزري روى الحروف عن احمد بن ابراهيم عن ابن مهران وروى عنه الحافظ ابو علاء الهمداني. ومنهم الشيخ الفقيه محمد بن عامر ابو علي القرشي من اعيان الحنفية وثقاتهم. في طبقات القراءة مقري قرء على عيسى بن سليمان الشيرازي قرء عليه ابنه. ومنهم علي بن محمد بن عامر القرشي. قال الجزري قرء عليه اسمعيل بن حسن الخاشع العسقلاني. ومنهم الشيخ المقري محمد بن حفص الحنفي الكوفي. قال في طبقات القراء اخذ القراءة عن حمزة وهو عن احمد الذي خلفوه بالقيام بالكوفة القراءة. روى الحروف عن حفص عن عاصم روى القراءة عنه عرضا عنبسة الضرير الاحمدي وسمع الحروف من محمد بن علي بن خصالة الكوفي من كبار اصحاب حفص ابي عبد الله الحسن بن جامع ويحيي بن زكريا. ومنهم محمد بن عبد الله بن الحسين الجعفي الكوفي القاضي الحنفي الفقيه. قال في طبقات القراءة نحوي مقري ثقة يعرف بالهرواني بفتح الهاء والراء واخذ القراءة عن محمد بن الحسن بن يونس وغيره وعنه عرضا ابو علي البغدادي وابو علي غلام الهراس ومحمد بن علي بن حسن العلوي وابو الفضل الخزاعي. قال الخطيب كان ثقة حدث ببغداد وكان من عامره بالكوفة يقول لم يكن بالكوفة من زمن ابن مسعود الى وقته احد افقه منه. وقال العقيقي ما رءيت بالكوفة مثله. وقال ابو علي المالكي كان من اجلة اصحاب الحديث فقيها على مذهب العراقيين جليل القدر وقال ابو اخرص علي الواسطي كان الجعفي جليلا في زمانه يرحل اليه في طلب القرآن والحديث من كل بلد وهو الذي كان يأخذ باعادة سورة الاخلاص ثلاث مرات عند الختم انفرد بذالك في رواية الاعشى والظاهر ان ذالك اختيار منه. ومنهم الشيخ الجليل محمد بن هرون بن نافع بن ابي بكر الحنفي البغدادي المعروف بتمار المقري بالبصرة. قال في طبقات القراء ضابط مشهور اخذ

القراءة عن أويس قال الداني هو أجل أصحابه وأضبطهم وقال غيره قرأ على أويس أربعًا وعشرين ختمة وثلاثًا وعشرين منقطعات. وروى أيضًا عن ذر والأثرم وابن الفتح النحوي وغيرهم وروى القراءة عنه عرضًا وسماعًا أحمد بن محمد اليقطيني وأبو بكر النقاش وأبو بكر بن الأنباري وعبد الله بن النحاس وأبو الفرج الشنبوذي وغيرهم من الأكابر. ومنهم الحافظ الفقيه نصر بن قاسم بن نصر بن زياد أبو الليث الفرائضي الحنفي. هذا هو الصحيح في نسبته كما ذكره الخطيب. وقال إنه نيشابوري الأصل سمع أبا الليث القراريطي وأبا همام وأبا بكر بن أبي شيبة وغيرهم. وروى عنه أبو الحسن المقرئ وعمر بن محمد بن سنبك وأبو حفص بن شاهين وغيرهم وكان ثقة مأمونًا وكان فرائضيًا كبير المنزلة في العلم فقيهًا على مذهب أبي حنيفة وكان مقرئًا جليلًا على قراءة أبي عمرو وقرأ على ابن غالب وعلى شجاع ابن نصر وعلى أبي عمر وتوفي أبو الليث يوم الخميس لسبع بقين عن ربيع الآخر سنة أربع عشرة وثلاث مائة ومنهم الإمام الرباني الفقيه أبو جعفر الهندواني البلخي. قال الإمام اليافعي يقال له أبو حنيفة الأصغر توفي ببخارا وكان شيخ البلاد في زمانه. مات سنة اثنين وستين وثلاث مائة. قلت هو أستاذ الفقيه أبي الليث السمرقندي في الفقه والحديث ويروي عن علي بن محمد الوراق أبي القاسم أحمد بن صومة ومحمد بن عقيل البلخي الكندلي ومنهم الإمام أحمد بن علي شيخ الحنفية ببغداد صاحب الإمام أبي الحسن الكرخي. قال الإمام اليافعي انتهت إليه رياسة المذهب وكان مشهورًا بالزهد وله عدة مصنفات. مات سنة سبعين وثلاث مائة. ومنهم الشيخ العلامة أبو سعيد عبد الرحمن بن محمد بن ختكي الحنفي الحاكم بنيشابور مات سنة أربع وسبعين وثلاث مائة. ومنهم الفاضل الأديب الماهر في الفنون القاضي أبو القاسم علي بن محمد التنوخي الحنفي قال الإمام اليافعي كان من أذكياء العالم مشهورًا رعية الأشعار عارفًا بالكلام والنحو وله ديوان الشعر. ويقال إنه حفظ ست مائة بيت في يوم وليلة. مات سنة اثنين وأربعين وثلث مائة روى عن محمد

بن عمران المرزباني وغيرهم. ومنهم المحسن بن علي بن أبي القاسم التنوخي المقدم الذي يقول فيه أبو عبد الله ؎

إذا ذكر القضاة وأنت فيهم ... تحيرت الشباب على الشيوخ

وله كتاب فرج بعد الشدة، ونشوان المحاضرة وكتاب المستجاد وديوان الشعر أكبر من ديوان أبيه وسمع بالبصرة من أبي العباس الأثرم والصولي وطبقتهم نزل بغداد وحدث بها إلى حين وفاته وله ولد كان فاضلًا يصحب إلى العلاء المقري وأخذ عنه كثيرًا وكان يروي الشعر الكثير وهم أهل بيت كلهم أدباء ظرفاء فضلاء. هكذا في تاريخ اليافعي. وتوفي سنة أربع وثمانين وثلاث مائة. ومنهم أبو الليث نصر بن محمد بن إبراهيم السمرقندي نزيل بلخ تلميذ الإمام أبي جعفر الهندواني أحد الأئمة الأعلام، صاحب التصانيف المفيدة وروى عن أبي جعفر وهو عن أحمد بن عصمة وهو عن نصر بن يحيى وهو عن أبي مطيع تلميذ الإمام أبي حنيفة وعن أبيه محمد بن إبراهيم وهو عن أبي الحسن الفراء الفقيه السمرقندي وهو عن أبي بكر الجوزجاني تلميذ الإمام الرباني محمد بن الحسن الشيباني وعن منصور بن جعفر أبي نصر الدبوسي الإمام المعروف وهو عن أحمد بن عصمة وهو عن عيسى بن أحمد وهو عن علي بن عاصم تلميذ الإمام أبي حنيفة. وأيضًا يروي عن أبي القاسم عبد الرحمن بن محمد عن فارس بن مردويه عن محمد بن فضل عن علي بن عاصم المذكور وأيضًا يروي عن محمد بن فضل وخليل بن أحمد وغيرهم من العلماء. مات سنة خمسين أو سبعين وثلاث مائة وروى عنه أبو القاسم بن يونس السمرقندي وغيره من الأعيان. ومنهم الفقيه الحنفي أبو القاسم النصر آبادي مات سنة سبعين وثلاث مائة. ومنهم الإمام النبيل أبو بكر أحمد بن محمد إسماعيل صاحب الرواية والدراية الفقيه الحنفي شيخ الإمام الزندويستي صاحب روضة العلماء توفي سنة أربع وثمانين وثلاث مائة ببخارا. ومنهم الولي الكبير العارف الشهير أبو القاسم السمرقندي الفقيه العالم الحنفي. وفي فصل الخطاب و

وكان الشيخ أبو القاسم الحكيم شريك الشيخ علم الهدى رئيس أهل السنة والجماعة أبي منصور الماتريدي واصطحبا إلى أن فرق الموت بينهما وقد قالوا في وصف الشيخ أبي القاسم الحكيم لم يكن نظره من العرش إلى الثرى إلا إلى الله عز وجل، وكان معاملته مع الخلق طلباً لحظوظهم دون حظه. وفي الأنساب كان من عباد الله الصالحين وممن يضرب به المثل وقد دونت حكمته وانتشر ذكره في شرق الأرض وغربها. وقد توفي في المحرم يوم عاشوراء سنة اثنين وأربعين وثلاث مائة بسمرقند ودفن بمقبرة جاكرديزه وزرت قبره مرة وفي الثغرف ختما الباب بذكره. ومنهم الإمام قدوة أئمة الإسلام أبو الحسين أحمد بن محمد الفقيه الحنفي القدوري. قال الإمام اليافعي انتهت إليه رياسة الحنفية بالعراق كان حسن العبارة في النظر وسمع الحديث. روى عنه الخطيب أبو بكر القدوري نسبة إلى عمل القدور. مات سنة ثمان وعشرين وأربع مائة. ومنهم الإمام صاحب الولاية الفقيه المحدث أبو شعيب صالح بن محمد البخاري أستاذ شمس الأئمة الحلوائي توفي سنة أربع مائة. ومنهم الإمام أبو بكر الخوارزمي. قال الإمام ابن الأثير هو أبو بكر محمد بن موسى بن محمد الخوارزمي الفقيه الإمام على مذهب أبي حنيفة، سكن بغداد وسمع بها من أبي بكر الشافعي وغيره ودرس الفقه على أبي بكر أحمد بن علي الرازي وانتهت إليه الرياسة في مذهب أبي حنيفة. حدث عنه أبو بكر البرقاني كان عالماً حسن الاعتقاد جميل الطريقة. مات سنة ثلاث وأربع مائة. ومنهم الإمام فخر الدين. قال ابن الأثير هو القاضي الإمام فخر الدين محمد بن علي الأرسابندي المروزي الفقيه على مذهب أبي حنيفة له ذكر في من كان على رأس المائة الخامسة. ومنهم القاضي أبو الهيثم التميمي شيخ الحنفية بخراسان، مات سنة ست وأربع مائة. ومنهم الإمام أبو عبد الله الجعفي أحد الأعلام في مذهب أبي حنيفة مات سنة ثلاث وأربع مائة. ومنهم إمام الهدى أبو عبد الله الترمذي الحنفي مات سنة ست وأربعين

وأربع مائة. ومنهم على ما أظن الحافظ أبو سعيد السمان إسماعيل بن علي الرازي. قال الكتاني كان من الحفاظ الكبار عابداً زاهداً سمع من أربعة آلاف شيخ كباراً رأساً في القراءة والفقه والحديث، بصيراً بمذهبي أبي حنيفة والشافعي لكنه من رؤس المعتزلة مات سنة خمس وأربع مائة كذا في تاريخ اليافعي. ومنهم الفقيه الكبير أبو القاسم بن يونس تلميذ الفقيه أبي الليث السمرقندي صاحب كتاب البهجة، في مناقب أبي حنيفة مات سنة أربع عشر وأربع مائة. ومنهم الشيخ الإمام أبو زيد الدبوسي صاحب الأسرار والتقويم والأمد الأقصى وغيرها من التصانيف الجليلة شيخ الحنفية بما وراء النهر. قيل هو أول من أخرج الخلاف مات ببخارا عن ثلاث وستين سنة سنة ثلاثين وأربع مائة ودفن بقرب الإمام أبي بكر طرخان. ومنهم قاضي القضاة أبو عبد الله الدامغاني تفقه بخراسان ثم ببغداد على القدوري سمع من الصوري وجماعة. كان نظير أبي يوسف في الجاه. ودفن في القبة إلى جنب الإمام أبي حنيفة مات سنة ثمان وسبعين وأربع مائة. ومنهم أحمد بن صاعد أبو نصر الحنفي. وكان يقال له شيخ الإسلام. مات سنة اثنين وثمانين وأربع مائة. ومنهم الإمام أبو بكر الناصحي وهو عصره أفضل الحنفية وأعرفهم بالمذهب وأوجههم في المناظرة مع حظ وافر من الأدب والطب، مات سنة أربع أو ثمان وأربع مائة. ومنهم العالم الفاضل أبو الحسن علي بن محمد الطالقاني شيخ الحنفية ببلخ مات سنة اثنين وثلاثين وأربع مائة. ومنهم الفقيه المذكر الإمام المعبر أبو مالك نصر بن حمزة الحنفي صاحب كتاب اللطائف وغيره مات سنة اثنين أو ثلاث وأربع مائة. ومنهم الإمام إمام الأئمة شيخ الحنفية بما وراء النهر أبو محمد عبد العزيز الملقب بشمس الأئمة الحلوائي أستاذ فخر الإسلام السرخسي مات ببخارا سنة تسع وأربعين وأربع مائة. ومنهم العالم المقتدى قدوة الحنفية أبو سعيد عبد الرحمن الزوزني مات سنة تسع وأربعين وأربع مائة. ومنهم الإمام القوي أبو غالب الواسطي المعروف بابن الخالة الحنفي مات سنة اثنين وستين وأربع مائة. ومنهم الإمام أبو منصور محمد السمعاني الحنفي صاحب المصنفات. مات سنة

تسع و اربعين و اربع مائة. و منهم ابو القاسم عبد الواحد بن برهان بفتح الباء النحوي صاحب التصانيف قال الخطيب كان متضلعاً بعلوم كثيرة منها النحو و اللغة و النسب و له انس شديد بعلم الحديث. كان فقيهاً حنفياً. اخذ الكلام من ابي الحسن البصري. و منهم العارف الكبير الولي الشهير علي بن عثمان الغزنوي الهجويري، صاحب كتاب كشف المحجوب و غيره، قال رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم في المنام يحمل شخصاً في حجره كما يحمل الطفل. فقلت من هو يا رسول الله؟ فقال: ابو حنيفة امامك و امام اهل ديارك، مات سنة اربع و ستين و اربع مائة بلاهور و قبره هناك مشهور يزار و يتبرك به. و منهم الشيخ المتقي عبد الكريم الازرقي الفقيه الحنفي تلميذ الحلوائي مات سنة احدى و ثمانين و اربع مائة. و منهم امام الائمة الاعلام الورع الكامل فخر الاسلام ابو الحسن علي البزدوي صاحب الاصول المعروف و المحصول و اللباب تلميذ الحلوائي و هو اخ الامام صدر الاسلام. و كان فخر الاسلام يكنى بابي العسر لعسر كلامه و اخوه صدر الاسلام بابي اليسر لسهولة كلامه. توفي بسمرقند يوم الخميس خامس رجب سنة اثنين و ثمانين و اربع مائة و دفن بجاكرديزه من ضياع بخارا. و منهم الفقيه الجليل الامام ابو بكر خواهرزاده ابن محمد البخاري مات سنة ثلاث و ثمانين و اربع مائة. و منهم الامام ابو الحسن يحيى بن علي البخاري الزندوستي. صاحب كتاب روضة العلماء. روى عن الامام ابي بكر محمد بن فضل البخاري و الامام ابي بكر اسماعيل و غيرهما و كان في حدود ست و خمس مائة. و منهم العلامة محمد بن يوسف. قال العلامة الجزري محمد بن يوسف بن علي ابو الفضل الغزنوي الحنفي مقرئ ناقد مفسر فقيه. ولد سنة اثنين و عشرين و خمس مائة و سمع في صغره من ابي بكر قاضي مارستان و عن ابي منصور خيرون قرء الروايات على ابي محمد سبط الخياط و ابي الكرم الشهرزوري قرء عليه العلامتان ابو الحسن السخاوي و ابو عمرو بن حاجب، روى عنه الكمال الضرير و الحافظان ابن خليل و الضيا و الرشيد العطار، مات بالقاهرة نصف ربيع الاول سنة تسع و تسعين و خمس مائة. و منهم الامام الكبير الشان نصر الله. قال

الجزري نصر الله بن علي بن منصور ابو الفتح بن كيال الواسطي الحنفي استاذ عارف فقيه امام قرء على ابن شراق بواسطة و على ابي عبد الله البارع ببغداد و روى القراءة عن ابراهيم بن محمد الضبي و تفقه على القاضي ابي علي العارفي ثم على الحسن بن سلامة المنبجي و قرء الخلاف و ناظر و افتى و سمع من ابي القاسم الحصين. ولي قضاء البصرة ثم قضاء واسط. قال ابو عبد الله الحافظ كان ثقة سمعت منه الكثير. مات بواسط في جمادي الاخرى سنة ست و ثمانين و خمس مائة و هو في سبع و تسعين و له كتاب مفيد في الشعر. و منهم الحافظ عمر بن محمد النسفي الملقب بمفتي الثقلين شيخ الحنفية و امام الملة الحنفي قال الامام اليافعي يقال له مائة مصنف. مات سنة سبع و ثلاثين و خمس مائة عن اربع و ثمانين سنة، و منهم الامام الرباني و القطب الصمداني ابو يعقوب يوسف بن ايوب الهمداني الحنفي الجامع بين الطريقة و الحقيقة، صاحب المقامات الفاخرة العلية المعروفة المشهورة، مات سنة خمس و ثلاثين و خمس مائة عن خمس و تسعين سنة. و منهم الامام السعيد الصدر الشهير صاحب التصانيف العالية الشهيرة الجليلة، مات سنة ست و ثلاثين و خمس مائة. و منهم العلامة جار الله الزمخشري. قال الامام ابن الاثير هو ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشري الخوارزمي الحنفي مذهباً، صاحب التصانيف العجيبة و التاليفات الغريبة، مثل الفائق في غريب الحديث و الكشاف في تفسير القرآن و المفصل في النحو و له اليد الباسطة و اللسان الفصيح في علوم الادب و اليه انتهت هذه الفضائل مات سنة ثمان و ثلاثين و خمس مائة. قال الامام اليافعي عاش احداً و سبعين سنة متفنناً في التفسير و الحديث و النحو و اللغة و البيان امام عصره في فنونه و له التصانيف البديعة الكثيرة الممدوحة الشهيرة. عد بعضهم منها نحو ثلاثين مصنفاً في التفسير و الحديث و الادوات و علم الفرائض و النحو و الفقه و اللغة و الامثال و الاصول و العروض و الشعر. و كان شروعه في تاليف المفصل في غرة شهر رمضان سنة ثلاث عشرة و خمس مائة و فرغ منه في غرة محرم سنة خمس عشرة و خمس مائة. و كان قد جاور مكة زماناً فصار يقال له

جار الله لذالك حتى صار هذا اللقب علماً عليه. وكانت إحدى رجليه ساقطة وكان يمشي في خشب وكان سبب سقوطها أنه أصابه في بعض أسفاره برد شديد وثلج كثير. انتهى. قلت قدماء المعتزلة انتحلوا مذهب أبي حنيفة وتفقهوا على ذالك كما في شرح المواقف. ومنهم الإمام قدوة الأنام الشيخ برهان الدين علي بن أبي بكر الحنفي الصديقي المرغيناني صاحب الكرامات والمقامات مصنف الهداية في الفقه التي لم تكتحل عين الزمان بمثلها. اشتغل أئمة الفقهاء والمحدثين بشرحها وحلها ونعلم لطائف أسرارها تحت الإشارة محجوبة ودقائقها مستورة. مات بسمرقند سنة ثلاث وتسعين وخمس مائة عن مائة سنة. ومنهم أبو الفضل التركستاني أحمد بن مسعود شيخ الحنفية بالعراق ومدرس مسند الإمام أبي حنيفة مات سنة عشر وست مائة، كذا في تاريخ اليافعي. قلت مسانيد الإمام أبي حنيفة التي رواها أكثر الأئمة كثيرة وقد جمع منها بعض الأفاضل خمسة عشر مسنداً وجعلها مسنداً واحداً مع حذف الأسانيد وأضاف إليها بعض مناقبه وذكر جمعاً من شيوخه فالمسند الأول نسخة أبي يوسف، والمسند الثاني نسخة محمد والثالث أيضاً له وهو الآثار والمسند الرابع كمسند الخامس للحسن بن زياد والمسند السادس للحارثي والمسند السابع لابن خسرو والمسند الثامن لابن المظفر والمسند التاسع للأشناني والمسند العاشر لطلحة والمسند الحادي لابن القاضي الأشناني والمسند الثاني عشر لابن خلي والمسند الثالث عشر لابن أبي العوام والمسند الرابع عشر لابن عدي والمسند الخامس عشر لأبي نعيم الأصبهاني. ومنهم العلامة أبو الفتح ناصر بن أبي المكارم المطرزي الفقيه النحوي الأديب الحنفي الخوارزمي. قال الإمام اليافعي كانت له معرفة تامة في النحو واللغة والشعر وأنواع الأدب، قرأ على جماعة وسمع الحديث من طائفة وكان رأساً في الاعتزال داعياً إليه منتحلاً مذهب الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه في الفروع فصيحاً فاضلاً في الفقه له عدة تصانيف نافعة. منها شرح المقامات للحريري وعلى وجازته مفيد محصل للمقصود وله كتاب

المغرب تكلم في الألفاظ التي يستعملها الفقهاء من الغريب وهو للحنفية بمنزلة كتاب الأزهري للشافعي. وما قصر فيه فإنه أتى جامعاً للمقاصد وله غير ذلك، وانتفع الناس به وبكتبه، ودخل بغداد حاجاً وجرى له هناك مباحث مع جماعة من الفقهاء ويقال إنه كان بخوارزم خليفة الزمخشري والمطرزي نسبة إلى من يطرز الثياب ويرقمها إما هو أو أحد آبائه. انتهى. مات سنة عشر وست مائة. ومنهم الإمام المحبوبي الفقيه جمال الدين، مات ببخارا سنة ثلاثين وست مائة. ومنهم الإمام الزاهد الفقيه العابد مولانا جمال الدين الكبير مات ببخارا سنة إحدى وثلاثين وست مائة. ومنهم الإمام بقية السلف جمال الدين أحمد الحصيري. وفي فصل الخطاب، هو مدفون في مقبرة دمشق وكان أستاذ ملوك الشام. وكان افتتاحه إملاء كتاب المناسك عند مشهدي بريدة والحكم صاحبي رسول الله، صلى الله عليه وسلم بعد اختتام كتاب شرح المبسوط للشيخ الإمام الأجل الزاهد شمس الأئمة أبي بكر محمد بن أبي سهل السرخسي في يوم الأحد لعشرين من الشهر المبارك رجب سنة ثلاث وسبعين وست مائة والممْلي الشيخ الإمام العالم الرباني ناصح الأمة حافظ الدين البخاري. ومنهم سلطان الشام الملك الكامل شرف الدين عيسى بن أيوب شارح الجامع الكبير لمحمد بن حسن صاحب كتاب المناقب للإمام أبي حنيفة، مات سنة أربع وثلاثين وست مائة. ومنهم الإمام كمال الدين محمود بن أحمد الحصيري شيخ الحنفية بالشام مات سنة ست وثلاثين وست مائة. ومنهم الإمام الفقيه الزاهد شمس الدين محمد بن عبد الستار الكردري، مات ببخارا سنة اثنين وأربعين وست مائة عن ثمان وثمانين سنة. ومنهم الفقيه أبو حامد محمد بن محمد بن محمد بن محمد العميدي الحنفي السمرقندي، كان إماماً في فن الخلاف وهو أول من أفرده بالتصنيف ومن تقدمه كان يمزجه، ومن تصانيفه أيضاً كتاب النفائس اختصره شمس الدين أحمد الشافعي وسماه عرائس النفائس، وكان كريم الأخلاق كثير التواضع طيب المعاشرة، مات سنة خمس عشرة وست مائة. ومنهم

عيسى بن علي بن كجا أبو الروح سيف الدين الحلبي ثم البعلبكي الحنفي. قال العلامة الجزري: مقرئ مجود ماهر، ابتدأ السبع بحلب على الشيخ أبي عبد الله الفاسي وبدمشق على السخاوي سنة ست وثلاثين وست مائة، وتولى ببعلبك فأقرأ بها وقرأ عليه يونس بن يونس الطنبوري، وبقي إلى ما بعد تسعين وست مائة. ومنهم الإمام محمد بن الحسن بن محمد بن يوسف أبو عبد الله الفاسي. قال في طبقات القراء: إمام كبير أستاذ كامل علامة. ولد بفاس بعد ثمانين وخمس مائة، قرأ على أبي القاسم عبد المهيمن بن سعيد الشافعي وأبي موسى بن عيسى المقدسي عن قراءتهما على الشاطبي وعلى القاضي يوسف بن رافع وتفقه على مذهب أبي حنيفة. قال الذهبي: كان إماما متقنا ذكيا واسع العلم بصيرا بالقراءة وعللها مشهورها وشاذها خبيرا باللغة، مليح الكتابة وافر الفضائل، موطأ الأكناف كثير الديانة حجة، انتهت إليه رياسة القراء ببلدة حلب، أخذ عنه خلق كثير منهم الشيخ بهاء الدين محمد بن نحاس والشيخ علي بن المنجي والشيخ بدر الدين محمد بن أيوب التادفي والناصح أبو بكر بن يوسف وجمال الدين القاهري وحافظ وغيره. وشرحه الشاطبية في غاية الحسن، وكان ممن يعرف الكلام على طريقة الشيخ أبو الحسن الأشعري. توفي أحد الرابعين سنة ست وخمسين وست مائة، وكان جنازته مشهودة. ومنهم المحقق الكامل محمد بن أيوب بن عبد القاهر أبو عبد الله التادفي الحلبي الحنفي. قال العلامة الجزري: أستاذ ماهر محقق كامل، ولد سنة ثمان وعشرين وست مائة بقرية تادف، ولزم الإمام أبا عبد الله الفاسي حتى تفقه عليه القراءة وعللها، سمع منه الكثير ومن الصاحب ومحمد بن الباقي الصفار، ثم رحل إلى مصر ثم أخذ إنشاد الحاف وأخذ الشاطبية عن ابن الأزرق واستشهر بالإتقان وأقرأ الناس دهرا، وأحكم العربي وشارك اللغة والحديث، وقدم دمشق بعد ثمانين فسمع من الإمام عبد الرحمن وأقرأ جماعة، ثم انتقل إلى الحماة فأقرأ عليه غير واحد. قال الذهبي: حضرت عنده وكتبت عنه ولم أنشط للجمع عليه، وكان حاذقا بالفن، ثم انتقل إلى حماة يقرئ بها ويدرس إلى أن توفي في رمضان سنة

خمس وتسعين وست مائة. ومنهم الإمام العالم العارف محمد بن حسين بن فضل المعروف بمولانا جمال الدين السانجي الفقيه الحنفي، مات ببخارا سنة أربع وأربعين وست مائة. كذا في فصل الخطاب. ومنهم الفاضل الأديب الفقيه النجيب المحدث النبيل الشيخ الجليل الإمام الرباني الحسن بن محمد الصغاني الحنفي صاحب التصانيف الكثيرة الشهيرة، منها مشارق الأنوار ومجمع البحرين والعباب واللباب، مات سنة خمسين وست مائة من ثلاث وسبعين سنة ببغداد. مات ثم نقل إلى مكة المحروسة. ومنهم الفقيه الوجيه بدر الدين الكردري مات سنة أحد وخمسين وست مائة. ومنهم العلامة المؤرخ أبو المظفر يوسف التركي الحنفي، سبط ابن الجوزي صاحب التفسير وشرح الجامع ومقامات أبي حنيفة وتاريخ مرآة الزمان، مات سنة أربع وخمسين وست مائة. ومنهم الإمام الجليل أبو الحسين يحيى بن عبد المعطي بن عبد النور الزواوي الفقيه الحنفي النحوي صاحب الألفية. وأقرأ العربية وأقام بدمشق ثم بمصر وروى عن ابن عساكر وتوفي بمصر وكان أحد أئمة عصره في النحو واللغة اشتغل عليه خلق كثير وانتفعوا به وصنف تصانيف مفيدة، توفي بها سنة ثمان وعشرين وست مائة ودفن قرب تربة الإمام الشافعي وقبره هناك ظاهر، والزواوي نسبة إلى زواوة وهي قبيلة كثيرة بظاهر بجاية، من أعمال أفريقية ذات بطون وأفخاذ، كذا في تاريخ اليافعي. ومنهم العالم الكامل أبو البركات المبارك بن أبي الفتح الملقب بابن المستوفي الحنفي الأربلي. قال الإمام اليافعي: كان رئيسا جليل القدر كثير التواضع واسع الكرم، لم يصل إلى أربل أحد من الفضلاء إلا وبادر إلى زيارته وحمل إليه ما يليق بحاله وتقرب إلى قلبه بكل طريق، خصوصا أرباب الأدب، فقد كان شوقهم لديه نافعا وكان جم الفضائل، عارفا بعدة فنون، منها الحديث وعلوم الرجال وجميع ما يتعلق به، وكان إماما فيه وكان ماهرا في فنون الأدب من النحو واللغة والعروض والقوافي وعلم المعاني وأشعار العرب وأخبارها وأيامها ووقائعها وأمثالها وكان بارعا في علم الديوان وحسابه وضبط قوانينه على الأوضاع المعتبرة عندهم.

ألف تاريخا في أربع مجلدات وله كتاب تكلم فيه على أبيات المفصل مات سنة سبع وثلاثين وست مائة. ومنهم الإمام الفقيه حافظ الدين البخاري الصغير شيخ الحنفية مات ببخارا سنة ثلاث وتسعين وست مائة. ومنهم الفقيه الإمام مظفر الدين أحمد بن علي المعروف بابن الساعاتي شيخ الحنفية. قال الإمام اليافعي كان يضرب به المثل في الذكاء والفصاحة وحسن الخط، له مصنفات في الفقه وأصوله وفي الأدب مجادلة مفيدة وكان مدرسا بطائفة الحنفية بالمستنصرية في بغداد ومات سنة أربع وتسعين وست مائة. ومنهم الإمام العلامة برهان الدين محمد النسفي المتكلم الحنفي، مات سنة أربع وثمانين وست مائة ومنهم الملك الناصر داؤد بن معظم بن العادل صاحب الكرك، أجاز له مؤيد الدين وسمع ببغداد وكان حنفيا فاضلا مناظرا ذكيا بصيرا بالأدب بديع النظم ملك دمشق بعد أبيه ثم أخذها منه عمه الأشرف فتحول إلى مدينة الكرك وملكها إحدى وعشرين سنة وكان جوادا ممدوحا، مات سنة ست وخمسين وست مائة. كذا في تاريخ اليافعي. ومنهم الفقيه العمر أبو بكر بن هلال الأدبي مات سنة تسع وسبعين وست مائة ومنهم الفقيه الورع أبو العلاء محمود بن أبي بكر البخاري الحنفي مات سنة سبع مائة. وومنهم العلامة سنة المحققين وبرهان المدققين قطب الدين محمود بن ضياء الدين الشيرازي الحنفي صاحب التصانيف الكثيرة والتواليف الشهيرة في فنون العلوم من المعقول والمنقول تلميذ المحقق الطوسي، مات بتبريز سنة خمس عشرة وسبع مائة. ومنهم المسند العالم كمال الدين إسحاق بن أبي بكر الحلبي ابن النحاس الحنفي سمع ابن يعيش وابن مهرة وابن رواحة، مات سنة عشر وسبع مائة في رمضان عن بضع وسبعين أو ثمانين كذا ذكره الإمام اليافعي ومنهم الإمام العلامة قاضي القضاة الحنفي البارع العلامة المناظر، يضرب بذكائه ومناظرته المثل، كان إماما بارعا متقنا خرج به الأصحاب يعرف المذهبين الحنفي والشافعي أقرءهما وصنف فيهما. وأما الأصول والمعقول فتفرد فيهما بالإمامة، وله تصانيف منها شرح الغاية في الفقه الشافعي وشرح منهاج البيضاوي وشرح المصباح

والأمالي والتعاليق وولي بتبريز وأعمالها إلى أن توفي. وكان أستاذ الأستاذين في وقته، توفي سنة ثلاث وأربعين وسبع مائة. ومنهم العلامة شمس الدين محمد الحنفي شيخ القراءة والعربية، مات سنة ست وتسعين وسبع مائة. ومنهم قاضي القضاة أشرف الدين أحمد الحنفي. قال العلامة الجزري كان أعلم الناس أستاذا، مات سنة ست وسبعين وسبع مائة. ومنهم الشيخ المحقق الفقيه الحنفي فخر الدين أبو محمد عثمان بن علي الزيلعي صاحب التبيين شرح الكنز وغيره، مات بالقاهرة سنة أربع وأربعين وسبع مائة. ومنهم الإمام العلامة حاوي المعقول والمنقول، عبيد الله صدر الشريعة صاحب التنقيح والتوضيح وشرح الوقاية وغيرها من التصانيف مات ببخارا سنة سبع وأربعين وسبع مائة. ومنهم محمد بن علي بن الصلاح أبو عبد الله المصري تقي المعروف بالحريري. قال في طبقات القراء مقرئ لا بأس به، ولد بعيد العشرين وسبع مائة وقرأ القراءات السبع على الشيخ إبراهيم العسكري وسمع الموطأ من محمد بن جابر وولي إمامة المدرسة الصرغتمشية وباشر القضاء تصدر للإقراء، ومات بعد ثمانين وسبع مائة أو قريب سنة تسعين فيما أظن. ومنهم الشيخ المقرئ بدر الدين الحنفي أستاذ العلامة الجزري مات سنة ثمان وسبعين وسبع مائة. ومنهم الفقيه الكبير أستاذ العلماء مولانا حميد الدين الشاشي الحنفي، مات ببخارا سنة احد وثمانين وسبع مائة. ومنهم الشيخ المكرم المعظم الهادي زين الدين أبو بكر التايبادي الحنفي الولي الشهير الذي قال فيه قطب الأولياء الشيخ بهاء الدين النقشبند أنه وصل بطريق العلم إلى الله سبحانه. حكى أنه رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم. ومنهم العالم الكامل عبد الرحمن الحنفي الزبيدي، مات سنة ثلاث وثمان مائة. ومنهم الفاضل بن طاهر الحلبي الحنفي الشهير بابن حبيب، مات سنة ثمان وثمان مائة. ومنهم الفقيه ابن الرضي صاحب عالم مدرس، أخذ الفقه عن الشيخ صدر الدين محمد بن علي بن منصور وبرع فيه وشارك في العلوم ثم أقبل على القراءة وهو كبير. توفي شهر ذي الحجة سنة احد وثمان مائة كهلا بخط الشبلية ودفن بالقرب

من جامع الاقواء. ومنهم محمد بن عبد الرحمن. قال الجزري محمد بن عبد الرحمن شيخنا الإمام العلامة شمس الدين بن الصائغ الحنفي. سألت عن مولده فاخبرني انه سنة اربع وسبع مائة بالقاهرة. وقرء القراءة إفرادا وجمعا للسبعة والعشرة على الشيخ تقي الدين الصائغ بعد الشيخ محمد المصري ثم العربية على الشيخ ابن حيان واخذ المعاني والبيان عن الشيخ علاء الدين القونوي والقاضي جلال الدين القزويني واخذ الفقه عن القاضي برهان الدين ومهر في العلوم ودقق وتقدم في الادب ولم يكن في زمنه حنفي اجمع منه علما وفضلا وتدقيقا وفهما وتقريرا وادبا. ورحل الى دمشق فسمع انه توفي في ثمان وسبع مائة. ولم يخلق بعده مثله ودرس في عدة اماكن وولي إفتاء دار العدل ثم قضاء العسكر. ومنهم الفاضل الكامل محمد بن إبراهيم ابو عبد الله الزنجبيلي الدمشقي الحنفي النقيب مدرس الزنجبيلية وولي المشيخة الكبرى بالعادلية بدمشق واقرء بها وقرء عليه محمد بن احمد بن الحسن اللبان ولم يكمل. وتوفي سنة بضع واربعين وسبع مائة ومولده بعد ستين وست مائة. ومنهم العلامة مولانا شمس الدين الانصاري الحنفي صاحب التصانيف منها كتاب في اصول المذاهب الاربعة وكتاب كذا في تاريخ مشاهدة الاصفياء، مات سنة اربع وثلاثين وثمان مائة. ومنهم الشيخ الزاهد ابو يزيد التوراني مات بها سنة اثنين وستين وثمان مائة. ومنهم العلامة مبارك شاه القاهري الحنفي صاحب التصنيفات مات سنة اثنين وستين وثمان مائة. ومنهم العلامة سند المحققين وسيد المدققين السيد شريف الجرجاني نزيل سمرقند الحنفي النقشبندي، كذا سمعت من بعض الثقات ويدل شرحه على السراجية على فقه الحنفية مع البراهين. المؤيدة للمذهب لا كتلويح العلامة التفتازاني وانه وإن كان شرحا لاصول الحنفية لكنه تائيده لمذهب الشافعية من التعرض للادلة الحنفية وهو دليل واضح على كون الشارح شافعيا وذالك لا يخفى على الناظر في الكتابين. وكذالك ما وقع في ذالك، وقد توفي العلامة سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني عن سبعين سنة بسمرقند سنة اثنين وتسعين وسبع مائة

وتوفي العلامة سند المحققين بشيراز سنة ست عشرة وثمان مائة. وفضائل السيد المحقق اشهر من ان تذكر وتواليفه الانيقة البليغة في فنون العلوم من المعقول والمنقول والفروع والاصول واللغة والعربية والبيان والادبية اظهر من ان تخفى جزاه الله عنا وعن سائر المحصلين خير الجزاء. ثم رايت في طبقات الحنفية في مناقبه قدس سره وينكشف كونه حنفيا مسلما، فاوردت فصلا منها تتميما للفائدة. قال رحمه الله له مؤلفات كثيرة. منها ما هو مشهور متداول ومنها ما ليس بمتداول ومنها تفسير الزهراوين وشرح فرائض السراجية وشرح الوقاية وشرح المواقف وشرح المفتاح السكاكي والتذكرة لنصير الطوسي والجغمينية في الهيئة وشرح الكافية بالفارسية وله من الحواشي حاشية على الكشاف والمشكوة والخلاصة للطيبي والعوارف وحاشية على الهداية في الفقه. ووقفت على اوائله على شرح التجريد للاصفهاني وعلى شرح الطوالع وعلى المطالع وشرح الشمسية على القطب الرازي وعلى المطول وعلى المختصر وعلى شرح هداية الحكمة وعلى شرح حكمة العين وعلى حكمة الاشراق وعلى التحفة وعلى الرضي في النحو ويقال إنه حرر الرضي واستخلصه من المسودة بعد ان كان فيه سقم كثيرا وله حاشية على شرح نقره كار وعلى المتوسط وعلى تلخيص التلخيص وعلى عوامل الجرجاني وعلى رسالة الوضع وعلى شرح الاشارات للطوسي وعلى التلويح والتوضيح وعلى نصاب الفارسية وعلى اشكال التاسيس وعلى شرح العضد وعلى تحرير اقليدس للطوسي وعلى قصيدة كعب بن زهير وله مقدمة في الصرف بالفارسية واجوبة اسولة السلطان سكندر صاحب التبريز والرسالة الوجودية بالفارسية واخرى للموجود في الوجود بحسب القسمة العقلية، واخرى في علم الحروف واخرى في الصوت واخرى في علم الادوار وله الصغرى والكبرى في المنطق وهما بالفارسية عربهما ولده السيد محمد وله رسالة في مناقب خواجه بهاء الدين النقشبند ورسالة شهب البينة في الوجود والعدام (سبت نيست) والاخرى في الافاق والانفس. ذكر له هذه المؤلفات الحافظ السخاوي في الضوء اللامع، وقال كان إماما علامة زاهدا وغاية في الذكاء والفهم وطلاقة العبادة شيخا ابيض

التحبة يزداد فصاحة وبلاغة وعبارته رشيقة وموفية لطرق المناظرة والمباحثة والاحتجاج ذا عقل تام ومداومة على الاشتغال والاشغال. وابنه محمد شرح في عدة علوم ومات وله مبلغ الاربعين وعمر والده إلى ان صار غالب فضلاء البلاد من جميع الاقطار من تلاميذه وتلاميذ تلاميذه وقوي كتبه في المدارس وخدمته العلماء واقبل الناس على كلامه لقربه من القلوب بمتانته وجزالته بحيث يقال كلام السيد سيد الكلام رحمة الله عليه وعلى كافة العلماء اجمعين. انتهى كلامه. ومنهم العلامة حماد الماردني الحنفي شارح مختصر ابن الصلاح في الاصول والحديث. مات سنة تسع عشر وثمان مائة. ومنهم الولي الكامل والعالم الفاضل الامير قوام الدين الخافي صاحب فنون المجانين مات سنة عشرين وثمان مائة عن ست وستين سنة وفضائله اكثر من ان تحصى ومناقبه اشهر من ان تخفى. ومنهم العلامة الواعظ احمد بن محمد الشاذلي الحنفي، مات سنة احدى وستين وثمان مائة. ومنهم العلامة التميمي الاسكندري صاحب التصانيف الجليلة. منها حاشية التفسير البيضاوي والمواقف والعضدي والمطول وشرح مختصر الوقاية. مات سنة اثنين وسبعين وثمان مائة ومنهم العلامة المرغشي احمد الحلبي الحنفي صاحب كنوز الفقه وغيره مات سنة اثنين وسبعين وثمان مائة. ومنهم العلامة الحسن الجلبي النصاري صاحب الحواشي المفيدة الشهيرة منها حاشية المطول والتلويح وشرح المواقف، مات سنة ست وثمانين وثمان مائة. ومنهم الفاضل مولانا عبد الرزاق السمرقندي صاحب حاشية التلويح ومطلع السعدين مات سنة ثمان وثمانين وثمانمائة. ومنهم العلامة الحسين المخطب والعلامة احمد بن حنبلي مات سنة ثمان وثمانين وثمان مائة ومنهم العلامة احمد الشرجي صاحب كتاب الفوائد ونزهة الاحباب مات سنة ثلاث وتسعين وثمان مائة ومنهم العلامة الكردكي ابراهيم الحنفي صاحب حاشية التوضيح مات سنة اثنين وعشرين وتسع مائة. ومنهم العلامة ابراهيم الطرابلسي صاحب كتاب الاسعاف

ومواهب الرحمن وشرحها المسمى بالبرهان مات سنة اثنين وعشرين وتسع مائة. ومنهم الفاضل الكامل ثقة الدين حسن الطرابلسي الحنفي صاحب كتاب مختار الاختيار مات سنة ثمان وعشرين وتسع مائة ومنهم العلامة قدوة الفحول جامع المنقول والمعقول مولانا عبد العلي البرجندي الحنفي صاحب التصانيف الجليلة، منها شرح التذكرة وشرح التحرير وشرح الشمسية وشرح مختصر الوقاية تلميذ الفاضل الشيرواني. ومنهم العلامة النحرير مولانا احمد الجندي صاحب التحقيقات والتدقيقات والتصانيف البديعة والتواليف العجيبة، مات بسمرقند سنة احدى وستين وتسع مائة. واعلم ان مثل الائمة الحنفية كمثل النجوم في السماء يراها الناظر في الدجى لا يمكن احصاؤهم ويستحيل عدهم وما ذكرنا منهم ليسوا الا كقطرة من البحر الذخار والان بلاد ما وراء النهر وبدخشان والهند والروم وكاشغر وخوارزم وبخارا عصرا عصرا الوف الوف من العلماء والعرفاء يوجدون ويفتون لا يعلمهم الا الله. وها انا اذكر تيمنا طائفة من اكابر الاولياء بما وراء النهر والهند واختم الرسالة حينئذ. فمنهم الامام الرباني القطب الصمداني عبد الخالق الغجدواني قدس سره رئيس السلسلة العلية المعروفة بسلسلة خواجها قدس اسرارهم. مناقبه اكثر من ان تحصى ومعارفه اشهر من ان تخفى. وهو مريد الشيخ الامام ابي يعقوب يوسف الهمداني قدس سره وقد مر ذكره، شيخ الاولياء الكبار منهم العارف الكامل خواجه عارف الريوگري، وخواجه احمد الصديقي وخواجه اوليا كلان، ومنهم الولي المشهور خواجه محمود الخير نغنوي مريد الشيخ الريوگري. ومنهم الشيخ الجليل الولي النبيل ذو المقامات والكرامات خواجه علي الراميتني المعروف به عزيزان هو مريد الشيخ محمود الخير الفغنوي المذكور. ومنهم الامام القدوة خواجه محمد باباء السماسي قدس سره مريد الشيخ الراميتني المذكور. ومنهم السيد ذو الكمال والاكمال امير كلال مريد خواجه محمد باباء المذكور وشيخ قطب الاولياء امام العرفاء بهاء الحق والدين المعروف بنقشبند رضي الله عنه توفي سنة اثنين وسبعين وسبع مائة. ومنهم قطب الافاق والولي

على الإطلاق حجة الأولياء وبرهان العرفاء والأذكياء الذي هو معروف بنقشبند البخاري قدس سره، مقاماته الجليلة الرفيعة مما عجز العقول عن وصفه وكلت الألسن عن بيانه. توفي ببخارا يوم اثنين، ثلاث ربيع الأول، سنة إحدى وتسعين وسبع مائة عن ثلاث وسبعين سنة. ومنهم القطب الأبرار الولي المختار علاء الدين عطار محمد البخاري مريد الشيخ الإمام بهاء الدين النقشبند قدس سره. كان من أكابر أولياء الله تعالى. توفي في ليلة الأربعاء الموفية عشرين من رجب سنة اثنين وثمان مائة ومرقده المنور بصفانيان. ومنهم قدوة العرفاء المحققين، وأسوة العلماء المدققين، سند المحدثين محمد بن محمود الحافظي البخاري المعروف به پارسا قدس سره من أكابر أصحاب الشيخ الإمام بهاء الحق والدين النقشبند قدس سره وله تصنيفات جليلة منها فصل الخطاب والتحقيقات والفصول الستة والتفسير توفي بالمدينة الطيبة سنة اثنين وعشرين وثمان مائة. ومنهم الولي ابن الولي حافظ الدين أبو نصر بن محمد پارسا البخاري كان جامعا بين علم الشريعة والطريقة ناديا على أسرار الحقيقة، توفي في شهور سنة خمس وستين وثمان مائة وقبره المبارك في بلخ. ومنهم شجرة الولاية وثمرة الهداية العارف ابن العارف حسن بن علاء الدين العطار كان صاحب الأحوال الغريبة والمقامات العجيبة العالية، توفي في ليلة الإثنين ليلة عيد الأضحى سنة ست وعشرين وثمان مائة بشيراز ونقل إلى صفانيان عند أبيه قدس سره. ومنهم العارف الكامل مولانا يعقوب الچرخي من أصحاب الإمام خواجه بهاء الدين النقشبند قدس سره ووصل إلى درجات الكمال عند الإمام خواجه علاء الدين العطار قدس سره وهو شيخ إمامنا الشيخ ناصر الدين خواجه عبيد الله الملقب بخواجه أحرار قدس سره ومنهم الشيخ المحقق قدوة العرفاء مولانا نظام الدين الخاموش محيي الملة والدين العطار قدس سره كان صاحب تصرفات عظيمة ومقامات سنية حسنة، مات سنة ثلاثين وثمان مائة كما قيل. وكان السيد السند العلامة المحقق سيد شريف ومن

أصحابه ومريديه. ومنهم الشيخ الكامل مولانا سعد الدين الكاشغري قدس سره وقد توفي مولانا سعد الدين في أثناء صلوة الظهر، يوم السابع من جمادى الأخرى سنة ست وثمانين وثمان مائة. سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين.

مکتوب نود وہشتم بنام ابو الحسن محمد ہادی نواسۂ خود الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ـ

هرچه جز عشق خداء احسن است ‌‌ ‌ گر شکر خوردن بود جاں کندن است

وفقك الله سبحانه لما يحب ويرضى ونجاك مما يمنعك من الوصول إلى الدرجات العلى والسلام على من اتبع الهدى.

مکتوب و نهم بنام خواجه محمد معصوم برادر خود در اظهار اشتیاق وحزن فراق.

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى. اشتیاق وحزن فراق راکه دامن گیر ایں حقیر ضعیف است چساں مشرح دہد که شب وروز در الم میدارد ـ

حدیث شوق ندانسته ام که تا چند است ‌ ‌ جز ایں قدر که دلم سخت آرزومند است

دو کلمه در باب اشیاء دریوزۂ دولت لقاء که وابسته بسفر ایں دیار است سابقاً رفته است ہموارہ چشم انتظار در راه است. کدام ساعت باشد که نوید قدوم شریف مسرت بخش ایں شکسته گردد ـ

عجبے نیست اگر زنده شود جان عزیز ‌ ‌ چوں از آں یار جدا مانده پیامے برسد

استخاره اگر موافقت نمود ظاہر است که اختیار ایں سفر مے فرمائید. ہرچند برا ہل انقطاع وحلاوت از تصور ایں سفر گرہ عظیم وارد مے شود. دیگر چہار روز است که بادشاه عجیب تاکید واہتمام مے فرماید، خود طبیخ تیار ساخته مے فرستد. امید که کمادهٔ امراض در چند روز منحسم گردد. واز راه ضعف که در طبیعت است مفصلاً شرح طبقات را چساں شرح دہد. الله تعالے ہرکس را بمراد برساند. إنه قريب مجيب.

مکتوب صدم بنام خواجه محمد معصوم مذکور در اشاره بسفر آخرت بعد ذالك بأيام قليلة.

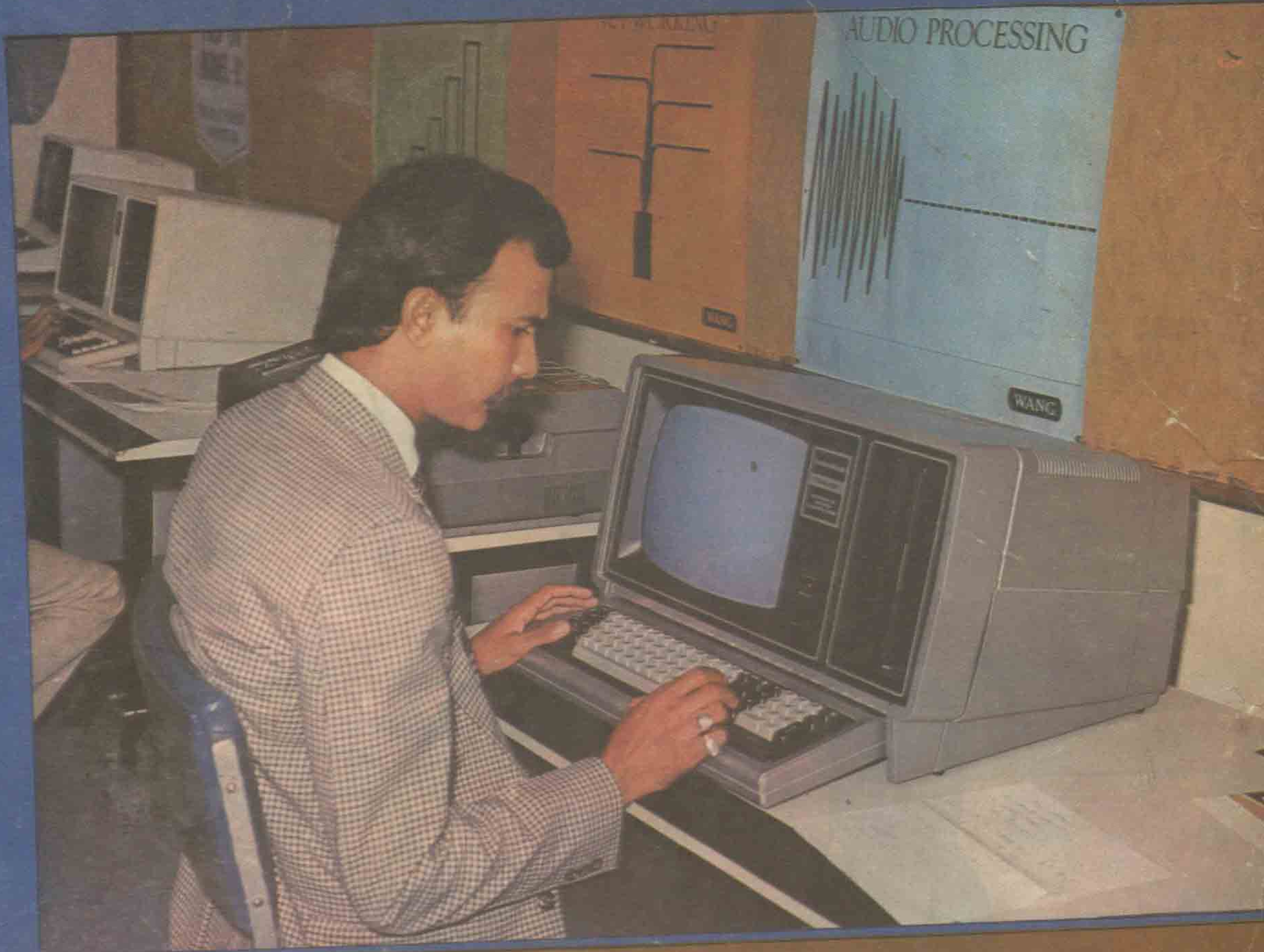
باسمه سبحانه. الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ـ

گرما ندیم زندہ بر دو زیم | دامنے کز فراق چاک شدہ
در بمیریم عذر ما بپذیر | اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

تَمَّ مَکَاتِیبُ خَازِنِ الرَّحْمَۃِ۔ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔



پاکستان ٹائمز پریس لاہور



نابینا افراد کے لیے کمپیوٹر

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے طلباء نے کمپیوٹر کو اس طرح ڈیزائن کیا ہے کہ اسے نابینا افراد بھی استعمال کر سکیں گے۔ دو ماہ میں تیار ہونے والے اس کمپیوٹر پر کل پندرہ ہزار روپے لاگت آئی ہے جبکہ اس کی ڈیزائننگ کی تبدیلی پر صرف سات سو روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ کمپیوٹر اگر کسی کمرشل ادارے سے خریدا جائے تو اس کی قیمت تیرہ لاکھ ہو گی۔